الشعراء تلامیذ الرحمٰن

سالک کامل عارف واصل غواص بحر وحدانی پیر و مرشد آگاہی حضرت شاہ
غلام جیلانی بادشاہ قادری چشتی قدس سرہ العزیز المتخلص تسلیم مشائخ قصبہ
گلشن آباد میدک یاست نظام کے تمام و کمال اردو و فارسی غزلیات و رباعیات

الموسوم بہ

دیوان تسلیم

مرتبہ

خاکسار شاہ محمد ولی اللہ قادری مرید گلشن آبادی غفر اللہ لہ و لوالدیہ

سنہ ۱۳۲۳   باہتمام مہتمم مطبع   سنہ ۱۳۲۴

مطبوعہ مطبع محبوب النظائر واقع حیدرآباد

طبع اوّل   قیمت

Checked 1987
CHECKED 1996

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

نحمدہ و نستعینہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحابہ الکرام

ہندوستان میں شاعرانہ مذاق جسطرح روز بروز ترقی کرتا رہا ہے۔ تاریخ بتلا رہی ہے کوئی دور نہیں گیا ہو۔ کوئی زمانہ کوئی دور اس مذاق سے خالی نہیں رہا ہر زمانے میں لائق و قابل شعرا کے وجود سے ملک میں ایک تازہ بہار آتی رہی ہے۔ خاص خاص شعرا کی جدت پسندی و دقیقہ رسی نے شاعری کو ایسے اوج کمال پر پہنچایا کہ جسکی توقع کسی دوسرے زمانے سے تو نہیں ہوسکتی۔ چونکہ انسانی مذاق مختلف الکیفیت ہوا کرتا ہے اس لئے کسی نے زیادہ قصیدہ گوئی کو پسند کیا اور کسی نے زیادہ غزل گوئی کو۔ قصائد کو قطع نظر کرکے صرف غزلیات پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو عام غزلیں تین صنف سے خالی نہیں پائی جاتیں ایک تو وہ غزلیات جو صرف مجازی اور فرضی معشوقوں کے خط و خال کی تعریف میں لکھی جاتی ہیں دوسری وہ غزلیات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت و شان میں تصنیف کی گئی ہیں تیسری وہ غزلیات جو حقانی و تصوفانہ کہلاتی ہیں جنمیں خاص خاص وہ مضامین ہوتے ہیں جو معرفت و حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں۔

پہلی صنف کی وہ غزلیات جنکا استعمال عام شعرا کیا کرتے ہیں۔ دراصل وہ غزل گوئی نہیں ہے بلکہ ہزل گوئی و بیہودہ سرائی ہے۔ ایسے ہی شعرا کی مذمت میں حق تعالیٰ نے الشعراء یتبعہم الغاوٗن ارشاد فرمایا ہے۔ ان غزلیات کے مضامین مخرب اخلاق ہونیکے علاوہ خیالات عقوبات میں بھی مبتلا کرنیوالے ہیں۔

دوسری صنف کی وہ غزلیات جو نعت نبوی اور شان مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم میں لکھی جاتی ہیں ان سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مدارج اور واقعی عظمت و

شان کے اظہار کے علاوہ عاشقانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق صادق اور محبت واثق کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ یہ نعتیہ غزلیات کاتب کے لئے باعث ازدیادِ مدارج وشوق اور سامع و ناظر کے لئے سرمایۂ نجات و ہدایت ہیں۔

تیسری صنف کے وہ غزلیات جن میں حقائق و معارف کا بیان ہے جو اولیائے صادقین و صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے اُن باطنی جذبات اور دلی کیفیات کا نمونہ ہیں جو ہر وقت اُن کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ ان غزلیات میں اکثر وہ تصوفانہ مضامین ہوا کرتے ہیں جن میں وحدت الوجود و منازل سلوک مکاشفہ مراقبہ وغیرہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ان غزلیات کی سماعت اور مطالعہ طالبین کے لئے ازدیاد شوق و معلومات مزید کا ایک کافی ذریعہ ہے۔ ایسے ہی شعراء کی شان میں الشعراء تلامیذ الرحمٰن وارد ہوا ہے۔ اور یہی شعراء ہیں جنکے اشعار میں وہ لذت اصلی اور لطف حقیقی حاصل ہوتا ہے جسکا بیان حد تحریر سے خارج ہے۔ انہیں شعرا صوفیہ کے مقدس زمرہ میں عارف کامل سالک واصل غواص بحر وحدانی حضرت پیر و مرشد قبلہ گاہی شاہ غلام جیلانی بادشاہ قبلہ قادری الجشتی قدس سرہ العزیز المتخلص بہ تسلیم مشائخ قصبہ گلشن آباد میدک کا بھی شمار ہے۔

حضرت کا تقدس باطنی و تبحر علمی جس حد تک معروف و مشہور تھا دکن کا اکثر حصہ بخوبی واقف ہے۔ حضرت کے بعد با تصرفات و کرامات لوگوں پر ظاہر ہو چکے ہیں۔ جو لوگ فیضان ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوتے رہے ہیں دکن میں اُنکی تعداد معتد بہ ہے۔ حضرت نے اپنی بیش بہا زندگی کا اکثر حصہ ارشاد و تلقین۔ درس و تدریس تصنیف و تالیف۔ وعظ و نصائح میں صرف فرمایا۔ آپ کو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قطب دوراں عارف باللہ آگاہ رمز عیشی حضرت سید صاحب حسینی بادشاہ صاحب قبلہ قادری الجشتی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ قصبہ نگمال سے جو آپ کے حقیقی ماموں تھے فخر تلمذ و شرف بیعت و خلافت حاصل تھا۔ بالآخر آپ نے ۱۴ شعبان المعظم سنہ ۱۳[illegible] پیر کے دن

۱۳۴۲ھ ... سال کی عمر میں بمقام شکرپال پور اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف
انتقال فرمایا اور آپکا مدفن بمقام ... ہوا۔ چنانچہ اسوقت آپکا مزار پرانوار آپ ہی کے
دیوان شاعرانہ کی طرح مرجع عالم ہے۔

انتقال کے چند سال بعد اس خاکسار نے حضرت کی سوانح عمری بڑی محنت و جانفشانی
کے ساتھ ترتیب دی۔ چنانچہ یہ سوانح عمری موسومہ حیات تسلیم ۱۳۴۲ھ میں
زیور طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہوئی۔ اس سوانح کے دوسرے حصہ میں
آپ کے تمام کمال فارسی و اردو تصانیف کا انتخاب نمونتہً درج کیا گیا ہے جو
لوگ سوانح ملاحظہ فرما چکے ہیں بالخصوص آپ کے اردو و فارسی غزلیات کا
انتخاب بھی نظر سے گزرا ہوگا جس سے اس بات کا اندازہ ضرور ہو سکتا ہے کہ
آپ کے صوفیانہ خیالات کس پایہ کے ہیں۔ اگرچہ آپ کے وصال کے تیسرے چوتھے
سال ہی آپ کے اردو فارسی غزلیات کا وہ کلیات جو اکثر آپ ہی کے قلم سے متفرق
پرچوں پر لکھا ہوا تھا ردیف وار دیوان کی شکل میں لایا گیا تھا۔ لیکن ابتک بوجوہ
چند دیوان کے طبع کی کوئی صورت بن نہ آئی۔ لیکن بحمد اللہ اب حضرت ماموں صاحب قبلہ
حضرت حاجی محمد یار شاہ صاحب مدظلہ العالی متوطن موضع بدایوں سابق سررشتہ دار
محکمہ ناظم خارج صرف خاص مبارک کی حسن تحریک و توجہات اور مکرمی جناب مولوی
محمد عزیز الرحمن صاحب سررشتہ دار کی خاص نوازشات و مراعات سے حضرت کے تمام
اردو و فارسی غزلیات جو دیوان تسلیم کے نام سے موسوم ہیں طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہیں
دیوان کے ملاحظہ سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ علاوہ شاعرانہ تلازمات و سنجیدہ خیالات اور سلاست
و روانی کے آپ نے صوفیانہ مذاق اور محققانہ خیال کو غزلیات کے پیرایہ میں کس انداز اور
کس خوبی سے ادا فرمایا ہے۔ آپکی کوئی غزل اور کوئی شعر ایسا نہیں پایا جاتا جس میں کوئی
خاص صوفیانہ رنگ نہو۔ آپکا تمام دیوان وحدت و کثرت حقیقت و غیریت عروج و نزول

منازل سلوک مکاشفہ مراقبہ دید و وادید اذکار و اشغال جو تصوف ہی سے خاص ہیں اور منازل ستہ سبعہ صفات جواہر اربع وغیرہ کے مضامین کے علاوہ دیگر اقوال لطائف بھی جا بجا بھی بھرا ہوا ہے بالخصوص آپ کے دیوان میں مقامات الٰہی و میں جا بجا آپ نے مسئلہ وحدت الوجود کو جو صوفیائے کرام کا مسلم الثبوت اعتقاد ہے کن مختلف تشبیہات و تمثیلات سے کس خوش اسلوبی طرز و عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے جسکا صحیح مذاق یہی حضرات حاصل کر سکتے ہیں جو اہل حال اور صاحب نسبت ہوں۔ درحقیقت دیوان کے تمام اشعار آپکے باطنی جذبات و روحانی کیفیات کا نمونہ ہیں جو وقتاً فوقتاً آپ پر وارد ہوا کرتے تھے۔

یہی سبب ہے کہ اہل دل کے اشعار جو حسب حال ہوا کرتے ہیں انمیں ایک عجیب اثر پیدا ہو کرتی ہے۔ چنانچہ ایک غزل میں آپکا ارشاد ہے ؎ قال کے ساتھ اہل سخن کہتے ہیں گو صاحب حال کے شعر میں تاثیر اور ہے ۔ اور چونکہ اہل حال قال ہی سے اپنے حقائق حال کا اظہار کیا کرتے ہیں اور جس سے اہل دل کو لذت حال کی حاصل ہوا کرتی ہے جیسا کہ ایک دوسری غزل میں آپ ارشاد فرماتے ہیں ؎ قال سے ملتی ہے دل والوں کو لذت حال کی ۔ اس لئے تسلیم یہی زبان کرتا نہیں ۔ غرض اگر کچھ غور و فکر اور نظر تعمق سے دیکھا جائے تو آپکی ہر غزل کا ایک ایک شعر عموماً ہر طالب راہ کے لئے اور خصوصاً آپ کے مریدین و معتقدین کے لئے مرشدانہ تعلیم باطنی ارشاد اور نور ہدایت ہے۔

اگرچہ نظم و نثر میں آپکا فارسی کلام کتابی صورت میں مختلف طور پر ہے لیکن آپکی فارسی غزلیات بہت مختصر ہیں اس لئے فارسی غزلیات بھی اردو دیوان کے آخر میں بطور ضمیمہ شریک کردی گئیں ہیں۔ جن سے آپکے فارسی مذاق کا بھی اندازہ باذوق اصحاب کو ہو سکے گا۔ اللہ الموفق والمعین وعلیہ التکلان۔

خاکسار

شاہ محمد ولی اللہ قادری ادیب گلشن آبادی

الله

دیوانِ تسلیم

ردیف الف

نام لینا باعثِ آرام ہے اللہ کا / اللہ اللہ کس قدر خوش نام ہے اللہ کا

ماسوا اللہ ہو ہے باقی نام ہے اللہ کا / ہم کہانے نام ہیں سب کام ہے اللہ کا

غوث ہو ابدال ہو اوتاد ہو محبوب ہے / ذکر جس کے دل میں صبح و شام ہے اللہ کا

ایک نیکی میں جزا اور آثمی کی اک ہی سزا / امتِ احمد پہ کیا انعام ہے اللہ کا

ہم کہیں اللہ اک اللہ کہے لبیک دس / اپنے بندوں پر یہ فیضِ عام ہے اللہ کا

آپ میں نہیں وہ جو تیرے خدا سے حق تلف کرتے ہیں یوں / نام حق ہے حق رسانی کام ہے اللہ کا

ظالمو سوچا کبھی مہلت کہاں تک پاؤ گے / جانتے ہو منتقم جب نام ہے اللہ کا

شرعِ احمد کا نہیں عقلی دلیلوں سے طریق / دین ہے اللہ کا اسلام ہے اللہ کا

پاس ہمنامی کا ہوگا حشر میں اللہ کو / مومن اے تسلیم جب ہمنام ہے اللہ کا

ولہ

ظاہر و باطن ہیں جلوہ ہے تمام اللہ کا / دل پہ نام اللہ کا صورت پہ نام اللہ کا

زاہدو تم نام کو لیتے ہو نام اللہ کا / عارفوں سے پوچھو تو کیا ہے مقام اللہ کا

عرشِ اعلیٰ کو جو کہتے ہیں مقام اللہ کا / نحن اقرب کیا نہیں دیکھا مقام اللہ کا

وہ خدا کا دوست ہے اور دوست ہے اُس کا خدا
جس کے دل پر ذکر غالب ہے مدام اُس کا

کیوں نہ ہو ملکِ ولایت کا سلیماں کیوں نہ ہو
ہو نگینِ دل پہ جس کے نقش نام اُس کا

سر الانسان سِرّی کا خلاصہ ذاکر و
ہے نفخت فیہ من روحی کلام اُس کا

عیسیٰ و یحییٰ ہیں ہو جو خرقِ زمین آسمان
نام لیتے ہیں اگرچہ خاص و عام اُس کا

رہبرِ محبوبِ خدا تھی فرشتوں سے ہا
کیا شبِ معراج میں تھا اہتمام اُس کا

کاروبارِ حق نہیں محتاجِ اسبابِ مجاز
رات دن بہتا ہے جاری کُن سے کام آخر کا

ہو نہ دستورِ ازل میں تا ابد لغزش کبھی
کس قدر ہے بے تبدل انتظام اُس کا

اول و آخر ہو ریت بس جہت بر رجکے سا
دو الف اللہ کے اور ایک لام اُس کا

حق تعالیٰ کا ہوا ذکر رسو لبیک ہی
جو رہا تسلیم ذاکر صبح و شام اُس کا

ولہ

احمدا شاہدِ مشہود ہے جلوہ تیرا
سیدا صورتِ مقصود ہے چہرا تیرا

جلوۂ نورِ الٰہی ہے سراپا تیرا
صاف آئینۂ کونین ہے چہرا تیرا

گلِ بستانِ صفا ہے رخِ زیبا تیرا
سروِ گلزارِ قدم ہے قدِ رعنا تیرا

مرجا کشتِ تجلی سے ہیں سینے شاداب
ابرِ رحمت سے ہے کیا نور برستا تیرا

کبھی باہر سرے حلقے سے نہ جائیگا کوئی
نور ہے الفس و آفاق کو گھیرا تیرا

تیری میراث ہی کوثر یہ وہ ہوگا ساقی
جو وصی تیرا ہے اور بھائی چچیرا تیرا

تا دے ساقیِ کوثر کو کر دیتا چلے
تر ہے تا کوئی باقی وہاں پیاسا تیرا

جب کیا عزمِ سفر تھی وہ پہلی منزل
تب معراج لگا عرش پہ ڈیرا تیرا

کیا علو مرتبہ تیرا ہے کہ معراج کی شب
کفشِ پا تاج کیا عرشِ معلّا تیرا

تو ہے وہ طائرِ وحدت کہ جو پرواز کی
قابَ قوسین پہ ہوتا ہے بسیرا تیرا

تیری آنکھوں میں تھا مازاغ کا سرمہ تسکین
محوِ نظارۂ دیدار تھا پیارا تیرا

نور سے بھر دیا دھو دھا کے کیا جب خالی
وہ ترا دل ہے وہ سینہ وہ کلیجا تیرا

صاحبِ عرشِ معلّٰی سے ہمیشہ نازل
تحفۂ صلِّ علیٰ ہے منّ و سلویٰ تیرا

اہلِ عصیاں کی گور سے ہوا دوزخ تو پاس
دیکھا جب برزخ پُر نور بذریا تیرا

خوش ہوا کہنے لگے کہ بھر جائینگے امت سے مکاں
دیکھ جب قدمِ پاک بسترا تیرا

سب نے جانا کہ خدای کا وسیلہ ہی بجا
عرش و افلاک پہ جب ہو گیا دورا تیرا

حالتِ کفر میں دوزخ کی ہوئی آگ حرام
دیکھا جب حسنِ شمایل سے شجرا تیرا

ہے ترے نور کے جلوہ سے دو عالم کا ظہور
خاص ہے نورِ الٰہی سے ظہورا تیرا

سب رضا جوئے خداوندِ دو عالم ہیں مگر
خود رضا جو ہے خدا اے مرے آقا تیرا

ہے ترا رنگ ہر اک نقشہ میں پیدا لیکن
صبغۃ اللہ میں ہے ڈوبا ہوا نقشا تیرا

ق
ہوئی جب آیتِ غفران ترضیٰ نازل
عرض کی تو نے کہ احسان ہے خدایا تیرا

پر میں راضی نہیں بچ جائے اگر ایک عاصی
یعنی دوزخ میں ہے امتی ادنا تیرا

قدِ بے سایہ کے سایہ میں ہیں اہلِ عصیاں
کافی اے سایۂ امت ہے وسیلہ تیرا

سب کو ملتی ہے دوا کیا نہ ملیگی مجھکو
میں تو بیمار ہوں اے میرے مسیحا تیرا

رنج و کلفت سے نجات انکو ملی او رحمت
جب لیا آدم و حوّا نے ذریعہ تیرا

کیا عجب ہے اُسے رحمت ہی اچھا کردے
گو ہے تسلیم نکمّوں سے نکمّا تیرا

ولہ

طالب اے غوث ہے اللہ تعالیٰ تیرا
واہ کیا مرتبہ ہے افضل و اعلیٰ تیرا

قربِ حق اولیا سے ہے اعلا تیرا
مرتبہ عرشِ معلّا سے ہے بالا تیرا

سگِ در خانہ ترے طالب کا ہے سگ کا تیرا
کس کی قدرت ہے کرے کیا کوئی سگ کا تیرا

نہو محتاج کسی کا کبھی پالا تیرا
کبھی لغزش میں نہ آئیگا سنبھالا تیرا

جنسِ دکاں نہیں جسم نہیں ہے سودا تیرا
رایج الوقت ہے ہر گنج میں سکا تیرا

سب گداؤں سے مقدس ہی گھرانا تیرا
کل گھرانوں میں ہی ای شمع اُجالا تیرا

ندیاں جس سے ہیں بہتیں وہ ہے چشمہ تیرا
چشمے جس سے ہیں اُبلتے وہ ہی دریا تیرا

میرے مولا میں گداؤں میں ہوں منگتا تیرا
میرے آقا میں غلاموں میں ہوں ادنیٰ تیرا

سب ترے نیک ہیں بد ہے تو یہی ایک غلام
سب ترے اچھے ہیں اک میں ہوں نکمّا تیرا

سگ درگاہ کے شیروں پہ شرف رکھتا ہے
کیوں نہ پھر چیتوں سے اچھا ہو بچا تیرا

تو وہ مخدوم ہے ہر ایک ہے تیرا خادم
تو وہ مولا ہے کہ ہر ایک ہے مولا تیرا

دین و دنیا میں مریدوں کے ہی سر پر سایہ
میرے مولا سرے صاحب ہے آقا تیرا

کشتیاں چلتی ہیں دریا جہاں ہیں تیری
ناخدا جسکا ہے خود سلسلہ آقا تیرا

غوث الاغواث ہے تو اے شہ قطب الاقطاب
ہے تو محبوب خدا تجھ سے ہے بالا تیرا

چرخ اطلس ہو تمنا سے ترا پا انداز
وہ بلند اے شہ بغداد ہے رتبا تیرا

دستگیر اوروں کی کیونکر نہ ہو تیری قدرت
دے کمک جب شہ معراج کو کاندھا تیرا

تو مریدوں کا خریدار ہوا وقت حساب
فرد مکتوبۂ خالق ہے قبالا تیرا

جو ولیوں کے ہیں افسر تو ہے انکا افسر
ہے ولایت میں حکومت پہ سکّا تیرا

قطب ہو غوث ہو ابدال ہو اوتاد ہو گر
نہ کیا ہے نہ کریگا کوئی دعویٰ تیرا

کوئی گنڈہ ہو کوئی لشکر تیغ آتی ہو
ڈنکے بجتے ہیں اور اڑتا ہی پھریرا تیرا

بے تردد ہے رواں قافلۂ عرب و عجم
راستہ صاف ہے بے کھٹکا ہے سیدھا تیرا

کتنے افراد قلمبند ہیں دیکھے تو کوئی
روزنامہ ہے کہ تا دہ نہیں بستا تیرا

تیری مقراض ہی ہے کون متعرض ہوا
کون جسکو نہ مُحلق کیا مونڈا تیرا

فیصلہ ہے ات میں تیرے تو ہی غوث الثقلین
محکمہ کونسا جسمیں نہیں فتویٰ تیرا

کونسی صف ہے جو سلجھی نہیں شانہ سے تری
کونسی آنکھ ہے جسمیں نہیں سرمہ تیرا

کونسا بیڑا ہے جسمیں نہیں تیرا لنگر
کونسا دریا ہے جسمیں نہیں بیڑا تیرا

کسی صیاد کے پنجہ میں نہ آیا کوئی صید
جب ملک و رسو تبلایا نہ اسیا تیرا

بے نوا تیرے گدا اور مرید اہل سوخ
واہ یہ بانی ہے تیری وہ ہی بانا تیرا

شاہ و درویش ہیں محتاج غنی ہیں تیرے
اور جواں پیر ہے بستہ ہی شکستہ تیرا

پوچھے جائینگے عمل سے تو نہ تا دیونگے ہم
واسطہ تیرا مدد تیری وسیلہ تیرا

نام لیوا ہیں ترے اور غلامان غلام
کیا نہ چاہیگا ہمیں چاہنے والا تیرا

جو ترے گھر کے ہیں گھر دوسرا دیکھنے کے نہیں
کچھ نہ ہو بس ہے فقط اسم معلّی تیرا

کیا کریں فکر کہ کچھ ہم سے نہیں بن پڑتی
اس لیے ہم لیے بیٹھے ہیں سہارا تیرا

نام لیوا ترا اکا سبب ہی افضل اقوال
غالب آتا ہے مسلّح پہ نہتا تیرا

تو وہ شہباز ولایت ہے کہ از اوج جہاں
پیش ہو دیں تو کرے زیر سر سجا تیرا

نور ایمان ہی سینوں میں محبت تیری
شمع طاق حرم دل ہے تو لا تیرا

مادری جد ہی حسین ابن علی سبط نبی
پدری جد ہے حسن شاہ معلّا تیرا

جد امجد ہی دو جانب سے علی شیر خدا
سبحان اللہ نسب اچھا حسب اچھا تیرا

تن ترے جد کا نہ تیرا ہوا ملبوس کیس
تیرے جد کا نہ گرا اور نہ سایا تیرا

ہوتا سبلِ یع زمین تھا اثر بول و براز
جد امجد کا ترے ویسا ہی تھا تیرا

گو نبوت تو نہ تھی لیک سجا جبریل
مخبر حال تھا ہر ماہ و مہینا تیرا

تو ولی اور بھی وعظ میں تیرے موجود
ناز محبوبی ہے محبوب نرالا تیرا

ان میں تخل جو تند ہو تھا منفعل ہو کر
وہی نقاتم آئے اسے ہیرے سجا تیرا

ہاتیہ سے تیرے یہ طاق ہوا اجالا
ہوش میں لایا اسے پانی پینا تیرا

کیا صحرا میں تھا دفن دبیح لا یہ
وزد ترسا کی کوا پال کرشما تیرا

اسعد ابعض ہوئی معقول کی معقول آنا
کیا تصرف ہے عجب اسے سرے مولا تیرا

بیت حاجیا ہوا منسلک حد میں اچھا
تیرے کہتے ہے کہ نسول ہی کہنا تیرا

کھلا نکلا تھا آج ہو گیا طفلی ہیں تجھے
بالاخانہ پہ جو منظور تھا کعبا تیرا

اولیا جسکو سمجھتے ہیں گنبدِ وحدت
اے مہِ برجِ کرامت وہ ہے بالا تیرا

ابر سے اوروں کے جاری ہے تقاطر یکسر
نالے بہجاتے ہیں بہتا نہیں دریا تیرا

اولیائے مقابل کہ کریں دو رنگی
پست کی پشت کو تازانہ لگا تیرا

بے نیازی میں بھی اللہ کو پرواہ تیری
ناز بردار ہے پیار سے ہرایا تیرا

نام کو تو ہے ولی کام نبی کے ہیں ترے
رمز ہے بھید ہے سر ہے یہ معما تیرا

تری نگہت ہی تو ہے [illegible] دولت کی شان
جلوہ برزخِ کبری ہے سراپا تیرا

ترا منکر جو انشا روشنے بتاتا ہے تجھے
نہیں بچتا ہے وہ جب ہے ابھی چرچا تیرا

ق

غضب اللہ کا تیرا ہے غضبِ محبوب
گو ہے خُلقِ نبوی پاک سجیا تیرا

سرکشی دشمنِ محبوبِ الٰہی کب تک
دیکھ آئینہ میں منہ ہو گیا کالا تیرا

ہے گلا [illegible] جو تیرے یہ تنفالی حالت
سگِ وحشی سے بھی بد تر ہوا حیلا تیرا

یاں سمجھ تو تو [illegible] ہے تجھے مرنا بھی تو ہے
گیا ایمان تو پھر کیا ہے نتیجا تیرا

وہ تو [illegible] آ [illegible] تجھے اُن سے انکار
پھر تو مومن ہے صد افسوس یہ بیجا تیرا

تیرا [illegible] غوثِ خدا کا فرزند
چاہا اللہ کا ہے یا بندہ والا تیرا

رحم کر تو ہی میری پیاس بجھا او حسن
العطش کہہ نہیں سکتا کبھی پیاسا تیرا

اور سکیبار کہ آنکھیں ہیں مری جاتے جدا
طالب شربتِ دیدار ہے پیاسا تیرا

ترے [illegible] قبر میں حشر میں بھی دین کے لیے
تو مددگار ہے کافی ہے سہارا تیرا

المدد اے شہِ بغداد کہ عاصی تسلیم
بندہ بے دام و درم [illegible] ہے تیرا

ولہ

قدرت کیلیے حق نے دو عالم کو بنایا
خاص اپنے لیے حضرت آدم کو بنایا

کیا بھید ہے الطاف سے مطلوب ہے آپ
اور اپنا طلبگار خدا ہم کو بنایا

آذر سے کیا حق نے براہیم کو پیدا — کیا شان ہے محروم سے محرم کو بنایا
تقدیر بھلی تھی جو بلخ کے ملک کی — عاشق وہ پریزاد کا ادہم کو بنایا
ہے گریہ و غم ساتھ ہنسی اور خوشی کے — ذی تجربہ کے ہمدوش محرم کو بنایا
پہلے ہی سے سمجھا تھا کہ ہم ہونگے نہ ہونگے — بخشش کے لیے سرور عالم کو بنایا
تا دیکھ لیں اللہ کی ہم جلوہ گری کو — تسلیم یہ پتلے میں دل اور دم کو بنایا

ولہ

دل جب سے انکے حسن کا دیوانہ بنگیا — کاکل کا پیچ حلقۂ سر جولانہ بنگیا
جانا ہی تھا کہ دل کی حرارت نکل گئی — کوچہ مرے صنم کا شفا خانہ بنگیا
انکو نمایش اپنی جو منظور ہو گئی — آئینہ خانہ صاف پری خانہ بنگیا
صورت پرست ہو گئے ہم جب سے نے ابد — کعبہ ہمارے دل کا صنم خانہ بنگیا
جب میں خدا کو یاد کیا اور رو دیا — ہر قطرہ میرے اشک کا دردانہ بنگیا
خونابۂ جگر کی جو اتری شراب — دم میں شیشۂ دل مرا پیمانہ بنگیا
دل ہو گیا ہے رشتۂ آزادگی میں بند — تسلیم کس کے حسن کا دیوانہ بنگیا

ولہ

دنیا ہے وہ بازار کہ ویرانہ بنیگا — جنت وہ محل ہے کہ پری خانہ بنیگا
حوروں سے سروکار نہ غلمان سے کچھ کام — دنیا میں جو اللہ کا دیوانہ بنیگا
سینہ کے سبو میں ہوئے ذکر الٰہی — دم شیشہ مرا دل مرا پیمانہ بنیگا
روتا رہو تو عشق الٰہی میں کہ بیشک — ہر قطرہ ترے آنسو کا دردانہ بنیگا
وہ لو ہے کہ روشن ہوا گر شمع تجلی — تسلیم کا دل شوق سے پروانہ بنیگا

ولہ

وہ خالق یکتا کہ دوتا ہو نہیں سکتا — شکر اُس کا کبھی مجھ سے ادا ہو نہیں سکتا

جب تک دلوں میں ہوس پیدا ہو نہیں سکتا
جو شرط کا جلوہ ہے جستا ہو نہیں سکتا

آزادِ دو عالم ہو اگرچہ مرا دل
پر دامِ محبت سے رہا ہو نہیں سکتا

ٹھنڈا نہ ہو دل گرم مزاجی سے تمہارے
صرصر سے کبھی کا تپیا ہو نہیں سکتا

آدم کے حوالہ کیا حق بارِ امانت
دیکھا جو فلک عہدہ برا ہو نہیں سکتا

لا علم لنا جبکہ فرشتوں کی زباں ہے
بندہ جو کہے لفظِ انا ہو نہیں سکتا

مل جائے خزانہ کہ پھرے مجھ سے زمانہ
تسلیم سے برعکس رضا ہو نہیں سکتا

ہر چند میں دلبر سے ملوں پھر بھی جدا ہوں
پھر یار مرا مجھ سے جدا ہو نہیں سکتا

جس طرح خدا ہو نہیں سکتا کبھی بندہ
بندہ کبھی تسلیم خدا ہو نہیں سکتا

ولہ

آنکھوں سے جمال آپ کا دیکھا نہیں جاتا
دیکھو تو ستم ہے کہ پرکھا نہیں جاتا

نے وصل میں راحت نہ جدائی میں تسلی
کیا حال کہوں اپنا کہ بولا نہیں جاتا

کون ایسا ہے جیتا نہیں دنیا میں بھلائی
پر کیا کریں تقدیر کا لکھا نہیں جاتا

تلوار کے سو زخم بھی ہو جاتے ہیں اچھے
پر دل سے بری بات کا کھٹکا نہیں جاتا

تسلیم وہ دل خالقِ اکبر کا مکاں ہے
جس دل میں کہ تنکا بھی سمایا نہیں جاتا

ولہ

الٰہی مجھکو مرا راستہ نہیں ملتا
میں کیا ہوں کون ہوں مجھکو پتہ نہیں ملتا

گلا نہیں کہ کوئی پارسا نہیں ملتا
ہزار ملتے ہیں۔ پر آشنا نہیں ملتا

اگرچہ رزق مقدر سوا نہیں ملتا
مگر تو چاہے تو بندہ کو کیا نہیں ملتا

یہ منزل ایسی ہے جسکا پتہ نہیں ملتا
یہ وہ سفر ہے کہیں راستا نہیں ملتا

ہزار فکر کریں یا ہزار ذکر کریں
حضورِ دل کے سوا مدعا نہیں ملتا

نہ ہووے دامِ علائق سے جبتک آزادگی
خدا کی یاد کا مطلق مزا نہیں ملتا

ہم اُس سے کہتے ہیں چلیے تو آپکو پالیے
جو کوئی کہتا ہے مجھکو خدا نہیں ملتا

کسی ولی سا نہیں ایسا سلسلہ یا غوث
جو سلسلہ سے ترا سلسلہ نہیں ملتا

ہم اُس سے ملنے کی کوشش کیے گئے تسلیم
پھر آگے دیکھیں کہ ملتا ہے یا نہیں ملتا

ولہٗ

وہ دل کہ تجلی سے مجلا نہیں ہوتا
ہمت زمِ عرشِ معلی نہیں ہوتا

دل جس کی حلاوت کو ترستے ہیں جو بھولے
آنکھوں میں تو ایسا کوئی جلوہ نہیں ہوتا

یاد دیتے ہوئے فاقوں سے تمنا کی آنکھیں
کیا دید سا جلوہ من و سلویٰ نہیں ہوتا

محفل میں دل والوں کے آئے نہ میں تیسے
جب تک کہ طبیعت میں سلیقہ نہیں ہوتا

تسلیم کرو یادِ خدا جان ہے یہ کہ
بے یادِ خدا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا

ولہٗ

زاہد کو اگر دل کا تجلا نظر آتا
ہر ذرہ میں خورشید کا جلوہ نظر آتا

ہوتا نہ اگر چشمِ بصیرت پہ غشاوہ
ہر شے میں عیاں جلوہ خدا کا نظر آتا

آنکھیں مری گر دید کو کرتیں نصب العین
پنہاں جو ہے سینے میں ہویدا نظر آتا

غفلت اگر اٹھ جائے تو پھر حسنِ ازل کا
پردہ نظر آتا نہیں پردہ نظر آتا

ذرہ نظر آتا ہے بخدا دل کے مقابل
آنکھوں سے اگر عرشِ معلا نظر آتا

زاہد ترے کعبے میں صنم خانہ کا نقشہ
رندانِ ازل کو نہیں بیجا نظر آتا

آتا ہوں میں وصل نہ فرقت کی شکایت
دل میرا اگر مجھ کو سنبھلتا نظر آتا

ہوتا اگر ایسا کہ وہ جلوہ صفتِ برق
آنکھوں سے ہوا گم نظر آتا نظر آتا

تسلیم تجلیِ الٰہی کا تماشا
دیکھو تو تصور سے ہے کیا کیا نظر آتا

ولہٗ

اگر تجھ کو حسنِ شمائل نہ ہوتا
مرا دل کبھی تجھ پہ مائل نہ ہوتا

نہ ہوتا تجھ سے حسن گر عشق مجھ کو — تو دلبر نہ ہوتا میں بیدل نہ ہوتا
نہ ہوتا اگر دلربا خوبصورت — تو آئینہ ہرگز مقابل نہ ہوتا
نہ ہوتیں اگر دل کو آنکھیں الٰہی — یہاں تیرا دیدار حاصل نہ ہوتا
کشش تیری گر یا الٰہی نہ ہوتی — کبھی دل محبت میں کامل نہ ہوتا
نہ ہوتا اگر نفس مجھکو مرے رب — ترا راستہ کچھ بھی مشکل نہ ہوتا
نہ ہوتا جو دنیا میں میں تو کا جھگڑا — کبھی تجھ سے تسلیم غافل نہ ہوتا

ولہ

جفا سے اُنکے کبھی ہم کہاں فریاد ہوتا تھا — تمنا تھی عطا اُن سے ہماری یاد ہوتا تھا
تمہارے دل کو ہم لیتے نہ لیتے دیکھ تو لیتے — ہمیں بھی ایک وشکلے تھے جو کیسے یاد ہوتا تھا
ہوا جسطرح سے برباد ہے اس عمر کا خرمن — عوض میں اسکے نفس خودی برباد ہوتا تھا
تعلق سے یہ دنیا کے جو آزاد گو زاہد — مگر دامِ خودی سے انکا دل آزاد ہوتا تھا
بتاتے راستی کیا شے ہے یہ دم سرنگوں تجھے — مقابل انکے قد کے سرو اتنا شاد ہوتا تھا
عدم میں جھککر خبر سے اہل کرم گو زاہد — کہینگے ہمکو بھی کچھ تو خدا کی یاد ہوتا تھا
مکانِ تن ہوا آباد دنیا میں کیا حاصل — خدا کی یاد سے تسلیم دل آباد ہوتا تھا

ولہ

صبح دم پیش نظر نورِ نہانی آیا — دیکھتا کیا ہوں مرا یوسفِ ثانی آیا
دیکھتے دیکھتے گم ہو گیا بجلی کی مثال — گریہ خوشی سے مرے آنکھوں میں پانی آیا
ہائے یاں آپ بھی جلدی ہی چلے جاتے ہیں — کیوں نہ تجھے سرِ فلک دورِ جوانی آیا
جب کہا مجھسے کہ اک ذرہ لگا تجھے — دل مرا بھر گیا سو نہ میں منہ پانی آیا
نہیں معلوم رقیبوں نے کہا کیا تسلیم — یار کو مجھ سے عبث رنج گمانی آیا

ولہ

خرامِ ناز سے شب کو جو مہ لقا آیا — میں سمجھا گھر میں مرے نورِ کبریا آیا

سحر سروشِ اجابت یہ ندا آئی — کہ تیرے دام میں نہ بازِ مدعا آیا
خدا شناس نہیں انجمن کہوں کس سے — کہ ذکرِ یار میں کیا کیا نہ مجھ پہ آیا
دکھا نہ آپ سے الگ میں نہ وہ الگ مجھ سے — ازل سے لیکے یہاں تک میں گھومتا آیا
ہیں ڈوبا روح کے دریا میں حسنِ صفائی سے — نظر یہ تن ہے پانی کا بلبلا آیا
ق
بلا کے سامنے پوچھیگا جب خدا مجھ سے — گیا تو تھا مگر آیا تو لیکے کیا آیا
کرونگا عرض کہ دنیا میں چھوڑ کر سب کچھ — گیا تھا جیسا میں ویسا ہی پھر چلا آیا
سوائے حکم ترے دم نہیں لیا تسلیم — گیا رضا سے تھا آیا تو بارضا آیا

ولہ

ہے ہر شہرِ پیا بارِ دگر پھر آیا — راحتِ جان و جگر نورِ نظر پھر آیا
باغ سے پیکِ صبا لیکے خبر پھر آیا — سرخ گل سبز شجر سبزۂ تر پھر آیا
اپنی تقدیر پہ نازاں ہوں خدا کا احسان — مردمِ دیدۂ تر لختِ جگر پھر آیا
دیکھتے دیکھتے دیکھا کہ نہ دیکھا تھا کبھی — دیدِ دلدار پہ جب بیکر دل گھر پھر آیا
تر گریباں کو جو کرنے لگے آنسو تسلیم — دامنِ یار پئے دیدۂ تر پھر آیا

ولہ

ہو جائے کسی کو جو کسی دل کی تمنا — بہتر ہے کرے مرشدِ کامل کی تمنا
توشہ نہ سواری نہ کوئی بدرقہ ہمراہ — کیا کوئی کرے قطعِ منازل کی تمنا
طغیانی پہ دریا ہے نہ کشتی ہے نہ ملاح — کب ہو قدم اندازئ ساحل کی تمنا
مطرب ہے نہ ساقی ہے نہ مینا ہے نہ مے ہے — کس منہ سے ہو زاہد تری محفل کی تمنا
کیا فرق بغیر یقیں ہیں سمجھے کوئی تسلیم — بر آتی ہے جب عالم و جاہل کی تمنا

ولہ

نہیں ہیں نیاز یادہ کم کے سوا — راہِ ہستی نہیں عدم کے سوا

کچھ نہیں سوجھتا مجھے یارب ترے فضل اور ترے کرم کے سوا
نہیں اہل دول کو دنیا میں فکر کچھ دام اور درم کے سوا
نہ ہوا کچھ حصول دنیا سے فکر و اندوہ و رنج و غم کے سوا
کچھ نہیں ہے تلافی مافات آہ سرد اور چشم نم کے سوا
عارفوں کو نہیں ہے اور غرض دید کے دل کے اور دم کے سوا
توشۂ راہ منزل وحدت نہیں سالک کو دم قدم کے سوا
نہیں تسلیم کوئی وقت اخیر آشنا رہتا اپنے دم کے سوا

ولہ

دل کا جب راہنما فضل خدا داد ہوا مطلق البال خودی سے ہوا آزاد ہوا
دور جب ہو گیا افلاس دوئی کا دل سے والیٔ مملکت معرفت آباد ہوا
بڑھ گئی جلوۂ توحید سے دل کی رونق کثرت دید سے ملک نظر آباد ہوا
دیکھ کر رتبۂ آدم کو فرشتوں نے کہا جس کو ہم سمجھے تھے شاگرد وہ استاد ہوا
کثرت یاد دوئی میں تری یکتائی سے زندہ باش اے دل آزاد کہ ہشیار ہوا
غیب کے صیغے سے حاضر کو نہ تم یاد کرو حضرت دل کا مجھے آج یہ ارشاد ہوا
پالے جس دن سے ہیں فرزندان تغافل نابو ملک دل لٹ گیا غارت ہوا برباد ہوا
اس قدر فکر نہ کی میرے گرفتاری کی جس میں صید دل آزاد نہ صیاد ہوا
موت کو جینے پہ اسکے ہے شرف اے تسلیم جو بشر یاد سے اللہ کے بے یاد ہوا

ولہ

دل مرا صورت کا دیوانہ ہوا اچھا ہوا مبتلائے حسن جانانہ ہوا اچھا ہوا
دل اسیر زلف جانانہ ہوا اچھا ہوا نشہ میں تھا پابجولانہ ہوا اچھا ہوا
دل مرا تاریکیٔ غفلت میں کچھ دکھتا نہ تھا دم کا یک شمع کا شانہ ہوا اچھا ہوا

گلبدن کا سرو قد کا شمع رو کا دل ہوا
بلبل و قمری و پروانہ ہوا اچھا ہوا

بکھری بکھری یار کی زلفیں نظر آئیں آج
اے دلِ صد چاک تو شانہ ہوا اچھا ہوا

صورتِ آبادِ دو عالم عکسِ رخ سے یار کے
آئینہ خانہ پری خانہ ہوا اچھا ہوا

نفس غالب تھا کہ دل میرا بتائیدِ الٰہ
ہمتِ عالی سے مردانہ ہوا اچھا ہوا

دردِ دل کب تک اٹھاتا بارِ احسانِ طبیب
کوچۂ جاناں شفا خانہ ہوا اچھا ہوا

بیخودی سے شیشہ دم پیمانہ دل ساقی نگہ
سینۂ تسلیم میخانہ ہوا اچھا ہوا

ولہ

دردِ دل قابلِ تشخیصِ مسیحا نہ ہوا
داغِ دل مرہمِ کافور سے اچھا نہ ہوا

عالمِ عشق میں جس طرح سے ہوں میں مشہور
کشورِ حسن میں کیا آپ کا چرچا نہ ہوا

کونسا روز ہے ایسا کہ جدائی میں ترے
مجھ پہ ہنگامۂ قیامت کا جو برپا نہ ہوا

چمنِ دہر میں پیدا اسی شبنم سے کبھی
ہے ستم گل کی مرا غنچۂ دل وا نہ ہوا

لاکھ زنجیر ہوں گر سلسلۂ زلف نہ ہو
رخِ دلدار کا دیوانہ سیانا نہ ہوا

ہو رہوں کس کا بجز اسکے مثل [illegible]
کوئی اپنا نہ ہوا یار جو اپنا نہ ہوا

رنجِ ناحق جو اٹھاتے ہو جگر جاناں
کام ایسا کوئی تسلیم سے بیجا نہ ہوا

ولہ

وہ جلیسِ بزمِ صفا ہوا وہ شریکِ جامِ فنا ہوا
وہ رئیسِ ملکِ بقا ہوا جو بشر خدا میں فنا ہوا

ترا حسن جلوہ نما ہوا مرا عشق درد فزا ہوا
تو خدیوِ ملکِ جفا ہوا میں گدائے کوئے وفا ہوا

ترے وصل کا بصد آرزو ترے رنگ کا ہے سراغ جو
ترے ذکر کا بصدائے ہو ہمہ تن خیالِ دل آشنا ہوا

رہا گو حضوری سی مدعی پہ ترے حسن حسرتِ جو
ترے رنگ پہ ترے نور پر میں ابھی سے شیفتہ ہوا

کہیں لڑا دل میں ناز کی جو عاشقوں نے نکالی ہے
یہ عجیب منزلِ راز ہے نہ کوئی بھی حق کا گشتہ ہوا

کہیں آپ ہے کہیں جمع ہے وہ کہیں نہ آئے کہیں وہ
کہیں ہیں ہے وہ کہیں نہیں ہے وہ ۔ وہی ہم کو ملا اے خدا ہوا

نہ چھپاں کوئی چیز کوئی نہیں ہے تری تجلی — یہ جو کچھ ہے تو ہے نہیں کوئی کیا ہی نقش بدیع ترا ہوا

تو نسیم ہے تو چمن ہوں میں تو کلام ہے تو ہوں میں سخن — تو نگاہ ہے تو نہیں ہوں میں میں غبار تو رہ تو ہوا

تو متصف اور میں صفت بنا تو مقرب اور میں رب بنا — تو مسبب اور میں سبب بنا یہ دوئی میں طرفہ مزا ہوا

تو جفا کیا میں وفا کیا تو ستم کیا میں جھکا کیا — تو کہا کیا میں سنا کیا یہ برا ہوا کہ بھلا ہوا

ہمیں عاشقی میں ہے جو مزا وہ مزہ کسی میں نہیں ملا — یہ کہا یا مژدہ وہ آشنا جو شہید تیغ ادا ہوا

میں بعید ہوں تو قریب ہے مری بے نصیبی نصیب ہے — مرا رنج مجھکو طبیب ہے مرا درد مجھکو دوا ہوا

نہیں رنج دل کا دلا مجھے ہے اگر تو ہے یہ گلا مجھے — کوئی وصل طالع نہ ملا مجھے ترے رنگ و بو میں بسا ہوا

نہیں ابتدا و یہ مری خطا ہوا فتنہ غمزۂ دلربا — وہ یگانہ جلوہ نما ہوا یہ دوگانہ میرا قضا ہوا

ہے نوا و نای ورنے وہی گل و رنگ نشہ و مے وہی — جو کہا کہ میں نہیں ہے وہی وہ خود اپنے پہ رہا ہوا

مرے دلربا سے ملونگا میں مرے آشنا سے ملونگا میں — مری خوش ادا سے ملونگا میں جو نقش جی میں جما ہوا

رہا فکر نام حقیر میں یہی آیا میری ضمیر میں — رکھا تسلیم نفس کے اخیر میں مرا مقطع لطف سے بھرا ہوا

ولہ

دعویٰ جو میں خدا سے کیا کیا برا ہوا — اچھا ہوا حصول مرا مدعا ہوا

ناموس چھوڑ ہم جو ہوئے کشتۂ ادا — ہم رنگ مس جو قلب تھا خالص طلا ہوا

آنکھوں میں نشہ چڑھ گئی ہے ان کے عشق کی — مستی میں مے پیازی سکا اچھا مزا ہوا

انکی ادا کو دیکھ ادا میں ہوا قصور — شوقِ یگانگی میں دوگانہ قضا ہوا

کرتے ہیں وہ تو ناز اگر ان پہ ہم کریں — دعویٰ کی ہے گواہی تو پھر جرم کیا ہوا

ق

معشوقیت کا دعویٰ ہے عاشق کو آج کل — لیلیٰ کے پاس مجنوں کا جیب پھٹا ہوا

ارشاد یہ ہوا کہ دکھے آب یا کہ شیر — اہل نظر کو دودھ میں پانی ملا ہوا

اہل غرور زر بھی اگر ہیں تو خاک ہیں — سمجھا جو خاک اپنے کو وہ کیمیا ہوا

تسلیم عشق لازم و ملزوم ہے یہاں — ہم آشنا ہوئے تو خدا آشنا ہوا

ولہٗ

جبکہ سلایا تنِ عارف بزیرِ گِل ہوا
عرشِ اعظم دل کے لیلیٰ کیلیے محمل ہوا

جب نہیں پایا فیدِ مدعا انسِ بسیط
جانبِ ارضِ مرکب ہر رہِ منزل ہوا

خانۂ جسمِ بشر کی جب بنا قایم ہوئی
روح کہلایا کسی کا امرِ ربی داخل ہوا

بے خبر اپنے سے جو اپنی خبرداری ہو وہ
آپ سے غافل ہوا اللہ سے واصل ہوا

غیر تھے جو درگذرا وہ خستہ شدتے یا وہ ہو
آپ ہی دریا کہا یا آپ ہی ساحل ہوا

یاں ہا پہ نام واں کا نام غیر نفس کا
صفت سوائی ملی جینے سے کیا حاصل ہوا

یاد رکھو تسلیم یہ نکتہ بہت باریک ہے
جو کوئی اپنے کو سمجھا عارفِ کامل ہوا

ولہٗ

ایک دن ملکِ عدم کو ہمیں جانا ہوگا
پھر کبھی عالمِ دنیا میں نہ آنا ہوگا

راحت و رنج سے خوش وقتی سے بدبختی سے
مدتوں شہرِ خموشاں میں ٹھکانا ہوگا

فکر اُس راہ کے توشہ کی کریگا بیشک
وہ مسافر جو یہاں عاقل و دانا ہوگا

نیک لوگوں کو ملیگی وہاں اچھی دولت
جو گنہگار ہیں حسرت انھیں کھانا ہوگا

روبرو جاینگے جب مالکِ مختار کے ہم
منفعل ہونگے نہ کچھ بات بنانا ہوگا

نیک ہوں بد ہوں عمل اپنے بغل میں لیکر
کوئی جنت کو کوئی دوزخ کو روانا ہوگا

نہ سزا پائے کوئی اپنے عمل سے بڑھکر
عدل و انصاف کا وہ ایک زمانا ہوگا

بحرِ رحمت کو اگر جوش ہو تسلیم وہاں
قطرۂ اشک بھی بخشش کا بہانا ہوگا

ولہٗ

تیرِ نگاہ مجھ سے تو کھایا نہ جائیگا
صدمہ ہے سخت دل سے اٹھایا نہ جائیگا

کیوں بیٹھتے ہو میرے دل کو دبا دن میں
یہ ستم ہے سخت مجھ سے تو کھایا نہ جائیگا

تعویذ سے فلیتہ سے گنڈے سے فال سے
یہ خبیث بلا کا ہے سایا نہ جائیگا

ممکن نہیں کہ ہو حرمِ مغفرت میں بار　　جب تک کہ آنسوؤں سے نہایا نہ جائیگا
بے استمال بارِ جفا قوتِ دنا　　تسلیم بارِ عشق اٹھایا نہ جائیگا

ولہٗ

عشق سے پیدا نشانِ بے نشاں ہو جائیگا　　دید سے حق نورِ چشمِ عاشقاں ہو جائیگا
گر ہماری آہ کا ظاہر دھواں ہو جائیگا　　آسماں یک اور زیرِ آسماں ہو جائیگا
صبغۃ اللہ جس کو کہتے ہیں وہ رنگ ہے　　پیرِ فانی بھی اگر دیکھے جواں ہو جائیگا
پہلے دل کا امتحاں کر لو کہ تاکر یہی ہیں　　رفتہ رفتہ روح کا بھی امتحاں ہو جائیگا
خار و خس عصیاں کے بہہ جائینگے رحمت کی قسم　　آنکھ سے آنسو کا چشمہ جب رواں ہو جائیگا
دفترِ عصیاں ترازو میں جو رکھے جائینگے　　کلمۂ توحید کا پلہ گراں ہو جائیگا
ذکر وہ نعمت ہے ہم ہمال ہی جسکے وہ کریم　　فضل سے تسلیم اپنا میہماں ہو جائیگا

ولہٗ

راستہ صاف صاف ہے دل کا　　حج اکبر طواف ہے دل کا
نہیں لکھتے ہیں کاتبِ اعمال　　کہ گنہ سب معاف ہے دل کا
ہے ثوابت طواف میں سیار　　چرخِ اطلس غلاف ہے دل کا
وہی جاتا ہے قبر میں سڑ گل　　جو بظاہر سحاف ہے دل کا
دلِ تسلیم ہے مضاف الیہ　　عرشِ اعلیٰ مضاف ہے دل کا

ولہٗ

اگر گل کھائے ہو سینہ میں جاناں کی محبت کا　　چلو دل کی گلی میں رنگ دیکھو باغِ جنت کا
اسی صورت کے پتلے ہیں ہم لیکن عقل کی رو سے　　دو عالم سے نہ ہو معنی سرِ جلوہ ناکی صورت کا
ندامت سے گناہوں کے شکستہ دل جو بیٹھے ہو　　سناتا ہوں تمہیں اے مومنو جملہ بشارت کا
ہے نیکوں کا وسیلہ حق بدوں کا میں وسیلہ ہوں　　رکھو تم یاد یہ ارشاد ہے سالارِ امت کا

بروزِ حشر نیکوں سے بھی پہلے بخشے جائینگے
ہے یہ تسلیم رتبہ اہلِ صفا کی ندامت کا

ولہ

ہم نے دنیا میں آکے کیا دیکھا
رنج و غم آفت و بلا دیکھا
بیوفائی ہے ختم دنیا پر
بارہا ہم نے آزما دیکھا
دل کی آنکھوں سے ذرہ ذرہ میں
جلوۂ نورِ کبریا دیکھا
لذتیں سب اُتر گئیں دل سے
دیدِ دم کا جو میں مزا دیکھا
رہبرِ ذکر جب ہوا تسلیم
کشورِ حق کا راستا دیکھا

ولہ

دیکھتے دیکھتے میں دل کا دریچہ دیکھا
ڈھونڈتے ڈھونڈتے دلدار کا کوچہ دیکھا
لاکھ خورشید سے بڑھکر ہے تجلی دل کی
مند گئیں آنکھیں جو اک ذرہ سا شوشہ دیکھا
لاکھوں میں ایک ہو یک لخطہ میں اور ایک میں لاکھ
یہ عجب حضرتِ دل کا میں کرشمہ دیکھا
ایک صورت سے دکھے سیکڑوں صورت والے
دل پر نور کا جب آئینہ خانہ دیکھا
خس برابر بھی کدورت نہیں انکے دل میں
بحرِ مواج خدا والوں کا سینہ دیکھا
میرے دلدار کی عادت ہے کہ رک جاتا ہے
مینا پینے کا جو کبھی قلب میں خدشہ دیکھا
کشورِ دل کو کہے عرش نمونہ جسکا
لشکرِ ذکر نہ ہونے سے میں خستہ دیکھا
ہوتے محسود ہیں حاسد نہیں ہوتے ہرگز
اہلِ نسبت کا میں ایسا ہی طریقہ دیکھا
موسیائی نہ دیا وصل کی پروا نہ کیا
دل تسلیم کو جب تک نہ شکستہ دیکھا

ولہ

دل میں جب تک نہ ہو شیرینیٔ الفت پیدا
نہ ہو دیدار کے شربت میں حلاوت پیدا

نہ ہو اللہ سے بندے کو محبت پیدا
جب تلک ہو نہ خدا والوں سے الفت پیدا

مصقلہ ذکر کا الفت سے اگر ہاتھ آجائے
دل کے آئینہ میں ہوگی کوئی صورت پیدا

بیخودی آتی ہے اور دل سے دوئی جاتی ہے
دید بازی میں ہے وہ لطف وہ لذت پیدا

کینہ آتا ہے تو آتی ہے عداوت دل میں
حسد آتا ہے تو ہوتی ہے قساوت پیدا

جب تلک آنکھ میں دیکھا کرو وحدت کا جمال
ہے اسی واسطے آئینہ کثرت پیدا

طے نہ ہونگے کبھی سالک کے منازل تسلیم
جب تلک دل میں نہ ہو صورت حیرت پیدا

ولہ

ملجائے اگر شربت دیدار تمہارا
اچھا ابھی ہو جائیگا بیمار تمہارا

مدت سے ہوں میں طالب دیدار تمہارا
بتلا دو ذرا چاند سا رخسار تمہارا

سو بار اگر گرم ہو بازار تمہارا
ہوگا نہ کوئی تجھ سا خریدار تمہارا

ہو جاتا ہے قالب قفس مرغ دل زار
پھندا ہے عجب طرۂ طرار تمہارا

ہو قصر عدن حشر میں اوروں کو مبارک
کافی ہے مجھے سایۂ دیوار تمہارا

کرتا نہ کبھی خواہش دیدار الٰہی
ہوتا کبھی زاہد جو طلبگار تمہارا

مرجائے مگر مرہم کافور نجا سے
بے وصل تمہارے جگر افگار تمہارا

ہم قامت سایہ ہوں خود اپنی سے ہوکر
جلوہ نظر آیا جو پری وار تمہارا

ہر شے سے عیاں جلوہ دلدار ہے تسلیم
دل ہو وہی اگر خواب سے بیدار تمہارا

ولہ

ہے خبر گرم کہ آتا ہے مسیحا میرا
یہ وہ مژدہ ہے کہ ٹھنڈا ہے کلیجا میرا

جب تم اللہ کے بندوں کی بھلائی چاہو
کیوں نہ چاہیگا بھلائی مری مولا میرا

میرے صاحب کو اگر یاد کروں میں کیسے
پھر نہ کیوں یاد کریگا مجھے مولا میرا

ہوں وہ عاصی کہ نہیں حسن عمل کچھ لیکن
تیری رحمت پہ بھروسہ ہے خدایا میرا

دل کے آئینہ میں گر یار کو دیکھوں تسلیم
کیوں نہ بڑھکر ہو سکندر سے نصیبا میرا

وله

زباں پہ ہے توحید کی گفتگو لا
کبھی خطرہ میں تو کا دل میں نہ لو
ہی بندہ وہی جو نہ بھولا خدا کو
جو بھولا خدا کو خدا اُس کو بھولا
جو چاہا سو پایا ہے نگاہ نہ پینے
یہ سب نشر کی ہے مثل ہیولا
مجھے سا لیا تشنگی نے نہایت
صراحی ہے کیا ہو گا بھر کر سبو لا
تو لولی ہے دی ذکر کے دم کا جھوکا
سمجھ روح کو طفل اور تن کو جھولا
بے دانہ و آتش کا بینش کا پانی
کہ اس تن کے پنجرے میں ہے یک ممولا
جیسے دیدہ کی ہے جلوہ کی تشابہ
لحد میں دلہن ہو گا محشر میں دُولا
نگہباں ہو دل کا تصور سے ہر دم
تو جیتے میں پہ اللہ اُترتے یہ ہو لا
ہے ہر شے میں تسلیم ہستی خدا کی
ہوا ذات حق ہے دو عالم بگولا

وله

کوئی دل والا نہیں کس سے کروں دل کا گلا
ہم سفر ہو تو کروں سختی منزل کا گلا
اپنے انگشت نما سے بھی کرتا ہے ہنوز
ماہِ نو ابرو خورشید شمائل کا گلا
چہرہ ہوتا نہ اگر عکس فلک سے معیوب
اُن کے عارض کو نہ ہوتا مہ کامل کا گلا
بستہ نالے تو رسے ہے طائر دل کے مشکور
یہ رہائی سے رہا زلف مسلسل کا گلا
کیوں نہ تسلیم ہو افزائش غفلت کا سبب
غافلوں سے جو کرینگے دل غافل کا گلا

وله

پہلو سے ہو گیا جو مرا مہرباں جدا
پہلو سے دل جدا ہے تو ہے تن سے جاں جدا
زخمی ہوا ہے خنجر ابرو سے لخت دل
مژگاں کی لگ رہی ہے گیا پیرہن سناں جدا
دیکھا گیا نہیں جو فلک سے وصال یار
پھینکا اُٹھا کے مجھکو کہاں ہے کہاں جدا

گو تن مکاں ہے دل ہے مکیں پر فراق میں
بس ہے مکیں مکاں سے مکیں سے مکاں جُدا

تسلیم دل کو کھویا تمنائے وصل میں
اس پہ بھی ہجر میں ہے اُسے امتحاں جُدا

ولہ

جب تک قفس سے تن کے نہ ہو مرغ جاں جدا
یارب جہاں جدا ہو نہ ہو دلستاں جُدا

آفت ہوا ور بلا ہو قیامت بھی ہو مگر
دنیا میں دوستوں سے نہ ہو دوستاں جُدا

مجنون و واں ہے محمل لیلےٰ رواں رواں
ناقہ کو کھینچتا ہے پکڑ ساربان جُدا

پابند دام غم ہے ادھر طائر جگر
ہے مرغ صبر دل کے قفس سے پراں جُدا

دل داغ کھا رہا ہے جدائی کی آگ سے
نکلا دہن سے آہِ جگر کا دھواں جُدا

کشور جگر کا درد کے لشکر سے ہے تباہ
اور ملکِ دل میں عشق ہوا حکمراں جُدا

تسلیم دو طرف سے عجب کشمکش میں ہے
دل چاہے زہد عشق مئے ارغواں جُدا

ولہ

پردہ سے جبکہ حسنِ صنم جلوہ گر ہوا
وابستہ تارِ زلف سے تار نظر ہوا

میں کیا بیاں کروں کہ جدائی میں یار کے
دل میرا داغ ہو گیا پانی جگر ہوا

شعلہ کو تیز کرتی ہے جس طرح سے ہوا
فرقت سے عشق صبر سے غم بیشتر ہوا

سونپوں نہ فضل حق پہ تو پھر کیا کرے طبیب
جس درد کو دوا کا نہ کچھ بھی اثر ہوا

دل جلوہ گاہِ عشق ہے بس روک لے زباں
تسلیم جان بوجھ کے کیوں بے خبر ہوا

ولہ

آنکھوں سے دور جبکہ مرا سیم بر ہوا
رنگ وجود ہجر سے ہم رنگ زر ہوا

مژگاں کا تیر لگ گیا آخر ملا نہیں
گو دل کے سامنے مرا سینہ سپر ہوا

لختِ جگر بہ تنگ کتاں چاک چاک ہے
جب سے نظر میں جلوہ رشک قمر ہوا

ٹھوکر بھی بھولے بھٹکے نہ ماری مجھے کبھی
گو در پہ جبہ سا ترے دو دو پہر ہوا

پروا ہی عدن کی نہ حور و قصور کی / جب میرا آشنا کی گلی میں گزر ہوا

گرمی آفتاب قیامت سے غم نہیں / جو سایہ گیر دامن خیر البشر ہوا

حسنِ صنم سے جب کہ مشرف نظر ہوئی / تسلیم فیض عشق سے دل بہرہ ور ہوا

وله

یار بے پردہ ہے تو پردہ اٹھا دی اپنا / نام لے یار کا اور نام مٹا دی اپنا

روح لاغر ہے تری جسم ہی بیشک تازہ / روح کو تازہ کر اور جسم گھٹا دے اپنا

آتشِ عشق سے اے عاشقِ دید اطلب / زندگی کا سبھی اسباب جلا دے اپنا

تو سنبھال اپنے کو پروانہ سا آتش پہ نہ گر / شمع سان جسم تو جل جل کے جلا دی اپنا

غیر میں ڈھونڈھو نہ تسلیم سراغ جاناں / آپ اپنے ہی میں تو جلوہ بتا دے اپنا

وله

دکھتا نہیں افسوس مجھے رشک قمر اپنا / بیتاب ہے دل اور ہے مضطر جگر اپنا

جب آگ جدائی کی لگی دامن دل میں / سیماب کو پارہ کیا سوز جگر اپنا

تسلیم زمانہ کے فریب اور ریا سے / کچھ خوف نہیں خوف ہے مجھکو مگر اپنا

وله

میں کیا کیا لکھوں یار کیا کیا بنایا / جو کچھ بنایا وہ اچھا بنایا

داخل کیا روح اپنی چھپا کر / آدم کا جب آپ پتلا بنایا

پتلا گلے تک فرشتے بنا سے / صورت کو ہاتوں سے مولا بنایا

جاناں مرا اپنی صورت بتا کر / آنکھوں کو مشتاق جلوہ بنایا

صاحب تجلی سے اپنے جلا کر / پتھر کو آنکھوں کا سرمہ بنایا

آنکھوں کے پیالہ سے دل ہی سا ہے / کیا شربت دید میٹھا بنایا

تسلیم پیاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے / امت کا پیارا وسیلہ بنایا

وله

دکھلا رہا تھا خواب میں جو دلربا فزا / جب آنکھ کھل گئی تو ہوا بے مزا فزا
خون جگر سے کرتے ہیں چہرہ کو رنگ گل فزا / آتا ہے یاد آنکھوں کو جب خواب کا فزا
حسرت سے دل چمن میں ہوا رشک لالہ زار / نکہت سے زلف کی جو اٹھائی صبا فزا
جب چشم بے نصیب ہے دیدار یار سے / باقی رہیگا جینے میں پھر کیا بھلا فزا
افسوس دل کے لینے کو دو دن کو واسطے / دلربا کے ناز لو کیا کیا ہے کیا فزا
گرچہ جفا طراز و وفا سے ہیں بے نیاز / ہر لیے داغوں کے دل کو دکھاؤ وفا فزا
گو قدر اہل دل نہیں تسلیم عالم کو / ہر عارفوں کا دیکھیے وقت قضا فزا

وله

ایسا ہے کہاں حسن جو جو چاہیں رکھتا / دل لینے کا سامان مہیا نہیں رکھتا
دلدار مرا حسن کچھ ایسا نہیں رکھتا / جس حسن پہ آئینہ اپنی نظر تنہا نہیں رکھتا
جو داغ جدائی کا رکھے دل پہ بجز وصل / پتھر ہے مرہم کا اثر پیدا نہیں رکھتا
وہ طائر دل یار کے خنجر سے ہو بسمل / جو دام تری زلف رسا کا نہیں رکھتا
تسلیم نہ کر خوف کسی سے مگر اس سے / جو شخص کہ یاں خوف خدا کا نہیں رکھتا

وله

یہاں ممکن کا واجب سی تماشا کچھ عجب دیکھا / کبھی در پردہ پردہ میں کبھی پردے سے بے پردا
دوئی کا جب اٹھا پردہ نہ یہ فانی نہ وہ باقی / وہ عالم یک نظر آئے نہیں اسکا نہ وہ میرا
نہ وہ یہ ہے نہ یہ وہ ہے اگر ہو بے من و تو تجھے / تو کر اپنے میں سیر اپنی کہ مصر گلشن کہاں صحرا
ہے واجب آئینہ ممکن ہے عکس اور شخص ذی سایہ / جو یہ بولا سو وہ بولا جو یہ سمجھا سو وہ دیکھا
زمین و آسمان کا فرق ہے تسلیم گو ظاہر / مگر شمس اور پر تو شمس کا پہچان لے اس جا

وله

جب جدائی کا مری دل پر ہیولا آگیا
تھا ہدف گویا جگر یک غم کا گولا آگیا

دور سے فرقت کے یانتک میری ہوگئی بیحالی
بید سا تن ہے صبا سے بھی جھکولا آگیا

کاکل پیچاں کا تجکو دل پہ جب گذرا خیال
یک بیک چونکا کہ سانپن کا سپولا آگیا

ہے وہ گرمی عشق کی تب کی کہ جالینوس کو
نبض پر انگشت رکھتے ہی پھپولا آگیا

کیا نہ روتے روتے اے تسلیم یوسف کیلیے
آنکھ میں یعقوب کے بھی ہائے پھولا آگیا

ولہ

وقت ایام طفولیت کا یارو خوب تھا
ہر کس و ناکس کو حال اپنا بہت مرغوب تھا

خیریت کی تھی کدورت سے صفائی جب تلک
صحن گرد آلود دل کو ذکر حق جاروب تھا

ذرہ ساں کب جانتا تھا مہر و مہ کو روز و شب
جن دنوں نور نظر حسن رخ محبوب تھا

ہے تصور یار کا نور بصیرت جس طرح
پیرہن یوسف کا کحل دیدۂ یعقوب تھا

تھا وفاداروں میں اس تسلیم کا بھی شمار
جور دلبر جبتک اے دل نفس کا سرکوب تھا

ولہ

غیر کے ملنے سے لطف آشنا ملنے لگا
عالم وحدت کا کثرت میں مزا ملنے لگا

دل کے نابینا تھے جبتک آپکو دیکھے نہ تھے
یار اپنا اب تو ہمکو جابجا ملنے لگا

کیوں نہ ہو قدر شہادت اب بھی مقتولوں کے تئیں
وصل کا جب قاتلوں سے خوں بہا ملنے لگا

حق پرستی سے ملی زاہد کو فردوس بریں
عاشقوں کو بت پرستی سے خدا ملنے لگا

چشم دل سے جب اٹھا تسلیم پردہ غیر کا
ذائقہ دیدار کا ہر جا نیا ملنے لگا

ولہ

ہمکو وحدت کا مزا کثرت میں آنے سے ملا
وصل ساقی ہمکو تو محفل کے پلانے سے ملا

راحت دنیا ہے آفت آفت دنیا ہے عیش
ذائقہ فرحت کا ہمکو غم کے کھانے سے ملا

ضبط اگر ہوتا تو دیوانے نہ کہلاتے ہم
عشق مخفی کا پتا آنسو بہانے سے ملا

آہ داں عشق میں ٹکلا بہت شیدا
آشنا تو ہے الفت بھانے سے ملا

سب کے آفت سے ملا غم کا نشانہ پیا
صبح صادق کا پتا شب ہاتھ آنے سے ملا

پر حبیب ملتا نہیں تسلیم نشانہ کیا
بلبلوں کو گل ہوا تشریف لانے سے ملا

ولہ

یار کا دیدار آخر خوں بہا ہو جائیگا
جب ترا دل کشتۂ تیغ ادا ہو جائیگا

خوں سے ہاتھ اپنا تہِ شمشیرِ قاتل بچا
خوف ہے کالا کہیں رنگ حنا ہو جائیگا

پار اتریں کیوں نہ دریاے بلا سے بیدلو
اپنی کشتی کا خدا جب ناخدا ہو جائیگا

جب تصور غیر کا اٹھ جائے دل سے عارفو
آن میں نقشہ ابھی اپنا نیا ہو جائے گا

یاس کے دن جاچکے تسلیم مت مایوس ہو
رفتہ رفتہ حاصل اپنا مدعا ہو جائے گا

ولہ

تمنا یار کے ملنے کی پھر دل میں ہوئی پیدا
دوبارہ بیقراری مرغ بسمل میں ہوئی پیدا

ہزاروں ٹھوکریں کھا کر جو پہنچا منزل مقصد
عجب تاثیر غیبی عشق کامل میں ہوئی پیدا

حق و ناحق کا اندیشہ رہے کب عارفو کہیں
حقیقت حق کی جب حق اور باطل میں ہوئی پیدا

نہ مجنوں آپ کو مجنوں کہا یا اس مجازی میں
تجلی حسنِ لیلےٰ کی جو محمل میں ہوئی پیدا

حقیقت راہِ الفت کی کہیں تسلیم کیا تجھسے
کہ ہم پر جو مصیبت قطع منزل میں ہوئی پیدا

ولہ

زاہد کو ہے گور روضۂ رضواں کی تمنا
لیکن ہے مجھے کوچۂ جاناں کی تمنا

جب سے لبِ دنداں کی تصور میں ہوں مصروف
خواہش ہے نہ گوہر کی نہ مرجاں کی تمنا

عالم ہوا آنکھوں میں مرے خانۂ زنجیر
ہے جب سے مجھے کاکلِ پیچاں کی تمنا

رکھتا جو قمر داغِ غلامی ہے جبیں پر
شاید ہے ترے عارض تاباں کی تمنا

تسلیم جو پائے لبِ جاناں کی حلاوت
کب اسکو رہے لعل بدخشاں کی تمنا

ولہ

پابند ہیں شیخ حسن و ادا مہر و وفا کا
زائر ہوں حرم و دیر ... حمد و ثنا کا

پابند جو ہو جاتے ہیں نکلنے نہیں پاتے
ہے دام مجھے یار کی زلف رسا کا

ق

بولا ہیں کسی غیرت بسمل ہے کہ افسوس
یہ قتل ہے کس یار کے شمشیر ادا کا

آیا کھا کے یہ کہتا تھا قسم خون جگر کی
مقتول ہوں میں ہر زرے رنگ حنا کا

اٹھے در سے مطلب نہ حرم سے ہی سروکار
ہے جب سے مجھے عشق بت ماہ لقا کا

باہر ہوا جب قید دوئی سے دل عارف
ہر شے سے نمایاں ہوا دیدار خدا کا

تسلیم رکھے آپ کو ہر امر میں مجبور
رتبہ ہے جسے حاصل ہوا تسلیم و رضا کا

ولہ

نعمت عشق کی دنیا میں جو لذت پایا
ذرہ ذرہ کو بہ آثار محبت پایا

موت آنے کو بھی اک روز ہے پر اس کو نہیں
عشق میں تیغ ادا سے جو شہادت پایا

ظرف میں دل کے سے انجام پہ بے کسی کی نظر
عشق کے رنج کو سرمایۂ راحت پایا

گو محبت میں اٹھائیں بہت سی تکلیف
پہ بھی فکر و تعلق سے فراغت پایا

کاوش عشق سے مقصود کو پہنچا تسلیم
تھا مجازی پہ حقیقت کی حلاوت پایا

ولہ

عالم میں فتنہ عشق کا پیدا نیا ہوا
چرچا تمھارے حسن کا جب جا بجا ہوا

ہر چند رشک بسمل بے تاب ہوں مگر
شکر خدا کہ فرض محبت ادا ہوا

فرحت سے جا بجا میں ہوا کھا رہے ہو تم
آرام یاں جدائی کے ہاتھوں ہوا ہوا

بے مرہم وصال کہاں پاتے اندمال
جب دل کسی کا زخمی تیغ ادا ہوا

تن مرغ دل کے واسطے کیونکر نہ ہو قفس
جب رشتہ وار طرۂ زلف دوتا ہوا

جانے سے دل کے یار کے آنے کی ہے مراد
لیکن ہمارا اور ہی کچھ ماجرا ہوا

کہتے ہیں کہ نسبت راز کہ ضبط نہ قدر کی
حق کیا ادا کہ [illegible] سینہ [illegible] ہوا

یا وصف ظلم کے جو کرتے ہیں ستم ہم
کیوں دل سے دور آپ کے خوفِ خدا ہوا

اتنی تو ہے وصل ابھی تسلیم بس سے
شاید کہ اندنوں ترا کچھ راستہ ہوا

ولہ

[illegible] زندگی میں تارکِ دارِ فنا ہوا
ہستی اگرچہ کھو دیا لیکن بقا ہوا

ق

قاصد پیامِ وصل کہا دلربا سے جب
سنتے ہی میں سنا کہ بہت کچھ خفا ہوا

ہر چند دل کو رنج ہوا مرطِ یاس سے
بر آرزوئے دل کا دوبالا مزا ہوا

بیشک خراب ہو گا مگر کیا ہے جنوں
ظالم کا بعد لینے اگر کچھ برا ہوا

کیونکر نہ ہووے جلوہ گہِ عکس روئے یار
تسلیم جبکہ دل ترا آئینہ سا ہوا

ولہ

جب دوست یار مشعلِ بزم انجمن ہوا
روشن چراغ دل سے شبستانِ تن ہوا

ق

چھوڑا اپنا ملک [illegible] تھا زندا
پردیس میں جب آ کے غریب الوطن ہوا

زندانِ تن میں مجرم زندگی ہے دل [illegible]
پابند دامِ رنج و بلا و محن ہوا

لو تو پاک رکھ کہ ہوا اسکا [illegible]
مریم پہ کو زمانہ میں بھی شانِ زن ہوا

تا اب لب اس کے دل میں ہو کوثر کی آرزو
سیراب خوں جو تشنۂ [illegible] ہوا

تسخیرِ ملکِ دل کی تمنا کے ماسوا
محتاج سیم و زر نہ کبھی [illegible] ہوا

یہ عشق کا مقام ہے لغزش کی جا نہیں
تسلیم کیا سبب ہے تجھے دیوانہ پن ہوا

ولہ

عشقِ دل کو مرے سینہ میں چھپانے نہ دیا
زخم سے خنجرِ ابرو کے بچانے نہ دیا

جو کھٹکتا ہے ترا ناوکِ مژگاں پیہم
زخمِ دل کو کبھی انگور پہ آنے نہ دیا

بعد مدت کے مقابل ہوا پر حسنِ ادب
آنکھ کو آنکھ سے جاناں کے لڑانے نہ دیا

خوش ہے عاشق ہوا منصور اگرچہ بے سر
پھر مجھے شوق سر سولی پہ چڑھانے نہ دیا
دشنۂ غمزۂ خوباں نے زبس گرچہ تسلیم
رشک بسمل کیا پر ہاتھ ہلانے نہ دیا

ولہ

ہوں جب سے میں دیوانہ تری جلوہ گری کا
عالم مری کچھ نہیں ہے یک بے خبری کا
گو عشق میں صعوبت ہے یہاں تاب نہیں لیکن
پانی نہ ہو میداں میں جگر و جگری کا
ہے وصل نہ ہو ہجر کا خوف سے اچھا
زخمی جو ہوا ناوک خدنگ نظری کا
فرقت میں اگر ہوش سے بے حد بے خبر
پابند خبردار نہ ہو بے خبری کا
ٹوٹا ہوا دل تا بہ قیامت نہ جڑیگا
سیکھا ہے اگرچہ تو کسب شیشہ گری کا
تسلیم بجز سوختہ جانوں کے جہاں میں
مضمون سنے کون مری بے جگری کا

ولہ

پایا جو مزا میں نے یار کے دیدار کا
روز و شب رہتا ہے آنکھوں میں تصور یار کا
جسم لاغر کے قفس میں رشتہ پا ہو گیا
مرغ دل کو تار تیرے طرۂ طرار کا
زہر ہے مرہم خدنگ مژہ کے مجروح
زخم کب کھاتا ہے ٹانکا ابروئے خمدار کا
موسم نیساں میں حسرت رہی چشم کو
جب صدف دیکھی تماشا چشم گوہر بار کا
گوہر و مہر و وید کو تسلیمیت کھو اٹھاں
ہاتھ آجا سے اگر رشتہ نظر کے تار کا

ولہ

جب دل کے آئینہ پہ تامل رواں ہوا
عکس جمال یار نظر میں عیاں ہوا
عاشق تجھے بغیر مقید سے کہاں
ہم بانشاں ہیں گرچہ صنم بے نشاں ہوا
دل پھر ہوا شوق سے ہوا بیتاب مضطرب
محفل میں گل جو چمن کا تیرے بیاں ہوا
حیرت ہے اعتبار وفا یار کو نہیں
سو سو طرح سے گرچہ مرا امتحاں ہوا
واقف ہوا جو رمز صنم سے دل حزیں
تسلیم باوجود زباں بے زباں ہوا

نعمت کا نہ دولت کا نہ حشمت کا ہوں بھوکا
واللہ فقط آپ کی صورت کا ہوں بھوکا

رکھتا نہیں میں آپ سے کچھ اور تمنا
حاصل ہو مجھے وصل محبت کا ہوں بھوکا

ہیں جیسے نظر میں تری وہ بادہ و ساغر
خواہش نہیں جینے کی شہادت کا ہوں بھوکا

ہے عشق کے بازار میں اجناس کی گرانی
ارزانی نہ ہو یا رب یہ محبت کا ہوں بھوکا

تسلیم پڑھا عشق نے کیا مجھ پہ یہ افسوں
سر میں مرے سودا ہے ملامت کا ہوں بھوکا

ولہ

ہے رمز عجب عشق کا کھولا نہیں جاتا
حالِ دلِ پُر سوز ہو بولا نہیں جاتا

بہلاتا ہوں دل کو میں ہر اک پہلو سے ہر شب
پر دل سے جدائی کا ملولا نہیں جاتا

ہر چند کہ ہے مرہم کافور مجرب
پر عشق کے آتش کا پھپھولا نہیں جاتا

ہر شے میں ہر اک جا پہ ہر اک حال میں ہر دم
پس دل سے تصور ترا بھولا نہیں جاتا

فرقت کی ترازو میں یہ سنگِ دلِ تسلیم
ہے غم سے گراں صبر سے تولا نہیں جاتا

ولہ

تجھ فرقت سے بگڑنے لگا اسلوب مرا
کب نظر آئے گا یا رب مجھے محبوب مرا

وہ عزیزی ہے کہ عالم کو زلیخائی ہے
بلکہ دل چاہِ زنخداں میں گیا ڈوب مرا

آتش عشق سے ہے خوف نہ جل جائیں کہیں
پرِ جبریل سے گر باندھئے مکتوب مرا

کیا عجب ہے کہ دو عالم کو تمنا ہو مری
ہو اگر طالب ہو طالب مرا مطلوب مرا

بے بصر فرقت یوسف سے نہ ہوتا تسلیم
دیکھتا حال اگر آنکھوں سے یعقوب مرا

ولہ

غمِ فرقت سہا نہیں جاتا
حالِ دل کچھ کہا نہیں جاتا

روکتا ہوں تو سینہ رکتا ہے
چپ رہوں تو رہا نہیں جاتا

بے دوائے وصال کیا ہوگا
اے مرے دل رہا نہیں جاتا

گرچہ سب دل سے بھول بھال گیا
پر خیال آپ کا نہیں جاتا
جب تلک ہے دوئی تری تسلیم
خدشۂ ماسوا نہیں جاتا

ولہ

دلدار کو جب شوق ہوا پردہ دری کا
کیا عرض کروں حال مری بے جگری کا
وحشت کو مری دیکھ کے کہتا تھا مسیحا
شاید اسے سایہ ہے کسی شنگ پری کا
جیتا ہوں کہ جنت میں بھی نرگس کا چمن ہو
جس دن سے میں کشتہ ہوں تری کج نظری کا
ہمرنگ ہو یاقوت سے ہر سنگ جہاں میں
گر حال رہے یوں مری شوریدہ سری کا
پیری میں بھی تسلیم نہ تو عشق سے منھ پھیر
انجام اجابت ہے دعاے سحری کا

ولہ

گرمیٔ غم سے مرا دیدۂ تر ہے سوکھا
قطرۂ اشک بھی ہمرنگ گہر ہے سوکھا
اسکے ابرو کے اشارہ کو مروت سمجھ
آب خنجر میں نمایاں ہے مگر ہے سوکھا
سوکھتے ہیں مری سینہ پہ ٹپک کر آنسو
کیوں نہ حیرت ہو کہ برسات میں گھر ہے سوکھا
صافِ باطن کی کسافت نہ جائے ناداں
گرچہ پانی میں ہے پر عکس قمر ہے سوکھا
تن مرا معدنِ یاقوت نہ ہو کیوں تسلیم
ہر رگ و ریشہ میں جب خونِ جگر ہے سوکھا

ولہ

ہر چند طبیبوں کو گماں ہے خفقاں کا
سودا ہے مگر سر میں مرے حسنِ بتاں کا
اے بلبلِ دل چھوڑ بہارِ تنِ فانی
چل باغِ بقا کو کہ نہیں خوف خزاں کا
گر خاک بھی ہو جائیں تو ہو یار کا دیدار
جبتک نہ مٹے نام و نشان - نام و نشاں کا
مت ڈھونڈ سوا دل کے سراغ اسکا کسی جا
ہے نام کو بس نام فقط کون و مکاں کا
گر یار ملے یا نہ ملے رنج نہیں کچھ
جب اہل محبت میں ہے تسلیم بساں کا

ولہ

رات بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا — جذبۂ خواہشِ دیدار نے سونے نہ دیا

[illegible]م سے صبح تلک شوق میں روتے روتے — چشم کو عشق کے آزار نے سونے نہ دیا

[illegible] دیکھ رہی اشک فشانی پیہم — پر مجھے آہِ شرربار نے سونے نہ دیا

صدف چشم میں مرجاں ہیں گہر کے بدلے — شب کو شوقِ لبِ دلدار نے سونے نہ دیا

انتظار آنکھ کو اور دل کو تڑپ تھی تسلیم — آہ بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا

ولہ

جب سے مجکو شوق دیدارِ حسیناں ہوگیا — دل بزنگِ زلف وحشت سے پریشاں ہوگیا

آہ برق اور رعد نالہ گریہ باراں ہوگیا — اشک گوہر دیدۂ تر ابرِ نیساں ہوگیا

تھا نہیں بھی جو عریانی کا دلکو میں لحاظ — طوق کے مانند گردن میں گریباں ہوگیا

ہے رفوگر کون اسکا دست جاناں کے سوا — چاک وحشت میں گریباں تا بداماں ہوگیا

جسکے پانے کے لیے تسلیم ہم مغموم تھے — مثل دیدارِ خدا دیدارِ جاناں ہوگیا

ولہ

کور وہ دیدہ حسینوں پہ جو مائل نہوا — محوِ دیدارِ رخِ حورشمائل نہوا

نسخہ دیدار کا جبتک مجھے حاصل نہوا — دردِ فرقت کا جگر سے کبھی زائل نہوا

ہے عجب راہِ محبت کہ باین معذوری — قطع منزل کیا برسوں کبھی کاہل نہوا

زاہدا آبِ طہارت میں رہو غرق مگر — داغ الفت کے سوا دل کہیں کامل نہوا

یاد رکھو جوشِ محبت سے نہ باز آ تسلیم — بدگمانوں سے کبھی حق کہیں باطل نہوا

ولہ

دوستو دردِ محبت سے جو بیمار ہوا — طالب شربتِ دیدار دلِ زار ہوا

دیدۂ فتنۂ فرقت کو میں سوتے دیکھا — بخت جب دیدۂ بیدار کا بیدار ہوا

زاہدا اپنی عبادت پہ نہو تو مغرور — لائق عفو ندامت سے گنہگار ہوا

اہلِ الفت کا فرشتے بھی ادب کرتے ہیں
دردِ دل جسکو ہوا صاحبِ رتبہ ہوا

دل لگانا تو بہت سہل نظر آتا تھا
پر محبت کا نبھانا مجھے دشوار ہوا

جب سے الفت کا سرانجام کیا ہے تسلیم
شکر ہے بارِ تعلق سے سبکسار ہوا

ولہ

جب حسینوں میں ہوئی لطفِ نزاکت پیدا
شور دل میں ہوئی یک نئی آفت پیدا

حسن گر ابرو و مژگاں کی نہ رکھتا ہتھیار
عاشقوں کے لئے ہوتی نہ شہادت پیدا

کوچہ اس حور شمائل کا ہے رشکِ فردوس
جسکے قامت سے ہے دنیا میں قیامت پیدا

عیشِ فردوس کی گر تجکو ہوس ہے زاہد
کر کسی حور شمائل سے محبت پیدا

دن جدائی میں گزر جاتے ہیں روتے روتے
کب ہو یارب سر سرمایۂ راحت پیدا

زاہدوں کو ہے سزاوار غرورِ طاعت
اے گنہگار تو کر دل میں ندامت پیدا

لاگ جبتک نہ ہو دنیا میں کسی سے تسلیم
زندگی میں کبھی ہووے نہ حلاوت پیدا

ولہ

سالک کا شوق ہے وحدت کی اگر منزل کا
یاد رکھ - جادہ نوردی میں ہو رہبر دل کا

نہیں ممکن جو کرے شکر و شکایت عارف
ایک سینہ میں بھلا کب ہو مکاں دو دل کا

وقتِ آخر نہ کبھی کھائے فریبِ شیطاں
ہو رہا جو کوئی دنیا میں کسی کامل کا

ٹوٹتے آنکھوں سے آنسو ہیں ستارے بنکر
ذکر آجاتا ہے جب میرے مہِ کامل کا

تیزیٔ ناخنِ تدبیر کرے کیا یارب
جب نہ ہو لطف ترا عقدہ کشا مشکل کا

روح کو نفس کی الفت سے بچا رکھ تسلیم
فرض انساں کو ہے اندیشہ حق و باطل کا

ولہ

عشق میں قطرۂ آنسو بھی گہر ہے میرا
جوں عقیقِ یمنی دیدۂ تر ہے میرا

کیا کہوں حال - میں جب سے ہوں نظر کا مارا
خارِ مژگاں میں کفِ پائے جگر ہے میرا

عشق ہے جب سے مجھے میرے کماں ابرو کا
تیر آفت کے لئے سینہ سپر ہے میرا

رونق افزا وہ رہے شکوہ میری آنکھوں میں
صبح کو کوچۂ جاناں میں گزر ہے میرا

جب تلک زندگی تسلیم کی باقی ہے یہاں
آپ کا در ہے قسم آپکی سر ہے میرا

ولہ

دل جسم میں جبتک ہے کرو دل کا تماشا
خوش آئے نہ بے شمع کے محفل کا تماشا

ہو طالبِ منزل نہ کبھی طالب رہ سے
پہنچے ہوئے سے پوچھئے منزل کا تماشا

کیا حال دل اس سے کہوں حسن میں لگو نہیں لاگ
دل والوں کو معلوم ہے بیدل کا تماشا

بے یاد کے سب ہیچ ہے کس طور سے خوش آئے
لیلیٰ کے سوا قیس کو محمل کا تماشا

آسودہ دلوں کو نہیں قعرِ غمِ تسلیم
ڈوبے ہوئے سے پوچھئے ساحل کا تماشا

ولہ

جلوۂ حسنِ رخِ دلدار یاد آنے لگا
طور کے مانند دل سینہ میں جل جانے لگا

سرخ رُو ہوتا ہے وہ داغِ محبت جسکو ہو
لالہ رُو رُو کر یہ نافرمانیاں فرمانے لگا

تھی نہ جبتک لاگ ہر جا تھا ظہورِ غیریت
عشق کثرت میں نشانِ وحدت کا بتلانے لگا

اشک کے شبنم سے کر لے ابرِ دیدہ تازہ تر
غنچۂ دل گرمیٔ عصیاں سے مرجھانے لگا

بے سبب تسلیم ہے دل پر پریشانی جو آج
شانہ شاید کاکلِ مشکیں کو الجھانے لگا

ولہ

جلوہ گر گر نورِ حسنِ بے نشاں ہو جائیگا
عرصۂ امکاں جوابِ لامکاں ہو جائیگا

جلوہ گر ہو جائے جب نورِ ربِ معبودیت
عبدیت کا حرف ہمرنگِ کتاں ہو جائیگا

روح کو قوت فرشتوں کی ملیگی عارفو
راہِ الفت میں اگر تن ناتواں ہو جائیگا

قصرِ تربت میں میسر ہو فقط فرشِ کفن
تختۂ تابوت جب تختِ رواں ہو جائیگا

جو ہوا تسلیم واقف فردِ وحدت سے یہاں
گو زباں رکھتا ہو لیکن بے زباں ہو جائیگا

وله

جب یہ سودائے جنوں سلسلہ جنباں ہوگا
کہ جنوں کو رہی رغبت یونہی عریانی کی
لخت دل کھانے کو ہے اور نہ لہو پینے کو
داغ پہ داغ جو دیتے ہو تو دیتے جاؤ
وقت رہنے کا نہیں فکر نہ کچھ کر تسلیم

دل مرا فتنۂ کاکل سے پریشاں ہوگا
پھر ہو گردن میں سرِ تار گریباں ہوگا
کب تک اے غم تو مرے سینہ میں مہماں ہوگا
روشنی کیلئے دل سے مرے چراغاں ہوگا
رفتہ رفتہ ترا کچھ اور ہی ساماں ہوگا

وله

باغِ محفل میں نہیں جب گلِ خنداں اپنا
سرو شمشاد کو آزاد کیا جیسا ہوا
بیقراری نہیں ہر چند سزاوار ہمیں
برق سے خندہ خورشید رخوں کے تسلیم

حسرت دامن گل ہے یہ گریباں اپنا
جلوہ دکھلاتا ہے جب سروِ خراماں اپنا
پر کریں کیا نظر آتا نہیں جاناں اپنا
غیرت ابر ہوا دیدۂ گریاں اپنا

وله

جب سے الفت ہوئی قابو میں نہیں دل میرا
ہم سمجھتے رہے بس زہد کو حاصل اپنا
دشت بھی غیرت فردوس بریں ہو جائے
خاکساری سے شریفوں کو ہے عزت حاصل
نظر آتا ہے ہر اک شے میں محبت کا ظہور

عالم ہجر میں جلنا ہوا مشکل اپنا
جب تلک دل نہ حسینوں پہ تھا مائل اپنا
چہرہ دکھلائے اگر حور شمائل اپنا
کو سمجھتے ہیں شرف کسرِ اذل اپنا
جب سے ہاتھ آیا ہے تسلیم پھر دل اپنا

وله

اے میرے نورِ نظر میری نظر میں آجا
آج کل جوش میں ہے فصل بہارِ گلشن
آگ پانی میں لگانے کی تمنا ہے مجھے

دن جدائی میں بہت گزری ہیں بر میں آجا
اے جنوں تجھکو قسم تو مرے سر میں آجا
اے لبِ لعل ذرا دیدۂ تر میں آجا

سالکا جادہ نوردیٔ بیاباں کب تک
خانہ ویرانی بہت ہو گئی گھر میں آجا

عمر بھر بندِ جدائی میں گزر جاتی ہے
ایک لمحہ تو بھلا آٹھ پہر میں آجا

آرزو رکھتا ہے تسلیم کہ گھر اپنا سمجھ
اے غمِ عشق ذرا میرے جگر میں آجا

ولہ

جب آشنا ہی اپنے سے نا آشنا رہا
فرمائیے کہ جینے میں پھر کیا مزا رہا

جب تک کہ این و آں کا تصور بندھا رہا
پردہ دوئی کا آنکھوں پہ دل کے پڑا رہا

تو جب تلک ہے معرفت اسکی محال ہے
جس وقت بیخودی ہو خودی ہی خدا رہا

میں تو کے دائرہ سے تو باہر اگر ہوا
جو کچھ رہا وہی رہا پھر اور کیا رہا

زاہد سمجھ ملا نہ خدا اگرچہ تا بزیست
عابد رہا فقیہ رہا پارسا رہا

صورت کا اسکے دل میں تصور تھا جب تلک
سینہ میں دل صفائی سے آئینہ سا رہا

تسلیم جب سے اپنی حقیقت کو پائے ہم
نے ابتدا رہا نہ یہاں انتہا رہا

ولہ

دلبر تو ہے وہی پر ہے جلوہ نیا نیا
غمزہ نیا نیا ہے کرشمہ نیا نیا

سر ایک ہے جنوں کا ہی سودا نیا نیا
دیوانہ پن بتاتا ہے صحرا نیا نیا

معشوق کچھ نیا نہیں عاشق نیا نہیں
تبلا رہا ہے عشق تماشا نیا نیا

بکھرے اِدہر اُدھر یہ گھونگر والے بال ہیں
ہے مرغِ دل کے واسطے پھندا نیا نیا

تسلیم دیکھ ادب سے اٹھا پردہ دوئی
ہر شے میں اُس کا جلوہ ہے پیدا نیا نیا

ولہ

میں وہ عاشق ہوں کہ سوزِ جگر سے ہو دھواں پیدا
تو ہو اس آسماں کے نیچے پھر اک آسماں پیدا

نکرتا گر خدا نورِ رسولِ انس و جاں پیدا
زمیں پیدا نہوتی اور نہوتا آسماں پیدا

یہ ہستی تب تلک ہے تارکِ املاکِ ہستی ہو
اگر کرتا ہے سالک ملکِ لامکاں پیدا

نہ کعبہ میں ملے وہ تجھکو سالک نے کلیسا میں
تو ڈھونڈ اپنے میں دیکھ اسمیں نشان بے نشاں پیدا

پیام موت پہنچاتی ہے تجھکو زندگی تیری
بہار آتے ہی ہوتی ہے گلستاں میں خزاں پیدا

ارے غافل نہ ہو پابند ظاہر دیکھ باطن کو
مکیں جبتک نہیں ہوتا نہیں ہوتا مکاں پیدا

عزیزو جب تلک دم ہے رہو تم آشنا دم کے
کوئی پھر بعد مرنے کے نہیں ہوتا یہاں پیدا

عجب کیا دفتر عصیاں کو ہم تسلیم دھو ڈالیں
اگر ہو چشم پُر نم سے چشمۂ اشک رواں پیدا

ولہ

صورت سیماب دل کو عشق تڑپانے لگا
صاف جوہر دل کے آئینہ کا کھلجانے لگا

شاید آئی ہے چمن میں موسم گل کی بہار
پھر مجھے جوشِ جنوں وحشت میں بہکانے لگا

اشک کی بارش سے طوفاں کا اگر ساماں نہیں
آسماں پر دل کے غم کا ابر کیوں چھانے لگا

کاش ہوتا یہ دل صد چاک حسرت سے بری
اُنکے زلفِ عنبریں کو شانہ سلجھانے لگا

پھر ادھر بھی رحم کر آ اے برو وصل آشنا
غنچۂ دل تابشِ فرقت سے مرجھانے لگا

آرزو جو بندی لگائیگی نہ جیتی آپ کو
کیا کریں خونِ جگر آنکھوں میں نم ہانے لگا

ضبطِ جوشِ عشق کا تسلیم شاید ہے پیام
قاصدِ اشک آنکھ تک آ آ کے پھر جانے لگا

ولہ

کام والوں سے محبت کا ہے ناکام اچھا
نیک ناموں سے تو الفت کا ہے بدنام اچھا

چشم تر اشک سے کرتا ہوا زاہد خشک
ہے طراوت کے لیے روغنِ بادام اچھا

نشہ ایسا نہیں آیا کہ جو مقصد مل جائے
جام یک اور دو اے ساقیٔ گلفام اچھا

ہے اگر دام تعلق سے رہائی منظور
طائر دل کے لیے زلف کا ہے دام اچھا

یار کے رخ کے تصور میں تعلق چھوڑا
کعبۃ اللہ کے رہیوں کو ہے احرام اچھا

ہاتھ جینے سے اٹھا لے کہ یہی زخم جگر
خنجرِ ابرو سے قاتل نے کیا کام اچھا

نہیں غیریت اہل عشق میں محنت ہے
جب تو زباں دے ہے شیفتہ تب نام اچھا

ہاتھ دنیا کی محبت سے اٹھالے تسلیم
ابتدا اسکی نہ اچھی ہے نہ انجام اچھا

ولہ

دیکھتے ہی گل کو یاد آتا ہے روئے آشنا
بوئے گل سے مغز میں آتی ہے بوئے آشنا

زاہدونکو ہو مبارک آرزو فردوس کی
عاشقونکو جنت الماویٰ ہے کوئے آشنا

آنکو پایا تو سمجھا آشنا کی ماہیت
گو دو عالم میں کیا میں جستجوئے آشنا

سونگھتے ہی سونگھتے گزرا دن تمام
شب جو ہاتھ آئی تھی زلف مشکبوئے آشنا

کیا کہیں تسلیم ہاتوں سے جگر تھمتا نہیں
اندنوں دل کی کشش از بس ہے سوئے آشنا

ولہ

شمع حسن یار پر دل جب سے پروانہ ہوا
جیتے جی جلتا ہے کیوں وہ ایسا دیوانہ ہوا

آب و دانہ اشک سے ملتا ہے بس جلد و تن
مرغ دل جب سے اسیر زلف جانانہ ہوا

ہے بسا سینہ میں جب سے اس پری رو کا خیال
آئینہ خانہ مرے دل کا پری خانہ ہوا

بادہ پیمائی کا شوق انکو رہا غیروں سے واں
یاں لبالب خون سے آنکھونکا پیمانہ ہوا

ہے عجب تاثیر الفت میں کہ تسلیم اندنوں
جس کا میں دیوانہ تھا وہ میرا دیوانہ ہوا

ولہ

راس نہ آئی مجھے ملک عدن کی ہوا
کب ہو موافق بھلا یاں کے چمن کی ہوا

بھول خدا کو ہوا نغمہ سرائی آنا
بلبل دل کو لگی گلشن تن کی ہوا

مغز نہ ہو کیوں مرا نافہ غزال خطا
زلفوں سے آتی ہے آج مشک ختن کی ہوا

سیر وراء الوریٰ دل کے چمن میں ہوا
گرچہ خوش ہے آجکل تن کے چمن کی ہوا

موت کی کاہش نہیں جینے کی خواہش نہیں
لگ گئی بیمار کو کس کے کفن کی ہوا

دل کی لگی کی ہوس تمکو ہے تسلیم بس
زاہدوں کو چاہیے باغ عدن کی ہوا

ولہ

جس دن سے شوق ہے مجھے دل کی کتاب کا
کرتا مطالعہ ہوں محبت کے باب کا

کھلتے ہیں بے کلیدِ عمل قفلِ انقباض
جس دن سے دل ہے قفل رسانِ فتح باب کا

سیلاب ہے کہ شعلہ ہے سیماب ہے کہ برق
کیا حال میں کہوں دلِ پر اضطراب کا

رخسار اور جبیں کو دیکھو تو ایک جا
جلوہ ہے مہتاب کا اور آفتاب کا

دار السلام وہ ہے تو دار السقر ہے یہ
نکتہ سمجھ لیا میں ثواب و عذاب کا

ٹھنڈے رہیں کہ گرم رہیں کچھ گلا نہیں
دیدار تو نصیب ہے عالی جناب کا

ذکرِ خدا سرودِ مطرب ہے دل مرا
دم میرا تار ہے میرے تن کے رباب کا

کیا روسیاہی ہے کہ کہیں آنکھ لڑ گئی
زاہد کو بھی جو شوق ہوا ہے خضاب کا

تن پھل ہے روح مغز ہو لذت ہے ذاتِ حق
تسلیم یہ خلاصہ ہے لُبِ لباب کا

ولہ

اگر تیلا خمیرِ گل نہ ہوتا
تو پیکر نور کا یہ دل نہ ہوتا

خدا سے بندہ گر فاصل نہ ہوتا
تو بندہ سے خدا واصل نہ ہوتا

نہ ہوتی حسن کی گر آفرینش
نہ ہوتا دل نہ ہوتا دل نہ ہوتا

نہ ہوتا شربتِ دیدار حاصل
اگر قندِ محبت دل نہ ہوتا

دو عالم بحرِ دل میں ڈوب جاتا
تنِ خاکی اگر ساحل نہ ہوتا

نہ ہوتی گر تجلی الٰہی
کبھی دل حسن پہ مائل نہ ہوتا

نہ ہوتا داغِ لالہ کے جگر پہ
اگر عارض کا اُن کی تل نہ ہوتا

نہ ہوتا نقش گر تسلیم رہزن
خدا کا راستہ مشکل نہ ہوتا

ولہ

جب تک اپنا پتا نہیں ملتا
یاد رکھو خدا نہیں ملتا

بخدا ہیں خدا نما اکثر
پر کوئی خود نما نہیں ملتا

کئی دن سے دعا میں ہوں مصروف
پر دلی مدعا نہیں ملتا

دل کا جب تک نہ سلسلہ مل جائے
ذات کا سلسلہ نہیں ملتا

کونسا شعر ہے کہ جس کے عوض
دل سے ہم کو صلا نہیں ملتا

بند جب تک رہے درِ تقدیر
ایک دن بھی کھلا نہیں ملتا

ہو میں عکسِ روح میں زاہد
روح کا راستہ نہیں ملتا

ہیں بہت عابد اور بہت زاہد
پر کوئی آشنا نہیں ملتا

گرچہ صرفِ جبیں ہو خاکِ زمین
دل سے ملے تک خدا نہیں ملتا

جب تک الفت نہ ہو حسینوں سے
دید کا ذائقہ نہیں ملتا

شرط ہر چند ہے ہر اک شے میں
پر نشانِ جزا نہیں ملتا

ذاتِ انساں کو رتبہ تسلیم
بے رضائے خدا نہیں ملتا

ولہ

جس دن سے عشق آپکا سینہ میں جا کیا
سن لو کہ زندگی میں گزر ہم نے کیا کیا

پیاسا ہوا تو شربتِ خونِ جگر پیا
بھوکا ہوا تو لختِ جگر ناشتا کیا

ہمرنگ و بو ہوا تیری زلفِ سیاہ سے
دعوے کیا تو مشکِ ختن کیا خطا کیا

شکوے شبِ وصال میں روزِ فراق کے
میں مست وہ زبان اور اسے ادا کیا

چہرہ پہ چھوٹ جائینگی یکدن ہوائیاں
انفاس اپنے جو کوئی عارض ہوا کیا

ضعفِ بصر کا شکوہ نہ لایا زبان پر
خاک ان کے آستانہ کی جو توتیا کیا

جب شکر اور رضا کو میں تسلیم لے لیا
حاجت روا مرا مری حاجت روا کیا

ولہ

خود بینی کے کعبہ کا احرام نہیں اچھا
میخانۂ غفلت کا ہم جام نہیں اچھا

شبو ہو کہ لالہ ہو بلبل یا چمن خالی
یہ شیشہ نہیں اچھا یہ جام نہیں اچھا

سچے رہو صاحب ناحق نہ دکھاؤ دل / اس سے کوئی بڑھکر بھی یاں کام نہیں اچھا
بے خوف گنہ گاری طاعت میں ریاکاری / یہ کام نہیں اچھا یہ نام نہیں اچھا
دنیا سے بچو تسلیم اور اسکی محبت سے / یہ دانہ نہیں اچھا یہ دام نہیں اچھا

ولہ

نظر سے دور جب تک پردۂ غفلت نہیں ہوتا / یہ کثرت میں نمایاں جلوۂ وحدت نہیں ہوتا
کسی کی ہو اگر اپنی نہو پر دل لگی کی ہو / تصور یار کی صورت کا بے صورت نہیں ہوتا
نیاز و ناز کے عقدے برابر کھل نہیں سکتے / کہ جب تک دل سے دلکو رشتۂ الفت نہیں ہوتا
تن آسانی نہیں اچھی کہ دنیا اور عقبیٰ میں / پہنچنا منزل مقصد کو بے محنت نہیں ہوتا
بطونِ اصل بے پیوند کب ظاہر ہوا کرتے / ثمر بے لاگ اے دل صاحب نسبت نہیں ہوتا
اسے عابد کہیں ہم یا کہیں معبود حیرت سے / جو دل مستانۂ بیچونی و چونیت نہیں ہوتا
نہیں تسلیم روتی چشم تر دامن ندامت سے / کہ ہر آنسو کا قطرہ گوہر رحمت نہیں ہوتا

ولہ

دل کے آئینہ کو جو کوئی صفائی دیگا / صاف عکس رخ دلدار دکھائی دیگا
بے نیازی کا طریقہ ہے کہ دلدار بھی تو / ایک کو وصل تو لاکھوں کو جدائی دیگا
کھول ڈالینگے ابھی عقدۂ مالا ینحل / جنکو مولا نظر عقدہ کشائی دے گا
گرچہ ہوں معصیت آلودہ سراپا لیکن / آب اشک آتش دوزخ سے رہائی دیگا
دعوئے عشق میں صادق جو بشر ہوتا ہے / سو جفائیں ہوں مگر داد وفائی دے گا
ذکر سے ملتا ہے مذکور تو لونگا نہ کبھی / گر عوض اس کے خدا مجھکو خدائی دیگا
راہ کی فکر نہ کر تیز قدم ہو تسلیم / دل ہی خود پہلو سے آواز رسائی دیگا

ولہ

عجب حلاوت ہے زندگی میں جگر پہ الفت کا داغ ہونا
ہے راحت آنکھوں کو جی کو دلکو اندھیرے گھر میں چراغ ہونا

ہو عشق گلگشت سینہ گلگوں ہو آہ سرد اور قلب محزوں
بہار ہونا نہ غنچہ ہونا نسیم ہونا نہ باغ ہونا

چمن میں آتا ہے آج دلبر ہے بسکہ نازک مزاج دلبر
صراحی غنچہ کی لئے ہوا کی گل گلابی ایاغ ہونا

غرور ہے عیب بندگی کو فنا ہے دنیا کی زندگی کو
نہیں ہے انسانیت کا شیوہ کہ بد دل اور بد دماغ ہونا

خدا کی ہستی میں نیست ہو جا نہ رکھ انا کا تو سر میں سودا
اگر ہوس ہے بیخودی میں خودی سے اپنے فراغ ہونا

کہاں میں ڈھونڈوں کدھر میں جاؤں میں کس سے اسکا پتا اٹھاؤں
سوائے دامانِ کبریائی کہیں تو دل کا سراغ ہونا

ہوس کسی کو تو مال کی ہے کسی کو علم اور کمال کی ہے
یہ نکتہ تسلیم یاد رکھنا ہمیں تو دل اور دماغ ہونا

ولہ

دل یاد میں مولا کے پگھل جائے تو اچھا
دم ذکر الٰہی میں نکل جائے تو اچھا

پتھر ہے کہ آہن ہو یہ دل ذکر خدا میں
دم دید کی گرمی سے پگھل جائے تو اچھا

ہے دید کے قابل یہ نہیں کچھ خرد آرائی
پھولا شجرِ شوق ہے پھل جائے تو اچھا

بہتر ہے کہ لختِ جگر آنکھوں سے ٹپک جائے
دل چیر کے پہلو کو نکل جائے تو اچھا

یک برقِ تجلی سے مری ہستی کا خرمن
وا دید میں کھٹکا ہوا حل جائے تو اچھا

ہے رنگِ کثافت مری نس نس میں سمایا
یا رب یہ لطافت سے بدل جائے تو اچھا

یہ جائے ادب کی ہے سبک ظرف نہ ہونا
دل حفظِ مراتب میں سنبھل جائے تو اچھا

آفت ہے بلحاظ بشری دعوئ توحید
بیخود نہ ہو فرزانہ آپ کا جل جائے تو اچھا

تسلیم ہے بس معصیت آلودہ الٰہی
چشمہ تری رحمت کا ابل جائے تو اچھا

ولہ

خدا کی شان ہے ہر ایک شانمیں پیدا
خدا کرے کہ حلاوت ہو جان میں پیدا

ملے حلاوت ذکر خدا نہیں ممکن
اگر ہو شہد کا چشمہ زباں میں پیدا

ہے ایک جلوہ کہ اجرام اور عناصر سے
زمیں میں ہے عیاں آسماں میں پیدا

ہے غیر جنس مگر مقتضائے استعداد
ہے جلوہ اسکا مکیں اور مکاں میں پیدا

اگر ہے دیدہ بینا تو دیکھ لو تسلیم
کہ بے نشانئ حق ہے نشان میں پیدا

ولہ

صبحدم خواب مرا جلوہ گہ طور ہوا
دل مرا دولت بیدار سے مسرور ہوا

تو تو نزدیک ہے تھہر گئی میری آنکھ
کیا ہوا گر میں حضوری سے تری دور ہوا

مرے رونے پہ وہ ہنستے ہیں تو کچھ رنج نہیں
شکر کرتا ہوں کہ رونا مرا منظور ہوا

چاند جوں ابر سے بے پردہ تجلی نکلی
نور سے دل کے سراپا مرا معمور ہوا

دور سے بھی نہ گلی یار کی دیکھا تسلیم
عمر بھر میں نہ کبھی دل مرا مسرور ہوا

ولہ

نہیں شور و بکا فغاں اچھا
صبر کا دیکھئے امتحاں اچھا

اشک بیدرد ہو خاک اچھی
بے اثر آہ سے دھواں اچھا

اسکو لازم ہے پھولنا پھلنا
جس چمن کا ہے باغباں اچھا

تلخ گوئی سے میٹھی بات اچھی
بحر سے چشمۂ رواں اچھا

کس سے کس کو خلش نہ ہو
ورنہ گر ہو دریا سماں اچھا

لاکھ طاعت سے ہے زہد سے تسلیم — عشق مولائے دوجہاں اچھا

ولہ

جب سے مجھے عشقِ خدا ہو گیا — آپ میں آپ جدا ہو گیا
دیکھتی صورت کو ہیں آنکھیں مری — کون یہاں پردہ کشا ہو گیا
جس کو ہوا شوقِ مئے معرفت — فائزِ بزمِ عُرفا ہو گیا
منہ پہ رہا اللہ کے دم کے سوا — لا یا نہ اِلّا کو جو لا ہو گیا
عشق ادھر حسن ادھر بیدلو — آنکھوں میں اور دل میں بلا ہو گیا
آنکھوں سے دیکھو اور سمجھو دل سے تو — کون بقا کون فنا ہو گیا
آئینہ خانہ میں دو عالم کے دیکھ — حسنِ خدا جلوہ نما ہو گیا
آنکھوں کے فتنے سے دل بے خبر — کشتۂ شمشیرِ ادا ہو گیا
وصل میں بھی جی کو تسلی نہیں — حضرتِ دل آپ کو کیا ہو گیا
آنکھ سے جب آنکھ ملی دل سے دل — مجھ پہ وہ میں اُن پہ فدا ہو گیا
مرتے ہیں جیتے ہیں عجب دم ہے یہ — دیکھو تو تسلیم کو کیا ہو گیا

ولہ

وصل میرا اُسے منظور ہوا خوب ہوا — رنج سے دوری کے میں دور ہوا خوب ہوا
ہمسری کا جو رہا مشک ختن کو دعویٰ — نکہتِ زلف سے کافور ہوا خوب ہوا
اختیار اسکو جو ہوتا تو وہ کیا کیا کرتا — تن میں دل آپ کا مجبور ہوا خوب ہوا
مست تھا میکدہ تن میں انا کی مے سے — ٹوٹ کر شیشۂ دل چور ہوا خوب ہوا
ٹوٹ کر غنچۂ پیکانِ نگاہ گلرو کے — زخم دل پر مرے انگور ہوا خوب ہوا
نفس کی خیرہ سری سے تھی فرشتے کو حجاب — خسروِ عشق کا مامور ہوا خوب ہوا
تھا جو آنکھوں کو مری سرمۂ دیدار کا شوق — کشتۂ نورِ خدا طور ہوا خوب ہوا

شکر ہے دل کو جو تھا رنج خمارِ فرقت — وصل کے دور سے مسرور رہا خوب ہوا
زہد سے پردۂ دیدار جمال جاناں — واہ میں رندوں میں مشہور رہا خوب ہوا
دل تسلیم تھا مغرور تن آسانی میں — عشق کے درد سے رنجور رہا خوب ہوا

ولہ

خوش مجھکو پریشانی میں جینا نہیں آتا — جب تک مری سینہ میں سکینہ نہیں آتا
چاہو تو مجھے چھوڑ دو چاہو تو بلالو — مرنا نہیں آتا مجھے جینا نہیں آتا
امید میں برسوں ہی گزر جاتے ہیں لیکن — دلدار سے ملنے کا مہینا نہیں آتا
شکو نہیں سعیٔ طواف اور زیارت — کعبہ میں نظر جن کو مدینہ نہیں آتا
پھٹ جاتا ہے زخم اور نکل جاتے ہیں ٹانکے — رکھ ہاتھ رفوگر سے تجھے سینا نہیں آتا
امید میں شب گزری سحر ہونے کو آئی — اب تک بھی مرا ماہ شبینہ نہیں آتا
پتھر بھی پہاڑ دن میں بکھرتے ہیں ہمیشہ — لیکن دل غافل کو پسینہ نہیں آتا
خواہ گالیاں دیجیے انہیں یا سخت کہیے — عارف کے کبھی سینہ میں کینہ نہیں آتا
طوفان تغافل کے سبب تجھ دل میں — توحید کا تسلیم سفینہ نہیں آتا

ولہ

بیخودی میں خدا نظر آیا — جلوہ کبریا نظر آیا
حسن جب رہبر ہوا دل کا — عشق کا راستا نظر آیا
نفس امارہ جب ہوا کشتہ — ذکرِ حق کیمیا نظر آیا
عمر گزری ریاضتیں کرتے — زاہدو تم کو کیا نظر آیا
درد دل دور ہوگیا تسلیم — جب مسیحا مرا نظر آیا

ولہ

دیدہ باطن میں جبیں سے تجلی دیکھا — نور میں نور تجلی میں تجلی دیکھا

صورت عالم کثرت میں بچشم حیرت
جلوۂ نور الٰہی متجلی دیکھا

کھولتی آنکھ انا اللہ کی ہر دم جب میں
ذرہ ذرہ میں انا کی ہی تجلی دیکھا

اتنا ایک کو اور لاکھ سلیمانوں کو
حاجی و مساجد و شب خیز و مصلی دیکھا

لاکھ احسان بھی کریں تو بدی ہی کرے
نفس امارہ کو تسلیم جبلی دیکھا

ولہ

فرزانگی کا حاصل دیوانہ بن کے دیکھا
الطاف ساقی دل مستانہ بن کے دیکھا

ناز اور بے نیازی عشق اور رہ انگداری
جانانہ بن کے دیکھا دیوانہ بن کے دیکھا

فانوس جب تلک تھا پردہ میں تھی تجلی
شمع جمال کی تو پروانہ بن کے دیکھا

ہے دل سے دل لگانا بایک بھید پانا
کاکل کی ہم شگافی میں شانہ بن کے دیکھا

میں طوق بن کے دیکھا راحت معانقہ کی
پا بوسیوں کی لذت جولانہ بن کے دیکھا

آزاد ہو کے دیکھا دنیا کی بیوفائی
اور نفس کی ہزیمت مردانہ بن کے دیکھا

ہے مے کی گرم جوشی شیشہ میں اور سبو میں
تسلیم لب کی لذت پیمانہ بن کے دیکھا

ولہ

عاشقانہ مزاج ہے میرا
خاکساری رواج ہے میرا

دیدہ دم تخت و تاج ہے میرا
کشور دل میں راج ہے میرا

وصل میں ہنسنا ہجر میں رونا
روز و شب کام و کاج ہے میرا

نہ رہے گی مری پریشانی
دلربا خوش مزاج ہے میرا

ہے فرقتوں سے گرم بزم مرض
روح سے ازدواج ہے میرا

تنگ کرتے ہو کیا طبیبو تم
عارضہ لاعلاج ہے میرا

پوچھو تسلیم سے دوا میری
وصل جاناں علاج ہے میرا

ولہ

کس کی زلفوں کا ہے سودا آ کے سر میں پیدا | کہ ہے داغوں سے دھواں سر جگر میں پیدا
نونہالوں کی جدائی میں سرشک خونیں ہیں | گل ہیں شاخِ مژہ دیدۂ تر میں پیدا
صفت اور ذات کی یکتائی میں کیونکر ہو دوئی | ہے گہر آب میں اور آب گہر میں پیدا
رنج و راحت میں ہیں شکر و شکایت کے محل | ہے اثر ذات کا جب نفع و ضرر میں پیدا
کس کی صورت کا میں شیدا ہوں کہ آنے جانے | حسرتِ دید ہے تسلیم نظر میں پیدا

ولہ

بھول جاؤں زبا لولا انتَ | گیت میں تو میں نہیں بنتا - بھلا
چلو صاحب سے ذکر ابولو | یہاں کوئی نہیں سنتا - بھلا
دیکھا آنکھوں نے دل سے جو پوچھا | ہے تو وہی سنو سنتا - بھلا
دم کا شاہد رہو آتے جاتے | مت بھولو گنو گنتا - بھلا
دل سے ہر وقت یہ جاپ ہو دم | رہو تا نا دم کا تنتا - بھلا
انی تسلیم قلتُ اقول | انتَ فانتَ انتَ - بھلا

ولہ

نام صاحب کا مجھے یاد ہوا خوب ہوا | نام سے اپنے میں آزاد ہوا خوب ہوا
آرزو تھی کہ کروں وصل کا سودا حاصل | جلوہ گر حسنِ خداداد ہوا خوب ہوا
کثرت دید سے وا دیدۂ توحید سے آج | دیکھو تک نظر آباد ہوا خوب ہوا
و ورد لینے کو میں سمجھا تھا کہ یخنی آخرت | دل سے اللہ کا ارشاد ہوا خوب ہوا
بیخودی ذکر الہی میں جب آئی تسلیم | نفس کے پنجے سے آزاد ہوا خوب ہوا

ولہ

شکر خدا کہ جب سے دل با خدا ملا | مقصد ملا مراد ملی مدعا
جس دن سے مجھکو ذکر خدا کا مزہ ملا | حلوہ ملا مٹھائی ملی ذائقہ

ذکر جلی سے شیشۂ دل کو جلا ملا
جس دل کی تھی تلاش وہ دل مجکو کیا ملا
جس دن سے دم کا دید کا دلکا مزا ملا
اچھے بھلے تھے عشق ہمیں کیا بلا ملا
تن کے چمن میں غنچۂ دل کیا ملا مجھے
سالک وہ ہوں کہ مجکو دل و روح و نفس بھی
بھٹکے پھرے بہت مگر اب کوچہ یار کا
تسلیم جس کو تھا در یہ سلسلہ ملا

رونق ملی صفائی ملی مصقلا ملا
مولا ملا وسیلہ ملا رہنما ملا
بوتل ملی پیالہ ملا میکدہ ملا
جادو ملی کرشمہ ملا شعبدہ ملا
شبنم ملا گلاب ملا موتیا ملا
توسن ملا سواری ملی بدرقہ ملا
سایہ ملا سہارا ملا آسرا ملا
منزل ملی مقام ملا راستہ ملا

ولہ

اے عشق خوب سا کہ تو دار الشفا ملا
الفت میں آپ کی ہمیں اچھا مزا ملا
وہ صاف ہوں تو ہوں جو نہوں تو نہوں کبھی
زلف دراز یار تری عمر ہو دراز
یہ جانتوں سے تنگ ہیں ہم فکر کیا کریں
تن کو محیط روح میں جب ہیں کیا تلاش
بے اہل دل ملے کے نہ تسلیم دل ملے

اے درویشاد باش تو دل کی دعا ملا
سب کچھ ملا ہمیں کہ دل آشنا ملا
ہم صاف کیوں نہوں کہ دل باصفا ملا
آزاد ہم ہوے جو ترا سلسلہ ملا
دل کیا ملا ہمیں کہ یہ دار القضا ملا
دل تو گیا یہ پانی کا ایک بلبلا ملا
مشہور ہے کہ پیر ملا تو خدا ملا

ولہ

مجھے پچھلے دنوں کا حال یاد آنے لگا
حسن ویرانہ ہم کنج قفس میں شاد تھے
ہی نابینا رہا اور دل بھی نابینا رہا
کب تلک کھولی آنکھیں دیکھ جلوہ یار کا

دل مرا سینہ میں دم لیتے ہی گھبرانے لگا
پھر بہار آئی جنوں سر پہ بلا لانے لگا
وقت کھو کر ہاتھ سے جو کوئی پچھتانے لگا
پردہ نیرنگ سے کیا رنگ تبلانے لگا

آنکھوں میں پھرنے لگیں اہل وطن کی صورتیں — مجکو جس دن سے وطن تسلیم یاد آنے لگا

ولہ

ہم غریب الوطنوں کو نہ ستانا جانا — بھولے بھٹکوں کو بھلی راہ دکھانا جانا

منہ سے کر سکتے ہیں جو چاہتے ہیں دعوے لیکن — سخت مشکل ہے محبت کا نبھانا جانا

بے وطن ہوتے ہیں اور کسکو وطن جاتے ہیں — نہیں کھلتا ہے کس واسطے آنا جانا

شکر ہے رونیکا شکوہ ہمیں شاید کا نہ ہے — حشر میں اشک بہانے کا بہانا جانا

کام کرنا ہے سو کر لو چلو تسلیم کیا تھم — ساتھ آیا نہ کبھی کسکے یہ زمانا جانا

ولہ

دوستو جب سے مجھے عشق خدا ہو گیا — شکر خدا میں بتا مجھ سے جدا ہو گیا

عشق یہ جب حسن کا پردہ کشا ہو گیا — شکل بشر میں خدا جلوہ نما ہو گیا

گرچہ امید شفا تھی نہ کسی کو ذرا — مجکو طبیبو مرا درد دوا ہو گیا

سونپ دیا دوستو جسکی امانت اُسے — حق جو محبت کا تھا آج ادا ہو گیا

پہلے کر آئینہ صاف بعد شباہت کو دیکھ — نور نمایاں ہوا دل جو صفا ہو گیا

یار سے مدت کے بعد چار نگاہیں ہوئیں — آنکھوں میں غش آ گیا حسن بلا ہو گیا

میں ہوں مرا یار ہے لذت دیدار ہے — عشق نرا را آفریں خوب مزا ہو گیا

اگلے زمانہ کے لوگ رکھتے تھے حق پر نظر — اب بھی وہ نقشہ ہے یہ رنگ نیا ہو گیا

سوتا تھا میں بے خبر یار بلا آن کر — شکر ہے تسلیم یہ فضل خدا ہو گیا

ولہ

جو فنا کر خدا ہوا مرد خدا ہوا — واصل ہوا خدا سے خودی سے جدا ہوا

دل شاد وہ جو صرف غم دلربا ہوا — آزاد وہ جو بستہ زلف رسا ہوا

گو کشش ادھر نہیں تو کشش بھی ادھر نہیں — ہم آشنا ہوئے تو خدا آشنا ہوا

پردہ دوئی کا دور کر آنکھوں سے دیکھ لے
جلوہ عیاں ہے اسکا نہیں کچھ چھپا ہوا

بے عشق زندگی تری ہر رنگ موت ہے
زندہ وہ ہے جو کشتۂ تیغ ادا ہوا

جب دل ہی آشنائے یقیں میں کر غور ہمیں تجھے
مختار کا بندہ ہوا یا خدا ہوا

خود میں ہو جو کوئی خدا میں نہ ہو کبھی
بس وہ خدا نما ہوا جو خود نما ہوا

کھینچا جو مجھکو مجھ سے رہ عرف میں شوق
میں تو کا قصہ مٹ گیا اور تصفیہ ہوا

تسلیم جب سے ذکر کا ہاتھ آیا صیقل
زنگ دوئی سے آئینہ دل کا صفا ہوا

ولہ

اگر ہوتا تمہارے دل میں جوہر بے ریائی کا
کبھی شکوہ نہ کرتا زاہد دیں پارسائی کا

تجھے زاہد ہے باطل ہے دعویٰ حق نمائی کا
جو از خود رفتہ بے خود ہے آشنائی کا

یہ ہستی نیستی ہے نیستی ہستی ہے اے سالک
خودی ہے جب تلک ہو کفر دعویٰ خود نمائی کا

نہ ذکر اُن چہرے جلتے نہ شب کو شمع سی جلتے
نہ ہوتا وصل میں کھٹکا اگر کچھ بے وفائی کا

محبت کا نبھانا جبکہ آتا ہی نہیں ہمکو
کریں کس منہ سے شکوہ پھر تمہاری بے وفائی کا

شکیبائی سے معذور شکایت کیوں ہو ہم سے
اگر ہے عذر کوشش میں تو ہمیں ہے جبہہ سائی کا

کریں تسلیم صورت اپنی مرقد کی صفائی کی
نہیں آئینہ ہستی میں جو ہر دیدہ پائی کا

ولہ

عرش اعظم ہے ازل سے وہ نمونہ دل کا
جس ہی ہو جاتا ہے دل والوں کو دھوکا دلکا

بے محبت نہیں کھلتا ہے دریچا دل کا
عشق جب آتا ہے اٹھ جاتا ہے پردہ دلکا

نظر آجاتا ہے جب خال جبین جاناں
مری آنکھوں میں سماتا ہے سویدا دلکا

کبھی بجلی کبھی شعلہ کبھی پارہ بن جائے
کیا لکھوں تم سے مری جان تڑپنا دل کا

ہو نہ جب تک کسی دل سے الفت پیدا
سخت دشواری ہے اللہ سے ملنا دل کا

راستہ دم کا جلو ذکر میں دم تک بھی تنگ
یہ سفر حشر کا ہے اور یہ توشہ دل کا

دل سے دل ملگیا پر شرم کے مارے تسلیم
منفعل ہیں لاتے نہیں اب تک وہ ارادہ دل کا

ولہ

پڑا ہے حسن کے کشور میں غلغلہ دل کا
خبر اُڑی ہے کہ آ [illegible]

بلند کون و مکاں سے ہے حوصلہ دلکا
خدا کی ذات سے ملتا ہے سلسلہ دل کا

خدا کا کونسا گھر ہے سو ہم بتا دینگے
اگر ہو عرش بریں سے مقابلہ دل کا

بچاؤ خون کے چھینٹوں سے اپنی آنکھوں کو
نہ پھوڑ دو نوک سے مژگاں کے آبلہ دل کا

لکھینگے ہم بھی جواب اُسکا اپنی آنکھوں سے
اُدھر سے لائے نظر جب مراسلہ دل کا

خبر یہ دیتا ہے آئینہ غبار آلود
کہ خاکساری سے ہوتا ہے مصقلہ دل کا

بدلتے ہو تو چلے آؤ دل سے دل بدلیں
سوائے دل کے نہیں ہے مبادلہ دل کا

فساد عشق کا بے مصلحت نہیں تسلیم
گلہ نظر کا کروں یا کروں گلہ دل کا

ولہ

حق پسندی سے بشر جب حق پسندیدہ ہوا
وہ تو عینِ حق ہوا حق مردمِ دیدہ ہوا

لاغری سے جسم کے ہو روح کو بالیدگی
روح لاغر ہو گئی جب جسم بالیدہ ہوا

خاکساری سربلندی ہے بشر کیواسطے
ریشہ نکلا جب زمیں میں دانہ پوسیدہ ہوا

اُف رے دزدیدہ نظر چشمک میں لیکر اُڑ گئی
سینہ میں پہلو میں دل ہر چند پوشیدہ ہوا

اے پریشانی سیہ بختی کو رونق کیوں نہو
سر میں سودا کاکل مشکیں کا پیچیدہ ہوا

قید سے آنکھوں کی آزادی تصور کو نہیں
کس پری رو کا دل دیوانہ گرویدہ ہوا

سمجھے کم پاسنگ سے سنگینیٔ افلاک کو
دل جو میزانِ نظر میں اپنے سنجیدہ ہوا

ہو گا رشکِ آبرو سے خشک داماں حشر میں
شرمِ عصیاں سے جو تر دامن کہ تر دیدہ ہوا

زنگ حدت جم گیا تسلیم جب سے آشنا
اسم سے دم ذکر سے دل بسم سے دیدہ ہوا

ولہ

[illegible] تمنا ہوگا — دل کے پروانوں کا محفل میں تڑپنا ہوگا
حسن کے پردہ [illegible] — سلسلہ جسکا نظر والوں سے ملتا ہوگا
ٹوٹتے ہی [illegible] طائر کیلئے — آشیاں کنگرۂ عرشِ معلا ہوگا
زاہدا زہدِ ریا کا ہے کلیدِ دوزخ — حشر میں جلوہ جو ہوگا عرفا کا ہوگا
گر یقیں چاہو تو درویشوں کے [illegible] — یاں جو دھوکے میں ہیں واں بھی نہیں [illegible] ہوگا
حشر میں ہوگا لوا ہاتھ میں جسکے تسلیم — وہی حامی مرا اور میرا وسیلہ ہوگا

ردیف (ب)

یارب نصیب چشم ہو دیدار یار کب — حاصل ہو اطمینانِ دلِ بیقرار کب
فرقت میں ماہ و سال خدایا گذر گئے — روزِ وصال ہو یہ شبِ انتظار کب
بلبل سا دل ہے نغمہ سرائے غمِ فراق — یا رو دیکھے گا مجکو مرا گلعذار کب
ویران خزانِ غم سے ہوا جگر ہوئی — یارب چلے گی وصل کی بادِ بہار کب
تسلیم کر دعا کہ اجابت کا وقت ہے — پھر ایسا وقت آئے کہاں بار بار کب

ولہ

نہ ہو وہ گفتگو سے بشر کو ہے سخت عیب — عورت کی بدمزاجی سے گھر کو ہے سخت عیب
بد ہو پسر تو نیک پدر بد نہ ہو کبھی — لیکن پدر جو بد ہو پسر کو ہے سخت عیب
اخلاق گر بشر میں نہیں آبرو نہیں — بے آب ہو تو جوہرِ گوہر کو ہے سخت عیب
اخلاص گر عمل میں نہیں دین بھی نہیں — شیریں نہ ہو اگر تو ثمر کو ہے سخت عیب
تسلیم عشق و حسن میں ہے رابطہ قدیم — دیدار گر نہ ہو تو نظر کو ہے سخت عیب

ولہ

دوستو آؤ ادھر گر ہے خدا کی طلب
نام کو ہے ماسوا کچھ نہیں رب کے سوا
غیر نہیں ہے یہاں عین ہے جلوہ کناں
دیکھ سمجھ با ادب کچھ نہ خیال سبب
بو میں وہ گل میں وہ جزو میں وہ کل میں وہ
بو میں وہ شبنم میں وہ آب میں وہ جو میں وہ
جام ہے وہ جم ہے وہ خشک ہے وہ نم ہے وہ
روح وہی دل وہی نور وہی ظل وہی
موج الگ آب الگ ماہ الگ تاب الگ
ظاہر و باطن وہی ساغر و ساکر وہی
چپ رہو تسلیم تم منہ پہ کرو میم تم

دیکھو اگر ہے نظر سب میں تجلی رب
شوق کرو تم ذرا ملتا ہے بے ڈھونڈھے کب
ہے وہ عیاں اور نہاں دیکھو نہ رو سبب
صورتیں ہیں سب الگ سب ہیں ولی آئینہ جب
تاک میں وہ نخل میں وہ دیکھو سمجھنے کا ڈھب
میں نہیں میں میں وہ دل ہے سمجھ با ادب
دید ہے وہ دم ہے وہ پھیر سمجھ کا ہے سب
رہ وہی منزل وہی بس یہی ہے راہ رب
جسم الگ خواب الگ کہنے سے ہوتے ہیں کب
واجب و ممکن وہی ہے میں ہاں سب سب میں رب
کرتے ہو تعلیم تم جو نہیں ہے غضب

وله

یارب یارب یارب
کھاتے پیتے جگتے سوتے
اے میرے مولا تو ہی بچالے
دین اور دنیا جھگڑا ہے
دیکھوں سنوں یا بولوں میں
آئے گی آخر کام غریبی
عقل معلم ذکر سبق ہے
تسلیم اپنی روکو زباں کو

سب ہیں تجھ سے اور تجھ میں ہے سب
تو ہی مقصد تو ہی مطلب
نفس کیا ہے عاجز بے ڈھب
ذکر ہے تیرا سب سے انسب
بے تیرے طاقت مجھ میں کب
کس کی دولت کس کا منصب
دل ہے کودک تن ہے مکتب
رمز ہے باریک بند کرو لب

وله

گرم جس دن سے ہے توحید کی محفل یارب
مرے پہلو میں اسی دن سے نہیں دل یارب

سننے میں دیکھنے میں کہنے میں چپ بیٹھے ہیں
دل مرا غیر کے جانب نہیں مائل یارب

دل کا مشتاق ہے دل آنکھ کی مشتاق ہے آنکھ
آنکھ سے آنکھ ملے دل سے ملے دل یارب

میں جو بیگانوں سے ملتا ہوں یگانہ بنکر
یہ مرا جادہ ہے اور یہ مری منزل یارب

غیر کا ہوگا نہ یہ آئینہ صورت عین
دل کو جبتک ہے تمیز حق و باطل یارب

ڈھونڈتا ہوں نہیں ملتا کہیں لیلے کا پتا
کبتک آنکھوں میں بسے گا مری محمل یارب

جب تلک دل نہو پیرو رہ تسلیم و رضا
لاکھ اگر زہد ہو مطلب نہو حاصل یارب

ردیف - تا

میں کس سے کہوں اپنے دلِ زار کی حالت
ہوگی نہ خزاں میں بھی یہ گلزار کی حالت

باہر ہوئی تشخیص طبیبانِ جہاں سے
اے میرے مسیحا ترے بیمار کی حالت

الفت میں مجھے غیرتِ بسمل نظر آئی
مقتول دمِ ابروے خمدار کی حالت

سب طالبِ یوسف تھے مگر مثلِ زلیخا
دیکھا نہ کوئی مصر کے بازار کی حالت

تسلیم ہوا اکثر سببِ رشکِ ریاضت
محشر میں مئے عشق کے سرشار کی حالت

ولہ

جب سے دیکھا ہوں میں وہ رشکِ قمر کی صورت
رشکِ رنگِ شفقستاں ہے جگر کی صورت

دوستو ہجر میں دلدار کے روتے روتے
ابرِ نیساں سی ہوئی دیدۂ تر کی صورت

یار کے زلف کے دیوانوں کو صحرا کے سوا
خواب میں بھی نظر آتی نہیں گھر کی صورت

ہدفِ ناوکِ مژگاں ہے جگر سے پیہم
گرچہ سینہ کو کیا ہوں میں سپر کی صورت

غیر حق عرصۂ کثرت میں نہو جلوہ پذیر
چشمِ عارف میں کبھی نفع و ضرر کی صورت

مو شگافوں سے سر مو بھی نہو وصف کبھی
دیکھئے تسلیم نزاکت میں قصور اپنے نہ کیوں

بال سے جبکہ ہے باریک کمر کی صورت
جو در گرد دیکھے مرے نور نظر کی صورت

وله

اگر ہمکو تم سے نہ ہوتی محبت
رہا میں فدا تم پہ ہر چند لیکن
حسب اور نسب پر نہیں منحصر کچھ
دو عالم میں تیرے سوا ہے میرا مالک
ہو یک پل میں تسلیم کے دلکو تسکین

بھلا کاہے کو کہتے اتنی آفت
نہ دیکھا کبھی تمسے چشم مروت
طریقے سے انساں کو ہے شرافت
میں پھر کس سے اپنی کروں عرض حاجت
کرے جب تو یا رب نگاہ عنایت

وله

جس دن سے ہی دلکو مرے وحدت سے محبت
ہو حشر میں بس اسکو شفاعت کا ذریعہ
ہو وے نہ کبھی غیب کے عالم کی حضوری
الفت کا مزہ وصل میں اٹھ جاتا ہے دل سے
شاہان خدا سے ہو دو عالم میں وہ تسلیم

کثرت میں ہوں لیکن نہیں کثرت سے
ہے جسکو یہاں اہل محبت
جبتک نہو عارف کو شہادت سے
ہے اس لئے یار و مجھے فرقت
دنیا میں جسے ہو گی سخاوت

وله

جس طور سے ہے مجھکو حسینوں سے محبت
دنیا میں کبھی تا دیر یہیں سے نہ لگا دل
ہے آتش و خاشاک کی صحبت سے ہی بدتر
کیا داغوں سے الفت ہے مرے لخت جگر کو
تسلیم گذرگاہ جہاں سے نہ لگا دل

رکھتا نہیں دنیا کے قرینوں سے محبت
کیا خاک ہو افلاک نشینوں سے محبت
اشراف کو گر ہو وے کمینوں سے محبت
جس طور ہو خاتم کو نگینوں سے محبت
کرتا ہے کوئی راہ نشینوں سے محبت

وله

جب ہم سے اُٹھایا نہ گیا بارِ محبت
آنکھیں ہوئیں آنسو سے گراں بارِ محبت

گلرو کی جدائی میں تڑپ کیوں نہ دل کو
کھٹکتے ہیں کلیجہ میں مرے خارِ محبت

جبتک نہ ملے شربت دیدار مسیحا
اچھا نہ طبیبوں سے ہو بیمارِ محبت

شکوہ نہیں آنکھوں کو مرے خون جگر کا
پھولا مرے دامن میں ہے گلزارِ محبت

ہے جوہرِ دل کیسہ ہر جسم میں لیکن
تسلیم نہیں کوئی خریدارِ محبت

ولہ

ہر چند بہت گرم ہے بازارِ محبت
دکھتا نہیں پر کوئی خریدارِ محبت

گو عشق کے قانون کو ہے مضراب نفس
ہشیار کہ ٹوٹیں نہ کہیں تارِ محبت

کاہ نہیں ظرفِ انکارہ عشق ہو گ...
کرتے ہیں جو بے ضبط ہو اظہارِ محبت

...
ہلکا ہو کہاں دوش گراں بارِ محبت

... دل جاتا
آشفتوں کو خود بینی ہے زنگارِ محبت

... مسیحا نہیں رکھتا
... دارو سے دلِ زارِ ہے آزارِ محبت

... رشکِ مسیحا مرا تسلیم
... جائے نہ دوا سے کبھی آزارِ محبت

ولہ

... ہوا دل میں مرے تیرِ محبت
تا آنکھوں سے ٹپکیں مرے آنسو سے محبت

... نہ ہو دل نرم نہ ہو قابلِ رحمت
پتھر ہے وہ دل جسمیں نہ ہو بوئے محبت

... عرش سے بالا ہے مقامِ دلِ عاشق
فردوس بریں ہے بغلی کوئے محبت

... درد سے غفلت مرا سخت ہے بیمار
یا رب تو پلا دے مجھے دارو محبت

... کی صورت کے لئے آئینہ بن جائے
وہ دل کہ جگہ جسکی ہے پہلوئے محبت

... نہیں دیتا میں شکایت کو بلائیں
تا ٹوٹ نہ جائے کہیں بازوئے محبت

... دیدہ مرا دیدہ میں وا دیدہ میں دل ہے
ہاتھ آئے کسی رو سے تو قابوئے محبت

پا شنگ نہ پہنچا سے کہیں ننگ تنک است
رکھ ہاتھ میں ستار ہی ترازوئے محبت

تسلیم نہ کیوں رو گئے ہو تازہ دماغی
آتی ہے جبیں دل سے ہے خوشبوئے محبت

ولہ

دنیا میں خدا والوں کی صحبت ہے غنیمت
وہ صاحبِ تقویٰ ہو کی صحبت ہے غنیمت

یک لحظہ بھی گر یادِ الٰہی میں رہے دم
یہ دم ہے غنیمت یہ سعادت ہے غنیمت

صاحب سے محبت ہو تو بہتر ہے وگرنہ
ہو شوق تو بس یہ ہی طبیعت ہے غنیمت

بیمار جو ہوگے تو بہت یاد کروگے
کرنا ہو تو کر لو کہ یہ صحت ہے غنیمت

تسلیم رہو شاہدِ انفاس جئے تک
نسبت کے لئے بس یہ شہادت ہے غنیمت

ولہ

میری آنکھوں میں ہے کس دلربا کی صورت
دیدہ میں دم ہے مرا تارِ وفا کی صورت

خسرو کشورِ دیوانہ ہستی ہوں میں
اُڑتے پھرتے ہیں جہاں بوم ہما کی صورت

اشک کو روک لو بجائیں خارِ صحرا
نہ نکل آئے کوئی آبلہ پا کی صورت

جب سے ہم یار کے کوچہ میں جما بیٹھے قدم
نہ اُٹھے خاک سے نقشِ کفِ پا کی صورت

گر ترا حسن پرستی کا طریقہ ہوتا
دیکھتے کونسی صورت ہے خدا کی صورت

وہ بھی ہے کہ نکلنے نہیں پاتی دم بھر
دل کے آئینہ میں [illegible] ہوتی

دیکھئے دل کی تجلی کے مقابل تسلیم
لاکھ خورشید ہوں پر میں وہ سہا کی صورت

ولہ

پتلی سی مری آنکھوں میں ہے یار کی صورت
اور دل میں سویدا سی ہے دلدار کی صورت

دیکھے وہ مرے یار کے دندانِ جلادار
دیکھا جو نہ ہو گوہرِ شہوار کی صورت

ہے ایک ہی بیشک دلِ شیدا کی نظر میں
زنجیر کی یا زلفِ گرہ دار کی صورت

تشخیص عبث ہے کہ ملالِ دلِ پُر درد
خود شعر پہ کہے دیتی ہے بیمار کی صورت

نے سہل نہ دشوار ہوا وسط میں مزہ ہے | وہ جیسے تسلیم کے اشعار کی صورت

ولہ

بے یاد الٰہی نہیں جینے کی حلاوت | کھانے کی حلاوت ہے نہ پینے کی حلاوت
دیدار الٰہی میں وہ پائے گا جو پایا | دیدار شہنشاہ مدینہ کی حلاوت
عنبر میں ہے نے عطر میں اور مشک ختن میں | محبوب الٰہی کے پسینہ کی حلاوت
کھاتے رہو پیتے رہو جیتے رہو لیکن | ہے ذائقہ ذکر سے سینہ کی حلاوت
پیاسے ہو تو دیدا ہی کرو جیسیں کہ تسلیم | ہے شربت دیدار کے پینے کی حلاوت

ولہ

دل مرا درد جدائی سے تڑپتا ہے بہت | انتظار اس لئے اے مسیحا ہے بہت
جان کی گرچہ ہر ایک شخص کو ہے پروا بہت | پر مری جان بھی تو مجھے پیارا ہے بہت
غم کے رنج کو کھو دیتی ہے جب ایک نظر | غم فرقت کو بہلاکوں سمجھتا ہے بہت
یا نبی ورطۂ دریا سے نکالو مجھکو | ڈوبتا جاتا ہوں اور جرم کا بوجھا ہے بہت
تیرا نہ محشر میں خدا بخشے گا اسکو تسلیم | جسکو یاں حامی امت کا بھروسہ ہے بہت

ولہ

تن من ہے جی اور جی میں نہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
بے ذکر مولا ملتی کہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
دنیا کی الفت کالی بلا ہے وحشت کی آفت کی غفلت کی جا ہے
صاحب دلوں کو آرام جان ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
تن میں ہے دیکھو رنگین تجلی ہے سیر جسکی خود او رتسلی
تازہ چمن ہے اور بے خزاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
طول امل کو دل سے نکالو آنا ہے جو کچھ جلدی سے پالو

تن جب تلک ہے جہاں یہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
دم کی تشفی بھی کیا تسلی تسلیم دیکھ پیاری تجلی
سیر بہار ہر دو جہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت

سر پہ جس کے سمائی ہے ہوائے کوئے دوست
جلوہ ناآشنا ہے آشنائے کوئے دوست

غیرتِ عرشِ معلیٰ ہے سرائے کوئے دوست
ہے زبانِ قدسیاں صرفِ ثنائے کوئے دوست

شکستہ میں واسطے ملک ولایت ہو گیا
سر پہ سیتی جب کیا ظلِ ہمائے کوئے دوست

تنگیا ہیں دلوں کی گرم جوشی کے لئے
پنبۂ خورشیدِ محشر نقشِ پائے کوئے دوست

راحتِ دنیا بلا ہے اہلِ دنیا کے لئے
عاشقوں کے تئیں نعمت ہے بلائے کوئے دوست

اے نسیمِ خلد واپس ہو کہ لاتی ہے یہاں
نکہتِ گلدستہ کاکل صبائے کوئے دوست

گرچہ جنت نزدیک ہے پر گم کردہ راہوں کیلئے
حضرتِ دل آپ ہی ہیں رہنمائے کوئے دوست

خلد میں مومن رہیں کفار دوزخ میں مگر
اہلِ دل کی دل لگی ہو کب سوائے کوئے دوست

سرد کیوں ارزانی کا فور ہوتی اندنوں
گر نہ ہوتا گرم بازارِ فضائے کوئے دوست

قیمتِ جنسِ خاشاک میں بھی ہو گی
گر متاعِ ہر دو عالم ہو بہائے کوئے دوست

مثلِ طائر شوق کے بازو سے اڑتا جاؤنگا
سر میں میرے ہے بہت دن سے ہوائے کوئے دوست

وید بازوں کو موثر کی خبر دیوے اثر
ہے لقائے دوست عاشق کو لقائے کوئے دوست

عشق کے معمار کے ہاتوں سے بس روزِ ازل
خشتِ دل سے ہے بنا دولت سرائے کوئے دوست

بدرقہ تسلیم کا ہو پریشاں کیوں بھلا
باعثِ جمعیتِ خاطر ہے جائے کوئے دوست

ردیف جیم

ولہ

کب طبیبوں سے ہو بیمار دلِ شیدا کا علاج
کارگر جب نہیں ہوتا ہے مسیحا کا علاج

ناصحا مغز یکاتا ہے عبث کیوں اپنا
نہیں ممکن کہ ہو نادان سے دانا کا علاج

ساکنِ چرخِ چہارم سے نہ ہووے یکجا
کشتۂ تیغِ ادائے بتِ رعنا کا علاج

چاہئے ہجر کے بیمار کو دارو وصال
کیونکہ صہبا سے ہے مخمورئ صہبا کا علاج

نہ ہو تسلیم کبھی رشتۂ کاکل کے سوا
طوق و زنجیر سے آوارۂ صحرا کا علاج

ولہ

وحشت سے ہجر کے ہے پریشاں مرا مزاج
مت بھول مجکو لے مرے نا آشنا مزاج

دردِ جدائی مجکو ستانے لگا بہت
بے وصل کے دوا سے نہ پائیگا شفا مزاج

تدبیر ہے دوا کی تو پرہیز کر طبیب
فرقت ہے اندنوں ہی بہت بے مزا علاج

یک آن میں ہو دور مرے دلکا عارضہ
آجائے گر دوا پہ مسیحا ترا مزاج

پابند میں بلا میں جو کچھ ہوں سو ہوں مگر
اچھا خدا کرے کہ رہے آپ کا مزاج

لے نامہ لوٹنے پہ کبوتر کے رو دیا
شکر خدا کہ یار ہے ازبس رسا مزاج

آتا چلا ہے جوشِ جنوں کے محیط کو
کب آشنائے ضبط ہو تسلیم کا مزاج

ولہ

مژدہ کی خبر آئی ہے یار کے آنیکی آج
دل پہ ہے میرے خوشی سارے زمانیکی آج

یار کی آمد کا ہے چار طرف غلغلہ
آئی ہے شاید گھڑی ملنے ملانیکی آج

آہ میں ہوا ہجر کی غم سے نہ ہم رہیں گے
آئی ہے ساعت اگر ہنسنے ہنسانیکی آج

زلف کی زنجیر کو تاب جو دیتے ہیں وہ
ملتی ہے شاید سزا دلکے لگانیکی آج

سن تو لئے تم خبر مجھکو بہت ملتے میں
کہئے یہ صورت ہے کیا مجھکو رلانیکی آج

دل نے کہا غم نہیں حسرت و ماتم نہیں
طرز بہانیکی ہے اشک بہانیکی آج

اوج پہ دلبر کی ہے جلوہ گری لیبری
فکر ہے تسلیم کو عشق نبھائی آج

ردیف دال

ولہ

یار چہرہ پہ سے کاکل کو اٹھایا شاید
ابر سے ماہِ منور نکل آیا شاید

خونِ تمکیں جو جراحت سے ہی جاری تاٹل
تیغ کو آب نمک میں ہے بجھایا شاید

ہوتی رخصت ہے جو رو رو کے چمن سے بلبل
صبح پیغام خزاں آنے کا آیا شاید

فرحت دل کا جو چہرہ سے پتا ملتا ہے
رات بھر وصل سے لذت ہے اٹھایا شاید

بے سبب دل جو تڑپتا ہے مرے سینہ میں
صاحب حسن کوئی ہوتا ہے پیدا شاید

دخل جس جا پہ فرشتوں کے گماں کو بھی نہیں
دل میں انساں کے وہ خود آپ سمایا شاید

غل جو کرتے ہیں بہت آج عنادل تسلیم
گلبدن سیر گلستاں کو ہے آیا شاید

ولہ

اندنوں رہتی ہے اکثر مجھے دلدار کی یاد
کر دی بیمار مجھے نرگس بیمار کی یاد

رخنہ انداز جگر ہے مژہ یار کی یاد
قتل کرتی ہے مجھے ابروے خمدار کی یاد

جوں کتاں چاک گریبانِ جگر ہوتا ہے
جبکہ آتی ہے مجھے چاند سے رخسار کی یاد

ابر تر کرتی ہے رو رو کے جو دامان میں
شاید آتی ہے مرے چشم گہربار کی یاد

جاں بلب درد جدائی سے ہوا جاتا ہوں
کیا ستم ہے مجھے آتی نہیں بیمار کی یاد

گر چھٹی وطن رنج و محن میں بھی جائے
عندلیبوں کو قفس میں بھی ہو گلزار کی یاد

ایسی فرقت سے ہو تسلیم کو جب تشنہ لبی
اکثر آتی ہے اسے شربت دیدار کی یاد

ولہ

دل میں خدا کی یاد ہے دم میں خدا کی یاد
یادِ خدا خوشی میں ہے غم میں خدا کی یاد

دکھتا ہے انکو عیش نہیں [illegible] پر نظر
رہتی ہے جنکو دیر [illegible] خدا کی یاد

شکوہ نہیں ہے شکر ہے جنکو شب [illegible]
یاد [illegible] خدا کی یاد

پھولیں پھلیں خوشی سے نہ حسرت ہے [illegible]
آتش [illegible] باغ [illegible] خدا کی یاد

تسلیم [illegible] ایک اگر یاں [illegible]
ہم میں خدا کی یاد ہے ہم میں خدا کی یاد

ولہ

ردیف رائے مہملہ

طالب حسنِ جمالِ یار کچھ انصاف کر
عشق کے صیقل سے آئینہ کو دل کے صاف کر

ہے ترے [illegible] کو نہیں ملتا سراغ آشنا
گو سفر تا زندگی بس قاف تا قاف کر

گر تجھے افسانہ [illegible] حاصل ہے دو دن کیلیے
بے عمل تسلیم اپنے علم کا مت لاف کر

ولہ

یاد مجھے [illegible] تم واد یا بیداد پر
پر عمل [illegible] ہے آپ کے ارشاد پر

شوق میں [illegible] ہو کر شگفتہ
ثمر ہاں ہو [illegible] سرو شمشاد پر

ہو گیا برباد [illegible] دم میں [illegible]
تخت اڑتا تھا سلیمان کا جو دوشِ باد پر

جو ہوا فانی [illegible] کا اندیشہ کبھی
کون پیچھے ڈالتا ہے کشور برباد پر

درد دل [illegible] تسلیم غم
پہلے [illegible] اکثر [illegible]

ولہ

یار رہتا ہے [illegible] حال [illegible] اکثر
آگ برساتے ہیں یاں دیدۂ گریاں اکثر

دیکھتا ہوں جو [illegible] میں بہار سنبل
یاد آتی ہے تری زلفِ پریشاں اکثر

پان کھانے کا ہوا شوق جب سے پیدا
بس بنتے ہیں تمہارے دردمنداں اکثر

غنچے گل ہوتے ہیں گل خاک میں ملجاتے ہیں
ناسمجھ ہے یہی حالت دوراں اکثر

ظلم مجھ پر جو کیا سر بہ گریباں ہے فلک
جو بدی کرتا ہے ہوتا ہے پشیماں اکثر

اپنے مقصد سے نہیں گرچہ چلے جاتے ہیں
برہمن دیر کو کعبہ کو مسلماں اکثر

دل کو جو پایا دو عالم کو وہ پایا تسلیم
کرتے خاتم سے تھے تسخیر سلیماں اکثر

ولہ

کون جاتا ہے عدن کو کوئی جاناں چھوڑ کر
چاہتی ہے وحشت کہ بلبل گلستاں چھوڑ کر

اے جنوں گر کچھ تصرف اس تری وحشت میں ہے
کھینچ دامن یار کا میرا گریباں چھوڑ کر

سربلندی سے گزر عزلت نشینی کر قبول
سیپ میں قطرہ ہو گوہر ابر نیساں چھوڑ کر

ہاتھ جو کھینچا توکل سے پریشاں ہو گیا
چاک کرتا ہے گریباں طفل داماں چھوڑ کر

کیا عجب تسلیم گر ہوں نازنیناں بیوفا
روح بھی جاتی ہے اک دن جسم انساں چھوڑ کر

ولہ

زاہد کا آب اور ہے عاشق کا تاب اور
روزہ نماز اور ہے چنگ و رباب اور

ناصح سنوں میں کسکی عمل کس میں کروں
ارشاد دل کا اور ہے حکم کتاب اور

روز جزا۔ سزا و جزا ہیں بجا مگر
بخشش کا نکتہ اور ہے امر حساب اور

بارش کو میری اشک سے نسبت کہاں ہے
آب سحاب اور ہے یہ خون ناب اور

تسلیم زہد و عشق فنا گرچہ ہیں مگر
وہم سراب اور ہے حسن حباب اور

ولہ

دل کو کرتا ہے مکدر جو ہے تن میں غبار
گھر میں جاتا ہے جب آتا ہے آنگن میں غبار

خاکساری مری اتنی تو بھلا کام آئی
کہ لپٹا ہے کبھی یار کے دامن میں غبار

پاکدامن کو بھی تہمت ہے کدورت کر دے
وہم کا جب اٹھے سینۂ بدظن میں غبار

مصقلہ ہوتا ہے پھر اور صفائی کے لئے
ابر رحمت سے ہے ... گرد ... دل
دل کو خطرہ کی مسافت سے بچاؤ تم تسلیم
تیرہ کر دیتا ہے جب آتا ہو گلشن میں غبار

ولہ

اِنَّہٗ اَوَّل اِنَّہٗ آخر
اِنَّہٗ نور اِنَّہٗ حاضر
ذات سائی صفات ہے ظاہر
وہی حاضر ہے اور وہی ناظر
جلوے وحدت کے جید لگتا ہو
ایک ہے ایک بہتر اور نادر
جیسا آئینہ میں ہو شخص و عکس
وہی منظور ہے وہی ناظر
جیسا اے صاحبو نظر والو
وہی اندر ہے اور وہی باہر
جیسا اے معرفت کے مشتاق
وہی باطن ہے اور وہی ظاہر
جیسا اے طالبانِ حق جو
وہی غائب ہے اور وہی حاضر
جیسا اے واقفانِ ذات احد
وہی اول ہے اور وہی آخر
مشق الہام و قلب اے تسلیم
وہی مذکور ہے وہی ذاکر

ولہ

یہی سچ ہے کہوں خالق افعال کے اسرار
ہے جسکے ہر یک فعل میں ہر نکتہ مزہ دار
ہے دیدۂ خوابیدہ کہیں یہ کہیں مصروف
ہے دیدۂ نادیدہ کہیں دیدۂ بیدار
نمرود کو تھا حکم کہ کر مشتعل آتش میں
آتش کو فرمان کہ فی الفور ہو گلزار
منصور کو تھا حکم کہے جا تو انا الحق
اور دونکو اشارہ تھا کہ اسکو کرو دار
مرنے کو کیا پردۂ افعال و فاعل
اور ہمکو کہا فاعتبروا یا اولی الابصار
خود کہتا ہے ... ہو ... تم
ہمکو ہے ارشاد کہ لا تدرکہ الابصار
... رہو تم تسلیم ... یہاں ... رکا

ولہ

کبھی [illegible] دیکھنے آئے تمہیں [illegible]
کبھی [illegible]

[illegible] دم کے گئے کرتے ہیں [illegible]
[illegible]

نہ سمجھو [illegible] کہ ہم یادِ ہواری ہیں
[illegible] ہم [illegible] کالی [illegible]

کبھی ہم زاہد [illegible]
کبھی ہم [illegible] سر [illegible]

کبھی [illegible] ہیں [illegible] ہم [illegible]
[illegible] ہو کر شیم [illegible] ہو کر

ہے کس قدر یہ آزادی کہ دنیا سے ہمیش [illegible]
تہ [illegible] دن کے سوا [illegible] کسی کا [illegible] ہو کر

زمانہ کو ملا دی خاک میں گردش تری [illegible]
کبھی تو خود بھی اے فلک پیر کہن ہو کر

دکھایا دل نے منزل [illegible] ہمیں کیا کیا مجھ کو
دعا سے رہنما ہو کر دغا سے راہزن ہو کر

کبھی ہم [illegible] کے [illegible] میں گئے [illegible]
کبھی ہم ہاتھ سے دل چھوڑ دیتے ہیں پرِ فن ہو کر

کبھی عارض کے بچولوں [illegible] گلستاں میں اپنا
کبھی [illegible] نہیں بس جاتے ہیں ہم مشکِ ختن ہو کر

کبھی ہیں [illegible] [illegible] کبھی [illegible]
کبھی ہم برق تجلی میں شعلۂ آہ زن ہو کر

ولہ

جو خود نما نہیں ہوتے خدا نما ہو کر
کروں نہ سجدہ اگر آئیں وہ خدا ہو کر

جو لوگ عبد نما ہیں خدا نما ہو کر
ہیں خاکساری میں پوشیدہ کیمیا ہو کر

خدا کو یاد جو کرتے ہیں بے ریا ہو کر
صفت میں عبد کے ہیں شانِ کبریا ہو کر

حضور میں جو تمنا گئی دعا ہو کر
خدا کا شکر پلٹ آئی مدعا ہو کر

خدا نمائی سے مقبول ہو گیا منصور
خراب ہو گیا فرعون خود نما ہو کر

الست سن کے بلے جو کہے ہیں برزخ میں
زباں پہ لاتے ہیں آ کا لفظ لا ہو کر

ق

فنا ازل سے ابد تک نہیں کسی شے کو
جو کہتے مرتے ہیں جلتے نہیں ہیں ہو کر

مثال شمع جسم اور بعبارت الٰہی
بقا میں رہتے ہیں [illegible] کو فنا ہو کر

ق

ضرور ہی دانا نہیں سمجھو گے عالم میں	خدا کہاتے ہیں وہ مظہر انا ہو کر
اگرچہ شک ہے تجھے زاہد تو خود نہیں جاہل	کہے گا تو بھی وہی خود سے آشنا ہو کر
خدا کے دوست بتاتے ہیں عاصیوں کیلئے	رہیں گے سایہ فگن رحمتِ خدا ہو کر
جو آشنا ہوا وہ بیگانگی سے دور رہا	قریب ہو گیا بیگانہ آشنا ہو کر
مرے ہماری بلا موت سے ہو تسلیم	بقا میں آ گئے ہم ذات میں فنا ہو کر

ولہ

ذات کی ہستی ہر ہر شئے میں روح سی تن میں دائر و سائر
ہے وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی باطن ہے وہی ظاہر
جسم میں دل اور دل میں روح ہے روح میں خفی اور تو ہے خفی میں سِر
سِر میں ہے ذات اور ذات ہے دل میں دائر و سائر سائر و دائر
نورِ وجودِ ذات الٰہی ہستیِ کل ہے نا متناہی
پردہ دوئی کا دل سے اٹھا دے۔ ایک ظہور اور سب ہیں مظاہر
لا ہے مقامِ احدیت اے دل ہستی سالک جسکی ہے منزل
نقطِ اِلٰہ وحدتِ کامل جوہر آربع جس سے ہیں ظاہر
دو ہیں ادھر کو برزخِ اعلیٰ دو ہیں ادھر کو برزخِ اسفل
علم و وجود اسرارِ بواطن۔ نور و شہود انوارِ ظواہر
اِلّا اللہ ہے تیسرا درجہ واحدیت سے ہے جو سمجھے
رنگ صفت میں ہو گیا پیدا نورِ کلام و سمع و بصائر
دیکھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ ارواح امر کا عالم جس سے ہے پیدا
پھر ہے رسول اسرارِ مثالی جس سے ہے یہ ترتیب عناصر
بعد ہے اللہ نورِ شہادت مظہرِ قدرت موجدِ صنعت

رونقِ اشیاء ہے مظہر اسما فاعلِ کُل اور شانِ آثر
یار جو نکلا بعینہٖ بدلتا تنزلِ ناسوت آن کے پہنچا
کل ہے مجالی ایک ہے جلوہ پردہ بہ پردہ طرز نوادر
گرچہ ہے ہر ایک پردۂ جاناں خاص ہے لیکن پردۂ انساں
پردہ ہے بندہ پردے میں سبحان ہووے اگر وہ آپ باہر
علم نزولی سے بھی سالک پر ہیں عروجی اور سالک
کلمہ کی کل میں کیوں تو ہے جبلے کل جہہ ہیں یہی کلمہ کے ضمائر
ممتنع عارفِ باطن - باطنِ ظاہر واجب و ممکن
چار عروجی ہیں یہ مساکن گنجِ خفی کے خاص ذخائر
خلعتِ انساں پہن کے آیا تا بہ شہادت جلوہ بتایا
پایا وہی جو آپ کو پایا باطن و ظاہر غائب و حاضر
آپ کو شوق اب چاہئے عارف تا ہو عیاں اسرار معارف
دم سے تو پہلے اپنے ہو واقف
سیر الٰہی خاص ہے انساں شوق اگر ہے وصل ہے آساں
مرنا جینا پھر تو ہو یکساں غیر
نفس بشر کا نفس خدا ہے وہ نہ جدا ہے یہ نہ جدا ہے
سر میں انا کی دیکھو صدا ہے پر ہے ساقف
شوق اگر ہے رہ سے لگا دوں سیر عروجی سہل بتا دوں
روحتے دلوں کو پل میں ہنسا دوں ہے یہ فقیر
گوش کو باندھ اور چشم کو باندھ اور سب کو باندھ اور ذکر میں گم ہو
اعمیٰ ہو سالک بکم ہو صمم ہو پھر تو یہاں مذکور ہے ذاکر

ہوگئی ندا یہ دل سے پیا پیے کرن ہو زنبو کچھ ہے رہی ہے
پھر تو انا الحق بولنے لاگے اپنے خود نکلے آپ ہو باہر

وید سے دم سے دل سے ہوا آگہ ذکرِ خدا کر تو گہ و بیگہ
دیکھ عروجی صاف ہے یہ رہ اور ہیں ذکر میں اس کے نظائر

بیٹھتے اٹھتے کھاتے پیتے جگتے سوتے ہنستے روتے
دید کو رکھ انوار کے ناظر دل کو رکھا کر ذکر میں حاضر

شوق اگر ہے راہِ خدا کا پیر وہی تو راہ نما کا
سخت ہے یہ رہ کھٹکا ہے ہر جا ہارے گئے اکثر ہیں مسافر

جو کہ ہیں عارف حال کے عاشق ہیں ہوا اور قال کے عاشق
ہیں وہ مگر سہ وال کے عاشق جسکا اشارہ کرتا ہوں ذاکر

دید سے ناظر دم سے حاضر دل سے ذاکر فکر صفت میں
آپ ہیں محمود آپ ہیں حامد آپ ہیں مذکور آپ ہیں ذاکر

آپ ہیں مسجود آپ ہیں ساجد آپ ہیں معبود آپ ہیں عابد
آپ ہیں غائب آپ ہیں حاضر آپ ہیں منظور آپ ہیں ناظر

جلوۂ حق تسلیم ہے سب میں خود ہے سبب آپ سبب میں
آپ ہی سب اور آپ ہی ناظر ایک نظر اور لاکھ مناظر

ولہ

یار ہنس ہنس کے رُلاتا ہے کروں کیا تدبیر
چھُپ کے چھپ اپنا بتاتا ہے کروں کیا تدبیر

میں دیکھوں تو وہ دیکھے مجھے جب میں دیکھوں
ہنس کے منھ اپنا چھپاتا ہے کروں کیا تدبیر

نعمتِ وصل سے غیروں کو بنا کر مسرور
خونِ دل مجھکو پلاتا ہے کروں کیا تدبیر

تیغ ابرو سے کبھی چاہِ زنخداں سے کبھی
مارتا اور جلاتا ہے کروں کیا تدبیر

بات کرتا ہوں تو رکتا ہی رہوں گر خاموش
پھر کر فتنہ اُٹھاتا ہے کرون کیا تدبیر

میں تڑپتا ہوں مگر وہ مرا دلدار کبھی
نہ بلاتا ہے نہ آتا ہے کرون کیا تدبیر

دانۂ خال بتا طائرِ دل کو تسلیم
دامِ کاکل میں پھنساتا ہے کرون کیا تدبیر

ولہ

بس اسے دل بیقرار بس کر
پیدا کوئی اپنا ہم نفس کر

چل یار سے ٹکٹکی لگائیں
کب تک رہے ماسوا میں پھنسکر

گر تجکو ہے طیر کی تمنّا
جلدی سے شکستہ یہ قفس کر

بُستانِ جگر کو ابرِ دیدہ
سرسبز کیا برس برس کر

کر اس سے طلب اسیکو تسلیم
تو دل سے نہ غیر کی ہوس کر

ولہ

ردیف زاء معجمہ

ہے عین کبھی غیر پہ مرتا نہیں ہرگز
دل اپنا تمنا سے گزرتا نہیں ہرگز

جو عارف کامل ہے بجز فعلِ حقیقی
جرأت وہ کسی کام میں کرتا نہیں ہرگز

گر ظلم ہو یا رحم ہو عارف بجز اپنے
الزام کسی اور پہ دھرتا نہیں ہرگز

جو محو ہوا نورِ حقیقت میں عزیزو
دنیا کا کوئی کام سدھرتا نہیں ہرگز

تسلیم عجب چشمۂ دل ہے کہ رہے تنگ
دیدار کے سیلاب سے بھرتا نہیں ہرگز

ولہ

گو دیر و حرم ستمگار پہ کر سکتے نہیں ہرگز
پر عشق سے ہم اپنے گزر سکتے نہیں ہرگز

کیا عشق ہے سواج کہ دریا جگر کے
دو چشمے ہیں دو چشم کہ بھرتے نہیں ہرگز

یہ عشق کا مقتل ہے کہ شمشیر ادا سے
حاصل جو شہادت کئے مرتے نہیں ہرگز

تا صبح نہ ذرا صدمۂ محشر سے کہ عاشق
گر ٹوٹے فلک سر پہ تو ڈرتے نہیں ہرگز

گو عشق سے تسلیم پریشان ہو طبیعت
شانہ سے کبھی بال بکھرتے نہیں ہرگز

ولہ

دیدار کا ہے دیدۂ منتظر ہنوز
آتا نہیں ہے پر مرا دل پر نظر ہنوز

نسخہ بدل بدل کے مسیحا دیا مجھے
جاتا نہیں مگر مرا دردِ جگر ہنوز

شاید خزاں کے آنیکی پہنچی ہے کیفیت
آتی نہیں چمن میں نسیم سحر ہنوز

کیونکر جگر نہ داغوں سے الفت کی ہو کباب
آتش جہانیں حسن کی ہے تیز تر ہنوز

غفلت میں شب گئی نہیں اندیشہ صبح کا
پیری میں بھی تو مرگ سے ہے بیخبر ہنوز

تدبیر زور و زر سے بہت کچھ کیا مگر
آتا نہیں ہے بر میں مرا سیمبر ہنوز

تسلیم گرچہ موسم جوشِ بہار ہے
شاخ مراد پر نہیں لائی ثمر ہنوز

ولہ

نہیں دنیا اگر ہے ادنا چیز
کب سمجھتے ہیں اسکو اعلیٰ چیز

گر بصیرت ہے طالبو تمکو
ہستیٔ حق ہے دیکھو جملہ چیز

جسکے دیکھے سے دید کا ہو لطف
ہے وہی دو جہاں میں عمدہ چیز

ہستیٔ ذاتِ حق نہو جس میں
زاہدا کوئی ایسی بتلا چیز

ذکر اللہ کا کرے تسلیم
عمر بھر کے گناہ کو ناچیز

ردیف سین مہملہ

ولہ

عبرت آباد ہے یہ عالم فانی افسوس
کھو نہ غفلت میں دو دن کی جوانی افسوس

تپ فرقت سے سب لخت جگر سوکھ گیا
نہ ملا یا کبھی دیدار کا پانی افسوس

اے رفوگر تجھے مژگان کی قسم جاناں سے
کھائے ٹانکا نہ کبھی زخم نہانی افسوس

روتے روتے میں ہو رشک زلیخا لیکن
نظر آتا نہیں پر یوسف ثانی افسوس

زخم پر مرہم کافور نہ رکھے تسلیم
مٹ نہ جائے کہیں قاتل کی نشانی افسوس

ولہ

جاتی ہے دل سے اس کے جیتے تک کہیں ہوس
دیدار دیکھ پاؤں تو پھر کچھ نہیں ہوس

کیا کچھ ہو مرتبہ جو خدا کی ہو آرزو
دنیا کی جس طرح سے رہے دل نشین ہوس

دیکھو تو غور سے یہ تواضع کا ہے سبب
کرتے ہیں آسماں کی جو اہل زمیں ہوس

رو دے فراق تن میں اگر روح کیا عجب
دو دن کے ہمنشین کی کرے ہمنشیں ہوس

تسلیم کس طرح کرے دنیا کی تا حیات
اپنے خدا کو چھوڑ کے انجام بیں ہوس

ولہ

قدر ہر چند نہیں کچھ مری دلدار کے پاس
پھر بھی کہتی ہے وحشت کہ تو چل یار کے پاس

زخم الفت کا جگر پر میرے ہوتا نہ کبھی
تیغ ابرو کی نہ ہوتی جو ستمگار کے پاس

طاعت خشک سے جنت تک تو گئے جا زاہد
آشنا اور غلام اور ہے سردار کے پاس

کیوں نہ ہو قابل آویزہ گوش رحمت
جمع گر گوہر آنسو ہوں گنہگار کے پاس

نہیں بے دیدگی تسلیم حلاوت دم کی
لطف ہے جنبش مضراب ہو جب تار کے پاس

ولہ
ناتمام

جو لوگ با خدا ہیں وہی ہیں خدا شناس
بے آشنا کے ہو نہ کوئی آشنا شناس

مطلوب کا وصال ہے اے طالبو محال
صادق نہ جب تلک ہو طلب میں ریا شناس

جاں کندنی کی آگ میں جلنے سے سہل ہے
دریا میں ڈوب جائے اگر نا خدا شناس

ردیف ضاد

ولہ

بیدل نہ رکھے وہ کب بوعلی سینا سے غرض
ہو وے بیمار کو اپنے مسیحا سے غرض

دوستو گلشن جنت میں ہو وے نہ کبھی
عاشق قامت دلدار کو طوبیٰ سے غرض

عارفوں کو بھی ہے جلوۂ دیدار خدا
گرچہ محسوس ہے پر ہو وے نہ اشیا سے غرض

جب نہ ہو بزم میں ساقی تو نہ ہو عاشق کو
مے سے میخانہ سے اور ساغر و مینا سے غرض

کفر و اسلام میں پیدا ہے اسی کا جلوہ
نہیں تسلیم کو کعبہ سے کلیسا سے غرض

ردیف عین

ولہ

جب فدا ہونے کو آئے دیکھکر پروانہ شمع
خانۂ فانوس میں چھپ کر کرے پروانہ شمع

دیکھکر جلتا ہے تجکو سر بزم اے صنم
تیرے چہرہ پر ہوا شاید کہ ہے پروانہ شمع

پانی پانی ہو رہا شاید ہے رعب حسن سے
دیکھکر تجکو جو ٹھہرا ہے بے تابانہ شمع

ذکر کی کثرت سے پیدا ہو تجلی قلب میں
ہو گا روشن کریگا خانۂ ویرانہ شمع

عشق میں اور حسن میں تسلیم اکثر لاگ ہے
دل ہو پروانہ اگر ہو صورت جانانہ شمع

ردیف غین

یار جب محفل میں غیروں کی کرے روشن چراغ ۔ دل مرا جلتا ہے حسرت سے درونِ تن چراغ
تیرے آتے ہی ہوا مائل روئے کا خورشید و ۔ ہر گل و لالہ سے گو روشن کیا گلشن نے چراغ
دور منہ سے کر نقاب اے شمع رو کب تک حیا ۔ ہے اندھیرا گر کرے فانوس کو ممکن نہیں
وصل کی شب تا کہیں بیدار رکھیں ہیں اسیر ۔ گل کیا کرتا ہے اکثر وہ بتِ بدظن چراغ
شمع رو کے قتل کرنے کا ہے پروانہ سبب ۔ ورنہ رکھتا کون عاشق کے سرِ مدفن چراغ
قطرۂ خونِ جگر یوں چشمِ تر کے گرد ہیں ۔ جیسے رکھے ہوں لبِ تالاب پر روشن چراغ
انکی رحمت کا ہے بس تسلیم پرتو حشر میں ۔ ہو گیا جنکا تبسم از پئے سوزن چراغ

ردیف فا

ولہ

جادہ پیما تھی صبا صبح جو صحرا کے طرف ۔ حال پوچھا تو کہی بلبل شیدا کے طرف
ق
مژدہ لیجاتی ہوں گل کا کہ بہار آئی ہے ۔ تا وہ پرواز کرے گلشنِ خضرا کے طرف
کہدے احوال مرے دردِ جگر کا جا کر ۔ اے نسیم سحری جلد مسیحا کے طرف
کیا میخانہ میں کل چشم شائی ساقی ۔ بے اجازت جو نظر میں مینا کے طرف
ہے قسم بھولے بھی تسلیم کبھی منہ نہ کرے ۔ تشنہ لب شربتِ دیدار کا دریا کے طرف

ولہ

دل مرا مائل ہے جاناں کی زنخداں کے طرف ۔ پھر چلا یوسف عزیزو چاہِ کنعاں کے طرف
آجکل شاید بہار آئی گلستاں کے طرف ۔ ہاتھ لیجاتی ہو وحشت پھر گریباں کے طرف
جب تصور عارضِ گلگوں کا ہوتا ہے مجھے ۔ دل اڑا جاتا ہے جوں بلبل گلستاں کے طرف
شبنم خوں سے پھولا ہے ہمارا لالہ زار ۔ دیکھ ابرِ بہاری چشمِ گریاں کے طرف

[illegible] نخوتِ جگر [illegible] توڑتی ہیں سکڑوں
توڑتا ہے دم میں یکسر جوشِ جنوں زنجیر کو
[illegible] ہے رخسا جب تسلیم آجاتے ہیں یاد

دیکھتا ہوں جب کمانِ ابرو کے مژگاں کی طرف
دل کھنچا جاتا ہے اس زلفِ پریشاں کی طرف
دیکھکر روتا ہوں اکثر ماہِ تاباں کی طرف

ولہ

ہر چند جان اپنی کئے ہم نثار صاف
ظاہر ہے ان کے چہرہ سے دل کا غبار صاف
ابرو لگا رہے ہیں جو خنجر کا وار صاف
کیا پوچھتے ہو دل کے تڑپنے کا ماجرا
جب چار دیدہ ہو گئیں پردہ کی آڑ سے
تسلیم رخ ادھر کو نہ پھیریں تو کیا کریں

دل کینہ ور نہ ہم سے ہوا زینہار صاف
ہوتے ہیں گرچہ مصلحتاً بار بار صاف
مژگاں چلا رہے ہیں جگر پر کٹار صاف
خود منھ پر کہہ رہی ہے مری چشمِ زار صاف
تیرِ نظر جگر کے ہوا آر پار صاف
ہستی کا جب ظہور رہے بے اعتبار صاف

ولہ

دیکھتے دیکھتے کیا ہو گئے رمضان شریف
دل کے غنچے جو کھلے گل سے تھے کملائی گئے
ہیں پریشان کفِ افسوس کو ملتے ملتے
چھوڑ ہم خاک نشینوں کو پریشانی میں
ذکر کے کا جو ادا یاد رکھو اس کے عدد
انتظاری میں ہمیں چھوڑ برس تک تسلیم

روزہ داروں سے جدا ہو گئے رمضان شریف
باغِ دنیا سے ہوا ہو گئے رمضان شریف
طائرِ رنگِ حنا ہو گئے رمضان شریف
راہیِ ملکِ سما ہو گئے رمضان شریف
بے شبہ روزِ جزا ہو گئے رمضان شریف
تیس دن جلوہ نما ہو گئے رمضان شریف

ردیف قاف

کہوں میں کس سے بجز یار داستانِ فراق
ولہ
کہ کھینچتا ہے دہن سے زبان بیانِ فراق

ہلال ابروسے مہ رو کہاں نظر آئے — عزیز و اندنون کج رو ہے آسمانِ فراق
طبیب درد کی تشخیص کر رہا ہے عبث — عیاں ہے خود مرا دیوانہ پن نشانِ فراق
تلاش وصل کے مرہم کی ہے مسیحا سے — جگر میں ٹوٹ گیا جب سے ہے سنانِ فراق
جگر فگار دن سے تسلیم سے حسینوں کو — وفا کے واسطے شاید ہے امتحانِ فراق

ولہ

نہ ہووے دل کہیں پابستۂ بلائے فراق — رہے نہ کوئی اس عالم میں مبتلائے فراق
رہے ہمیشہ ہم آغوش دلبر وحشت — ہوا جو عاشق دل سوز آشنائے فراق
دوا سے کیوں نہ ہو نازش فغاں کے عیسیٰ — رکاب شہب خاطر میں جب ہو پائے فراق
طبیب دیکھکے عاشق کی نبض کو یہ کہا — بجز وصال صنم کے نہیں دوائے فراق
جگر کو تھام کے امید ہاتھ سے مت چھوڑ — وصال یار ہے تسلیم انتہائے فراق

ردیف کاف

ولہ

ہے یار کے آنے کی خبر یار مبارک — مشتاقوں کو دلدار کا دیدار مبارک
آتی ہی کہا دید مبارک تو کہا میں — آنکھوں کو میری چاند سے رخسار مبارک
سوتا رہا غفلت میں شب و روز مگر آج — جگنے کی ہے شب دیدۂ بیدار مبارک
تو میرا یگانہ ہے تو میں تیرا یگانہ — خوش وقت ہے دلدار کو دلدار مبارک
دلدار کہا ڈال کے زلفوں کو گلے میں — تقریب شب وصل ہے ۔ سو بار مبارک
میں نے کہا پھر آپ ملو گے تو کہا ہاں — میں تم کو مبارک ہوں مرا اقرار مبارک
تھی میری نظر فضل پہ خوش ہو کے وہ بولا — رحمت تجھے اے میرے گنہگار مبارک

میں تیرا مسیحا ہوں تو بیمار ہے میرا ہو میرا قدم تجکو اسے بیمار مبارک
رحمت کی نظر سے مجھے دیکھا تو کہا دل تسلیم کو تسلیم کا دلدار مبارک

ولہ

یاد رکھو ارشاد خدا کا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ
پایا اُسے جو آپ کو پایا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

ذاتِ بشر ہے جوہرِ مطلق آئینہ دربن تن ہے زیبق
عکس ہے روح اور شخص ہے مولا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

چاند سے کالی رات ہے روشن شمع سی جون مشکوٰۃ ہے روشن
نفس بشر ہے ذات کا پردا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

کل میں ہے ذات اور ذات میں کل ہے گل میں ہے بو اور بو میں گل ہے
گر ہے ہوس حل ہو یہ معمّا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

کہتے ہیں جسکو عین العالم صورتِ حق ہے صورتِ آدم
کیا ہے کہو تسلیم یہ عقدا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

ولہ
چار مصرعی

لَیْسَ لِدَائِیْ اِلَّا دَوَاکَ لَیْسَ دَوَائِیْ اِلَّا شِفَاکَ
لَیْسَ وَلَائِیْ اِلَّا وِلَاکَ لَیْسَ رَجَائِیْ اِلَّا رَجَاکَ
اَنْتَ سَمِیْعٌ اَنْتَ عَلِیْمٌ اَنْتَ بَصِیْرٌ اَنْتَ کَلِیْمٌ
اَنْتَ کَرِیْمٌ اَنْتَ حَلِیْمٌ اَنْتَ قَدِیْمٌ لَا مَا سِوَاکَ
تو ہے مصوِّر ہم ہیں مصوَّر تو ہے مقدِّر ہم ہیں مقدَّر
تو ہے مسخِّر ہم ہیں مسخَّر اَللّٰہُ اَکْبَرُ رُوْحِیْ فِدَاکَ

حاضر توئی ہے ناظر توئی ہے / باطن توئی ہے ظاہر توئی ہے
اوّل توئی ہے آخر توئی ہے / لا ابتدا اک لا انتہا اک
سب ہیں فقیر اور تو ہے تونگر / سب ہیں حقیر اور تو ہے قوی تر
تسلیم احقر بندہ ہے کمتر / محتاج مت کر عمّن سوا اک

ردیف لام

ولہ

ہم درد کون ہے جو کہوں داستانِ دل / واقف نہیں کوئی کہ بتاؤں نشانِ دل
جو اپنا آشنا ہے دلِ جانِ جانِ دل / وہ خود ہے میزبانِ دل و میہمانِ دل
خلوت کدہ ہے دل کا جو سنتے ہیں لامکاں / کہتے ہیں جسکو عرش وہ ہے آستانِ دل
کشتی ہمارے شوق کی پہنچے گی ایک روز / کھل جائے فضلِ حق سے اگر بادبانِ دل
ممکن نہیں کہ ظلمتِ غفلت سے ہو نجات / تاباں نہ جب تلک ہو مہِ آسمانِ دل
کیا کیا جواہراتِ گرامی لگیں گے ہاتھ / قسمت سے آئے ہاتھ کسی کے جو کانِ دل
لب باندھ گوش باندھ اور آنکھوں کو بند کر / سننے کی گر ہوس ہے کلامِ زبانِ دل
ہو جائے پہلے مرحلہ ہمارے بیخودی / منظور ہے کسیکو اگر امتحانِ دل
ہوگا کبھی نہ لشکرِ خطرات کا گزر / تسلیم دیدہ کو جو کرے پاسبانِ دل

ولہ

ہوگا جو لامکاں سے مقابل مکانِ دل / دیکھیں نہ لامکاں کو مگر آستانِ دل
واقف خدا کی ذات کے ہیں واقفانِ دل / شانِ کریم یاد دلاتی ہے شانِ دل
بھولے سے بھی کریگا نہ جنت کی آرزو / جو کوئی دیکھ لے چمن بے خزانِ دل

جسمی حسب نسب سے تعلق نہیں اُسے ہے ذاتِ حق سے سلسلۂ خاندانِ دل
کیونکر کریں نہ شکر ادا اہلِ معرفت دل میہماں تن کا ہے تن میہمانِ دل
تسلیم کس سے عرض کروں دل کا ماجرا بے اہلِ دل کے کون سنے داستانِ دل

ولہ

جب درد آشنا ہوا آشنائے دل بے آشنا نہیں ہے جہاں میں دوائے دل
گر اسکی آرزو ہے کرو دلکی پیروی نعمت نہیں ہے اور بشر میں سوائے دل
واقف ہوں خاص و عام حقیقت سے ذات کی آئے زباں پہ میری اگر ماجرائے دل
سولی چڑھا نہ روک سکا جوشِ عشق کو منصور کو تھا گرچہ بلا انتہائے دل
کیا فائدہ علاج مسیحا سے ہو مجھے تسلیم جب ہے دردِ محبت دوائے دل

ولہ

ہے عرض تجھ سے اے امیر حاجت روائے دل بر لا کرم سے اپنے مری مدعائے دل
فریاد رس نہیں ہے سوا تیرے جب کوئی یارب کہوں میں کس سے مرا ماجرائے دل
روشن ہو یک نظر میں شبستانِ کائنات تاباں ہو گر فروغِ چراغِ ضیائے دل
شکرِ خدا کہ عشق کی منزل کو طے کیا جب حسن دلربا کا ہوا رہنمائے دل
حاصل ہو کیا عجب ہے دو عالم کی خسروی تسلیم جس کے سر پہ ہو ظلِ ہمائے دل

ولہ

یاد آتی ہے مجھے زلفِ پریشان آجکل ہے مرا جوشِ جنوں زنجیر جنباں آجکل
بلبلو مجھکو نہیں گلشن کی ارمان آجکل سرخ ہے خونِ جگر سے میرا داماں آجکل
بلبلو نکا گلعذاروں کا ہے یک مجمع یہاں رشکِ گلشن ہے بہارِ کوئی جاناں آجکل
فکر کرو اُنکی نہ بھول اس پر کہ چند روزہ ہے اعتبارِ عرصۂ نیرنگِ دوران آجکل
ڈوبتے تسلیم صدہا ہیں عزیزِ مصرِ دل حسرتِ کنعاں ہے کیا چاہِ زنخداں آجکل

ق

بستاں تو کہ ایں شانے ترا داد — ہو اللہ الاحد یا غوث اعظم
مدد فرما کہ از فضل الٰہی — نویدے در رسد یا غوث اعظم
تشفع لیس فی الدنیا والعقبیٰ — سواک لی فقد یا غوث اعظم
ہے تسلیم اندنوں از بس پریشان — مدد فرما مدد یا غوث اعظم

ولہ

قدرتِ کبریا ہیں ہم جامِ جہاں نما ہیں ہم — صورتِ دلربا ہیں ہم جلوۂ آشنا ہیں ہم
درد نہیں دوا ہیں ہم رنج نہیں شفا ہیں ہم — جور نہیں وفا ہیں ہم خوف نہیں رجا ہیں ہم
حسن ہیں ہم ادا ہیں ہم ناز ہیں ہم جفا ہیں ہم — عشق ہیں بلا ہیں ہم بند ہیں ہم قبا ہیں ہم
نغمہ سرا ہیں شوق سے غنچہ کشا ہیں شوق سے — طرزِ صبا ہیں شوق سے گلشن خوش فزا ہیں ہم
گر ہے نقب کی آرزو تو کش سے ملا دو تسلیم کو — سب ہے اُسکی گفتگو کچھ نہیں کون کیا ہیں ہم

ولہ

چارہ گر ہم درد ہم بیمار ہم — عشق ہم دلدار ہم دیدار ہم
کشورِ توحید میں بے تخت و تاج — شاہ ہم دیوان ہم دربار ہم
شہرِ وحدت میں گذر جب سے ہوا — مشتری ہم جنس ہم بازار ہم
بے انا الحق کے ہوا حق میں گم — ہوگئے منصور ہم اور دار ہم
وحشت میں تسلیم اور گلزار میں — خار بے گل ہم گل بے خار ہم

ولہ

دردِ دل ہم نبض ہم نباض ہم بیمار ہم — دور ہم دوار ہم باکار ہم بے کار ہم
کعبۂ توحید میں بتخانۂ تشبیہ میں — کفر ہم اسلام ہم تسبیح ہم زنار ہم
ملک وحدت کے سفر میں مرحلہ در مرحلہ — راحلہ ہم راہبر ہم راہ ہم رفتار ہم
عینیت غیریت ہے از رہِ عقل و یقین — دور ہم نزدیک ہم مجبور ہم مختار ہم

لا الہ کی راہ سے تسلیم الا اللہ سے
نفی ہم اثبات ہیں ہم انکار ہم اقرار ہم

ولہ

ہیں جبتک ہاتھ چاک اپنے گریباں کو کرینگے ہم
گریباں گر نہو چاک اپنے داماں کو کرینگے ہم

سرشک سرخ سے گلزار داماں کو کرینگے ہم
برنگ برگ گلدستہ گریباں کو کرینگے ہم

نہو یاد الہی سے اگر جمعیت کامل
تو پھر کیا رکھکے اس جان پریشاں کو کرینگے ہم

وہ دل لیتے ہیں دل کی جا پر خود آپ بیٹھے ہیں
فراموش اپنے دل سے کب یہ احساں کو کرینگے ہم

وہ مختار دل آزاری ہیں ہم مجبور خاموشی
ادب منظور ہے کب شور و افغاں کو کرینگے ہم

اگر ہم بت پرستی کے مزے سے آشنا ہونگے
حوالے کفر کے یکروز ایماں کو کرینگے ہم

غم دلبر کو جب دل میں اتارے ہیں تمنا سے
تو کیا تسلیم بیدل اپنے مہماں کو کرینگے ہم

ولہ

ستم کو ان کے سمجھتے ہیں ہم بجائے کرم
کہ یار و فا کے لئے ہے جفا بجائے کرم

بجائے خار سر غنچۂ جزا اُگیں
چلے گی وحشت معاصی میں جب ہوائے کرم

رہینگے سایہ میں آسودہ معصیت والے
بلند ہوگا قیامت میں جب لوائے کرم

گنہگاروں کو دوزخ میں روک رکھیں گے
ادھر حیائے معاصی ادھر حیائے کرم

ہیں عدل کے لئے اعمال نیک دنیا میں
مگر ظہور گناہوں کا ہے برائے کرم

وہ آشنائے الہی دین و دنیا میں
جو لوگ ہوتے ہیں تسلیم آشنائے کرم

ولہ

آشنا ہوتا ہی وہ جب آشنا ہوتے ہیں ہم
آشنائی میں نہیں معلوم کیا ہوتے ہیں ہم

ہم وہ سجدے میں نہیں کہتے خدا ہوتے ہیں ہم
لفظ الا اللہ کا پہلے ہی لا ہوتے ہیں ہم

لوگ کہتے ہیں کہ دنیا سے فنا ہوتے ہیں ہم
سب غلط ثبوت ہوتے ہیں بقا ہوتے ہیں ہم

ہم بجا آرزو سے باغباں ہیں بلبلو
گل نہیں جو ہوتے ہیں گلشن میں صبا ہوتے ہیں ہم

خود نمائی کا تجلی میں بہت ماتا نہیں
مثلِ شبنم دیدۂ حیرت سے ہوتے ہیں ہم

عبدیت معبودیت کے رنگ میں آئی ہے ڈوب
جب خودی سے بیخودی میں مبتلا ہوتے ہیں ہم

کل ہماری شان و شوکت دیکھ لیں گے زاہدو
عشق میں گو آج رسوا جا بجا ہوتے ہیں ہم

کیوں ہمارے دل کو ہو نفع و ضرر کا امتیاز
دو بلا ہوتے ہیں خود دفعِ بلا ہوتے ہیں ہم

ہیں جو مایوسِ حصولِ نشانِ تقرب و ثنا
تیرہ بختوں کے لیے بالِ ہما ہوتے ہیں ہم

پائے آزادی جب اندر جولانِ زلفِ دوتا
بند یہ حیرت ہے تعلق سے رہا ہوتے ہیں ہم

اختیاری جبر ہے بے اختیاروں کے لیے
اللہ اللہ صرف تسلیم و رضا ہوتے ہیں ہم

ولہ

ویرانۂ دل ذکر سے آباد کرو تم
تا یاد کرے تم کو خدا یاد کرو تم

ناحق کوئی تم پہ کرے ظلم کرو صبر
اللہ سے اپنی طلبِ داد کرو تم

راحت میں کرو شکرِ خدا دل سے زبان سے
تکلیف میں اللہ سے فریاد کرو تم

خواہش ہے کہ گر تم سے محبت کرے اللہ
غیروں کی محبت سے دل آزاد کرو تم

فرماؤ گے کتنا یہ پریشانی کے جلے
تسکین کا ایک لفظ تو ارشاد کرو تم

غیروں کو ہنساتے ہو رلاتے ہو مجھے کیوں
ہم داد کے طالب ہیں نہ بیداد کرو تم

صاحب کی خوشی گر تمہیں منظور ہے تسلیم
رنجیدہ جو تم سے ہیں انہیں شاد کرو تم

ولہ

لذت اٹھاؤ راہ محبت میں آ کے تم
دیکھو خدا کا پیار ذرا دل لگا کے تم

ہر ایک سے زجاج ہے روشن ہے نورِ حق
آنکھوں سے اپنی دیکھ لو پلکیں اٹھا کے تم

ہستی کا ایک روز ہے کیا منھ بتاؤ گے
صاحب کو بھول جاتے ہو بندے کہا کے تم

ذکرِ خدا میں رہتے ہنسی اور خوشی کے ساتھ
پچھتا رہے ہو کاہے کو آنسو بہا کے تم

تسلیم گر ہوس ہے کہ مولا ملے
کانوں سے جان کے سنو باتیں خدا کے تم

ولہ

بے بدل تم جو ہوا کرتے ہو کیا ہو بیٹھے ہم — [illegible] ہو بیٹھے ہم
جی میں آ گئے جو [illegible] — [illegible] ہم
بد زبانی نہیں [illegible] — [illegible] ہو بیٹھے ہم
سخت کو نرم کریں [illegible] — [illegible] ہم
رستے والوں کو منزل کا بتا دیں تسلیم — [illegible]

ولہ

جسے اپنی آنکھوں سے دیکھا کرو تم — خدا کی تجلی [illegible] کرو تم
جو چاہو کرو تم ہو کوئی [illegible] — مگر [illegible] ساتھ [illegible] کرو تم
خدا سے اگر دوستی ہے تو سب کو — نگاہِ محبت سے دیکھا کرو تم
اگر نفس سے اپنے لڑنے ہو آؤ — نشان اپنی ہمت کا بالا کرو تم
اگر بھید کھل جائیں روح القدس کے — عجب کیا ہے کارِ مسیحا کرو تم
خدا سے اگر دوستی چاہتے ہو — خدا سے محبت تو پیدا کرو تم
براتی بنو دیکھو تسلیم جلوہ — نظر کو دلہن دلکو دولہا کرو تم

ولہ

کیا پردہ ہے کہ پردہ میں رکھتے ہیں ہم کو ہم — پردہ سے دیکھ لیتے ہیں اپنے صنم کو ہم
الفت کا توشہ ساتھ ہے اور غم رفیق ہے — جس روز سے کہ چھوڑ رہے ہیں ملکِ عدم کو ہم
ٹوٹے دلوں کی قدر ہے جس آشنا کے پاس — پردہ میں دل کے رکھتے ہیں درد و الم کو ہم
کل میں اسی کا نور ہے جز میں اسی کا نور — اپنی نظر میں رکھتے نہیں بیش و کم کو ہم
جب ہو چکے ہیں بندۂ بے دام آپ کے — لطف و کرم سمجھتے ہیں جور و ستم کو ہم
اللہ اپنے قبضہ میں رکھتا ہے ہم کو یوں — رکھتے ہیں اپنے ہاتھ میں جیسے قلم کو ہم

کس منہ سے نیک و بد کو بھلا اور برا کہیں
جب غیر جانتے نہیں دیر و حرم کو ہم

ہر حال اٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے
شب یاد رائگاں نہیں کرتے ہیں دم کو ہم

رکھتے ہیں مغفرت کا وسیلہ بروزِ حشر
تسلیم آہِ سرد کو اور چشمِ نم کو ہم

ولہ

کھاتے ہیں جبکہ ناوکِ نوکِ نظر کے ہم
تنگ آگئے ہیں درد سے زخمِ جگر کے ہم

باطن کا عیش فکر میں ظاہر کے کھو دئے
افسوس رہ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہم

خلوت کا [illegible] تماشیاں گر
نکلے کبھی نہ قید سے دیوار و در کے ہم

بیدار [illegible] شر و رگڑو ر
ہوتے نہ معتقد جو دعا کے اثر کے ہم

تسلیم کیوں نہ دل کو جلا دیں بحسنِ شوق
شمعِ جمالِ یار کا پروانہ کر کے ہم

ولہ

نازاں [illegible] نشان پہ ہم
سمجھے کونسے مقام میں آئے کہاں پہ ہم

جبتک تھے مقید زندانِ پستِ خاک
کیا سیر و طیر دیکھتے تھے لامکان پہ ہم

اب یاں تلک ہے عجز کہ خاکِ نیاز سے
پہنچے نہ فکر سے بھی کبھی آسمان پہ ہم

منزل فنا کی دور نہ سمجھو قریب ہے
ہیں جب سوار اشہبِ عمرِ رواں پہ ہم

اپنے وطن کو چلنے کی کچھ فکر کیجئے
شب باش ہیں عزیز و مسافر یہاں پہ ہم

ذات و صفت کا مجملہ کر دینگے پل میں صاف
آجائیں صاف اپنے اگر امتحان پہ ہم

سنتے نہیں صدائے جرس تک بھی حیف ہے
نازانِ اعتماد تھے جس کارواں پہ ہم

سمجھے جب اس چمن کی حقیقت نہیں ہے
شاکی و شاکر اپنے بہار و خزاں پہ ہم

تسلیم جب سے حرفِ دوئی ہم مٹا دئے
رکھتے کبھی نظر نہیں نفع و زیاں پہ ہم

ولہ

مناجات

میری دعا ہے ہر وقت ہر دم یارب ارحم یارب ارحم

کر دُور دل سے سب رنج اور غم یارب ارحم یارب ارحم
الحمد للہ والشکر للہ اللہ اللہ اللہ اللہ

ہو ذکر میرا بے کیف و بے کم یارب ارحم یارب ارحم
تر دامنی سے شرمندہ تر ہوں شرم گنہ سے خستہ جگر ہوں

رکھ زخم دل پر رحمت کا مرہم یارب ارحم یارب ارحم
غرقاب عصیاں ہوں میں الٰہی موجوں پریشاں ہوں میں الٰہی

شرمندگی سے ہوں چشم پرنم یارب ارحم یارب ارحم
صدقہ سے تیرے پیارے نبی کے سردار جو ہیں سارے نبی کے

رکھ دل کو میرے خوش وقت و خورم یارب ارحم یارب ارحم
جب موت ہو وے دست و گریبان نزع روان کو کر مجھ پہ آساں

ہو کی صدا سے نکلے مرا دم یارب ارحم یارب ارحم
احمد احد میں جو میم دل ہے پردہ اُسیکا تسلیم دل ہے

جو کچھ ہو تم ہو کیا ہیں کدھر ہم یارب ارحم یارب ارحم

ولہ

یک بوسہ تمہارے لب شیریں کا صنم ہم
تسنیم سے کوثر سے سمجھتے نہیں کم ہم

بے آپکے دیدار کے آنکھیں نہ کھلینگی
کھاتے ہیں صنم آپکی آنکھوں کی قسم ہم

بیجا جو سوکر و عذر کا کس منھ کو ہے یارا
جب آپکے ہیں بندۂ بے دام و درم ہم

وہ ضعف کا عالم ہے کہ ہم بیٹھے جہاں ہیں
اُٹھ سکتے نہیں خاک سے جوں نقش قدم ہم

کھل جائیگی ہر شیخ و برہمن کی حقیقت
ہو جائینگے جب پردہ کش دیر و حرم ہم

کیا سیر چمن کیجئے ہے کسکو تمنا
خود رکھتے ہیں سینہ میں گلستان ارم ہم

دل تنگ ہے حادثہ کے حلقے سے تسلیم
چلتے کہ کریں سیر گلستان قدم ہم

ردیف نون

کیا کیا مزہ داری ہے نہاں ذکرِ خدا میں　　دم ذکر میں دل ذکر میں جاں ذکرِ خدا میں
ہے آرزو صدقہ سے رسولِ عربی کے　　دل یادِ خدا میں ہو زباں ذکرِ خدا میں
تسکین ہے راحت ہے تسلی ہے خوشی ہے　　آتی ہے پریشانی کہاں ذکرِ خدا میں
تشویش نہ کچھ فکر نہ کچھ رنج نہ آفت　　ہے دلکو میسر امن و اماں ذکرِ خدا میں
دولت کی حکومت کی ہوا لیکے کریں کیا　　ذرہ سے بھی کمتر ہے جہاں ذکرِ خدا میں
منزل کو پہنچ جاسے تو راحت ہے مزہ ہے　　حق راہ سے یہ عمرِ رواں ذکرِ خدا میں
ہے آرزو تسلیم کہ جب یاد کرے وہ　　دم نکلے مرا وجد کناں ذکرِ خدا میں

ولہ

شوقِ دیدار کا الفت سے رہے گر دل میں　　کیوں نہ بس جائیگی پھر صورتِ دلبر دل میں
جسکو کہتے ہیں عداوت وہ ہی نہو دل میں　　جسکو کہتے ہیں محبت وہ ہے جوہر دل میں
اسکے دیدار کے طالب ہوں نہ کیونکر آنکھیں　　ڈالدے عشق اگر خالقِ اکبر دل میں
شوقِ دیدارِ الٰہی کا اگر ہو پیدا　　ہے وہی دولتِ دارین بہتر دل میں
مدتوں سے جسے میں ڈھونڈ رہا تھا تسلیم　　اللہ اللہ وہ ہوا مجکو میسر دل میں

ولہ

کسیکا جلوہ جو دیکھا تمھاری صورت میں　　بشکلِ آئینہ وارفتہ ہوں حیرت میں
برنگِ بلبلِ تصویر ہو گیا خاموش　　جو دیکھا رنگ نیا گل رخوں کی رنگت میں
یہ صورت اور ہے پردے میں خوبصورت اور　　شباہت اور ہے دلدار کی شباہت میں
نظر نہ آئے کبھی اسکو صورتِ عشرت　　خدا کو یاد جو کرتا رہے فراغت میں
وصالِ شاہدِ وحدت سے کیوں نہو مسرور　　بپا کرے جو مئے ذکر بزمِ کثرت میں

عیادت ... بیت ... ہو ... آ کر
ارا ہے ... کی ... کی ... میں

قو ... کسی ... دم
بستر ... نہیں ہے ... کی ... میں

ہوئی ہے ... نکہت ... کی دماغ میں
دا ... بستی نہیں ... دماغ میں

سر ... میں ... بس
... بستی دماغ میں

دیتا ... ہے ... دلوں کو ... دماغ
اور ... دلوں کو دیتا ہے بستی دماغ میں

... کیا ... کشور ...
وحشت کی بہ ... بس گئی بستی دماغ میں

تسلیم میں جو ... گراں بہا
دیوانگی کی جنس ہے سستی دماغ میں

ولہ

دیکھی شاید ہے کہیں اس گل نے کا گل باغ میں
پیچ کھاتی ہے سیہ مستی سے سنبل باغ میں

گر نہیں آمد خزاں کی ہے تامل باغ میں
کیوں نہیں وا غنچہ منقار بلبل باغ میں

اشک ... کبھی دل کی حرارت ...
سر ... ہے وہ آتش گل باغ میں

ہے بہار زندگی افسوس ... کی ...
کھل گیا افسر ... عقدہ ... باغ میں

نالہ بلبل نہیں تسلیم دنیا ... دما
... یارب ... باغ میں

ولہ

صلاحیت ہے گران خواب اس زمانہ میں
خدا شناس ہیں نایاب اس زمانہ میں

کھلا ہے راستہ شر کا ہر ایک شر کے لئے
ہیں بند خیر کے ابواب اس زمانہ میں

ڈوبتے جاتے ہیں مردم محیط غفلت میں
ہنسی سے شرع کے اسباب اس زمانہ میں

شریف نان کو محتاج اور رذیلوں کو
ہے طرہ بر سر خاب اس زمانہ میں

بہشت اہل ضلالت کو کیوں نہو دنیا
کہ کوثر ان کا ہے سرخ آب اس زمانہ میں

لباس اہل عقاوت میں کیوں نہوں تسلیم
چھپے ہوئے اولوالالباب اس زمانہ میں

ولہ

شہر آشوب

ہے لال لسانِ بلبلیں بین میں اندنوں — زاغ و زغن کا شور ہے گلشن میں اندنوں
کیا دور ہے کہ زندے زمین پر ہیں مضطرب — اور مردے بیقرار ہیں مدفن میں اندنوں
جمنا میں ڈوبتے ہیں کوئی دم میں گویا — بدمست ہے کنہیا مہابن میں اندنوں
بدلے میں بوئے مشک کے آتی ہے بوئے شیر — سیمو بوں سک بدلے تھا زمین دامن میں اندنوں
اہل نظر کی آنکھ ہے نرگس سی نیم خواب — جسم زیادہ ہے جامۂ سوسن میں اندنوں
دعوے ہے انکو علم کا نادان ہیں فضل پر — جنکو تمیز بہر دہ ہے اندنوں
محسن کی جان ہے بدن نا دہ شمسہ — عنقا سی بوئے شاہد ہیں اندنوں
یہ بھی ہوا ہے دیکھ سکے آنکھ پیار — کملا رہے ہیں پلکے چھلکے گلشن میں اندنوں
تنشیع کلہ داکو ولمعی ہے عقل کلیم — صورت کا عکس عکس ہے آئینہ میں اندنوں
پانی حیا کا جم نہیں سکتا جبیں پر — گویا وہ ڈوب رہے ہیں آہن میں اندنوں
مردوں کو سار ہے کہ لڑیں جنگ ہم — کرتے ہیں خیز نعرہ زنی رن میں اندنوں
تھے باپ دادے جنکے شریفانہ نطفہ زاد — مکر اور فریب ہیں پڑے فن میں اندنوں
ظاہر میں گو بشر ہیں یہ باطن میں ہیں خبیث — جوہر کی جاے کوٹ ہے معدن میں اندنوں
محتاج ہیں شریف مرفقہ و ذلیل ہیں — اندھیر ہے قلمرو دکھن میں اندنوں
کچھ یاں کا حال ہی نہیں ایسا خراب ہے — پھیلا ہے غدر گردمن و آرمن میں اندنوں
سر سینہ پہ شریفوں کے شرم و حیا ہیں — رگ راستی ہے کمینوں کی گردن میں اندنوں
روٹی حرام خوار دنکو ملتی ہے رائیگاں — ریتی کو پیستے ہیں وہ مطحن میں اندنوں
ناپاک جسم اس پر قبائیں ہیں اطلسی — مخشوش جسم پاک ہے کو سن میں اندنوں

ناپاکیوں پہ لاف زنی فاسقوں کو ہے / دیدان جوں اکڑتے ہیں گر تن میں اندروں
چیلوں کے آشیانے ہیں گلشن میں جا بجا / جھلتے ہیں زاغ شاخِ نشیمن میں اندروں
جو پاک دل ہیں کملی میں کرتے ہیں شکرِ حق / سرکار ہیں لباسِ مُلَوَّن میں اندروں
بد لوگ خندہ زن ہیں جو منت سے بے محل / افسوس ہیں نیک لوگ ہیں تہِ [illegible] اندروں
کیا دیر و کعبہ ایک ہوا ہے جو باہمی / ہے اتفاق شیخ و برہمن میں اندروں
محتاج ہیں شریف تو نانِ جوار کو / سفلے ہیں ڈوبے بحرِ مسمّن میں اندروں
اسلامیت کو چھوڑ کرستان بن گئے / کیا کعبہ سر تہ دونکا ہے لندن میں اندروں
مشکِ ختن میں ہے جو برودت خطا نہیں / گرمی سی پائی جاتی ہے چندن میں اندروں
سفلوں کو کسبیوں سے ہے محبت بشوقِ دل / الفت نہیں ہے مرد میں و زن میں اندروں
کھاتے ہیں مالدار کباب اور شیرمال / حسد یا غریب بھونکتے ہیں سگ میں اندروں
فکرِ حرام بازی ہے یا ہے نقب زنی / پھرتے ہیں بدمعاش جو بزن میں اندروں
رشتہ کبھی پرو سے نہ سُمِّ الخیاط میں / ہاتھی گھسائے دیتے ہیں سوزن میں اندروں
تسلیم دیکھ کر یہ کمینوں کے رنگ ڈھنگ / دل تنگ بس شریفوں کے ہیں تن میں اندروں

ولہ

جو منظورِ اہلِ نظر ہیں نظر ہیں / جو مقبولِ اہلِ جگر ہیں جگر ہیں
جوانانِ اسعد ضعیفانِ امجد / دعائے شبی اور آہِ سحر ہیں
شریعت کے قائل طریقت کے فاعل / ہے بہتر مگر وہ شجر بے ثمر ہیں
اگر مرکزِ علم ہے دائرہ میں / سطول کے چھلے بہت مختصر ہیں
کہا دل نے تسلیم کو یاد رکھو / یہ سب حسن اور عشق کے شور و شر ہیں

ولہ

اے عشق ولولے ہیں مدت سے سر میں ہیں / داغوں سے لالہ زار شگفتہ جگر میں ہیں

صحرا میں بستیوں میں رہیں گردشیں مگر
ہم جنکو ڈھونڈتے رہے وہ اپنے گھر میں ہیں

اول تو دیکھتا نہیں دیکھوں تو اور بھی
صاحب کی لا اُبالیاں میری نظر میں ہیں

رہبر اگر نظر ہے تو دشوار کچھ نہیں
صدہا اگرچہ مرحلے اس رہ گذر میں ہیں

پوچھا مقام روح تو کہنے لگے کہ سُن
ساکن ہمارا جسم ہے اور ہم سفر میں ہیں

تسلیم کیا خریدی رحمت نہیں ہیں ہم
موتی کی کان عاصیوں کی چشم تر میں ہیں

ولہ

نہیں خبر کہ میں ہوں کون اور کیا ہوں میں
اسی وجود میں اپنے کو ڈھونڈتا ہوں میں

نہیں ہے مجھکو ریاضت کی زہد کی مہلت
کہ اپنے کام میں ہر دم لگا ہوا ہوں میں

جو ہووے خاتمہ بالخیر اسکی یاد کے ساتھ
بہشت خود مجھے چاہے اگر نہ چاہوں میں

مشاہدہ میں مری روح کو کریں تحلیل
خدائے پاک سے کرتا یہی دعا ہوں میں

الٰہی گو کہ میں بد ہوں تو کیا نہ بخشے گا
کہ آسرا ترے محبوب کا لیا ہوں میں

محل سرا کا پتہ پوچھتے ہو کیا تسلیم
ابھی تو دل ہی کی گلیوں میں گھومتا ہوں میں

ولہ

اگرچہ دائرۂ عین و غیر میں ہوں میں
مگر ظہور تجلی کی سیر میں ہوں میں

یہ کون جانے سوا سالک اور عارف کے
حرم میں برہمن اور شیخ دیر میں ہوں میں

برا کہوں میں کسے اور بھلا کہوں میں کسے
کہ جب شریک نہ شر میں نہ خیر میں ہوں میں

ہے روح دید میں اور ذکر دل میں فکر کے ساتھ
ہمیشہ دل کو لئے سیر و طیر میں ہوں میں

نظر میں میری ہے تسلیم دید وجہ اللہ
اگرچہ دائرۂ عین و غیر میں ہوں میں

ولہ

کیا ضرور ہے کہ اِدھر اور اُدھر سے دیکھیں
وہی قبلہ ہے نظر ہمکو جدھر سے دیکھیں

بے بلائے جو مجبور ہے نفس میں تن کے
کیسا اڑتا ہے بھلا تیر ترے پر سے دیکھیں

گرچہ شیدا دوائی [illegible] لا ہے نفس سینہ میں
کیا ثمر لیتا ہے آخر یہ شجر سے دیکھیں

گو مجھے دیکھتے رہتے ہیں وہ آتے جاتے
یہ تمنا ہے محبت کی نظر سے دیکھیں

سرخ روئی کی تمنا ہے تو رو کر دیکھو
رنگ چڑھتا ہے اسی خون جگر سے دیکھیں

وہی عارف ہیں - بد و نیک کو یکساں سمجھے
نظر خیر سے دیکھیں نہ کہ شر سے دیکھیں

دیکھ سکتے ہیں یہاں [illegible] تسلیم
حشر کے روز جسے دیدۂ تر سے دیکھیں

ولہ

یہ وطن وہ ہے کہ آرام دوام اسمیں نہیں
یہ سفر اور سفر ہے کہ مقام اسمیں نہیں

نیستی باعث ہستی ہے بنی آدم کو
خود شناسی جو کیا کرتے ہیں نام اسمیں نہیں

ذاکروں کو ہے مناسب کہ تعین جمع کریں
ذکر جو چاہیں کریں کوئی کلام اسمیں نہیں

ذکر کے واسطے ہے عذر عبادت بیجا
چونکہ تعریض صلواۃ اور صیام اسمیں نہیں

بھوکے مرتے ہوئے جو زہد ریا کرتے ہو
زاہد و لذت تقلیل طعام اسمیں نہیں

خود پرستی میں جو کہتے ہو خدا ملتا ہے
وہ نکات اور ہیں تحصیل مرام اسمیں نہیں

پنجگانہ کے سوا ہے جو صلواۃ دائم
یہ وہ طاعت ہے قعود اور قیام اسمیں نہیں

شاہد گرو غیب دم چاہیئے ہر دم رہنا
یہ وہ بے دانہ ہے تسبیح امام اسمیں نہیں

گو شہادت سے گزر عرش بریں جا پہنچا
منزل اور آگے ہے سالک کو قیام اسمیں نہیں

ذکر قلبی نہیں موقوف تعدد تسلیم
دور یہ اور ہے ذرات کا نام اسمیں نہیں

ولہ

وہ کونسا ہے نفع کہ جس میں زیاں نہیں
وہ کونسی بہار ہے جسکو خزاں نہیں

کہدو ہے جنکو دعوئے حسن عمل یہاں
کیا روز حشر محکمۂ امتحاں نہیں

سینہ میں رشک [illegible] تصور ہے جگر
دیکھو تو پاس بار [illegible] کہاں نہیں

پھیر لگر نہ وہ کہیں ہوں کہ دونو جہاں
دل [illegible] نہیں

سوزش ہے دل میں میرے کسیکو نہیں خبر — وہ آگ عشق کی ہے کہ جسمیں دھواں نہیں
بازار حسن گرم ہے تو عشق کی متاع — دنیا میں جنس زہد کچھ ایسی گراں نہیں
تسلیم تم وہ راہ نجاؤ کہ ہے خطر — جس شاہراہ سے کہ رواں کارواں نہیں

ولہ

کوئی ایسا تو ادھر کو بشر آتا ہی نہیں — جسکو درپیش اُدھر کا سفر آتا ہی نہیں
جو کوئی آتا ہے دنیا میں ہوا کھانیکو — موت کے پنجہ سے بچتا نظر آتا ہی نہیں
سیکڑوں عالم دنیا میں ہنر ور ہیں مگر — نہ مریں ایسا کسیکو ہنر آتا ہی نہیں
نیستی کاہے کو ہوتی جو نہ ہوتی ہستی — نفع جب تک نہیں آتا ضرر آتا ہی نہیں
لوگ مرنے پہ جو روتے ہیں تو کہتا ہی فلک — کیا سفر کو جو گیا پھر وہ گھر آتا ہی نہیں
نہیں ممکن کہ جو ہوں موت سے آزاد مگر — دام میں اپنے کوئی بے خبر آتا ہی نہیں
پوچھیں کیا قبر کا احوال کہ کیا کیا گزرا — پر جو جاتا ہے اُدھر پھر ادِھر آتا ہی نہیں
ریختہ ہو کہ رباعی ہو غزل ہو یا فرد — پر بجز عشق کے دل پہ اثر آتا ہی نہیں
آرزو ہے کہ مریں مرنے کے پہلے لیکن — مدعائے دلِ تسلیم بر آتا ہی نہیں

ولہ

دنیا میں زندہ ہوں تو فقط امتحان کو ہوں — شکوہ سے روک رکھا میں اپنی زباں کو ہوں
ہمت ہے وہ بلند کہ جھک کر میں اندکو ہوں — جاتا ہوں لامکاں کو اور آتا مکاں کو ہوں
سننے کو بھی سماعتِ پنبہ گوش چاہیے — لاتا زباں پہ میں سخنِ بے زباں کو ہوں
کیونکر رہوں نہ بلبلِ منقار در بغل — میں دیکھتا بہارِ گلِ بے خزاں کو ہوں
آتا نہیں زباں پہ ادب سے انا احد — سنتا اگرچہ میں یہ صدائے جہاں کو ہوں
کس رنگ میں بھلا لگ کہاں ہیں میرا حال — غیروں کے ساتھ گرچہ میں کہتا بھلی تکو ہوں
بے چشمِ فضلِ حق نہیں تسلیم اعتبار — منظور اگرچہ دیدۂ پیر و جواں کو ہوں

ولہ

مخمس

آج دلبر نظر مجھکو آتا نہیں
پیاری صورت کو اپنی بتاتا نہیں
حرف تسکین لب تک بھی لاتا نہیں
میرے غمگین دل کو سناتا نہیں
ہے اداسی کوئی مجھکو بھاتا نہیں

کیا وہ مجھکو جفا سے ستاتا نہیں
کیا وفا کو بھلا میں نبھاتا نہیں
کیا میں غم اسکی الفت میں کھاتا نہیں
کیا میں آنکھوں سے آنسو بہاتا نہیں
پر سبب کیا ہے رحم اسکو آتا نہیں

آپ اپنی ہیں وحشت سے میں گم ہوں کہاں
کس سے پوچھوں کدھر جاؤں ڈھونڈوں کہاں
دل کی قاصد کو سمجھا کے بھیجوں کہاں
لا کے تسلیم وہیں پھر کریں بھیجوں کہاں
کوئی کیفیت اسکی سناتا نہیں

جب سے اپنا کیا آپ محرم مجھے
کیا عدو نے ہے دم دیکے خورم مجھے
آہ وحسرت کی دولت نہیں کم مجھے
خبر آئے نہ آئے نہیں غم مجھے
جو سنے جو سکے بھی مجھکو بلاتا نہیں

سچ ہے دلبر کہا کیا ہوا ہے تجھے
یہ شکایت بھلا کب روا ہے تجھے
درد میری طرف سے دوا ہے تجھے
غم وہ نعمت ہے آخر ملا ہے تجھے
دل کو تسلیم کیوں تو ستاتا نہیں

ولہ

ہوں گر یہ بلند پست ہو نہیں
اس خاکدے میں پاسے ادب ہے نہیں

مسجد ہو کہ صومعہ ہو کعبہ
معذور رکہ مئے پرست ہوں میں

کعبہ میں مجھے ہے بت پرستی
اور دیر میں حق پرست ہوں میں

بے جام و مئے و سبو و مینا
سرمست مئے الست ہوں میں

جب عشق ہے درد اور مسیحا
بیمار ہوں تندرست ہوں میں

زاہد تو ہے خود پرست حق بین
خود بین ہوں خدا پرست ہوں میں

تسلیم نہ کیجئے حرف گیری
گستاخی معاف مست ہوں میں

ولہ

جب غیر نہیں کوئی تو کیا غیر سے بتلائیں
کیا غیر سے بتائیں تمہیں کیا غیر سے شرمائیں

بے پیر کبھی چلتے ہیں بے پر کبھی اڑتے
یہ سیر سے بتلائیں تو وہ طیر سے بتلائیں

وہ رنگ ہی بے نگ ہی یہ انگ ہی بے نگ
کیا ہم حق و باطل حرم و دیر سے سمجھائیں

دوزخ میں وہی نیش ہے جنت میں وہی نوش
کیا شر سے دکھائیں تمہیں کیا [illegible]

تسلیم اگر جلوۂ محبوب ہے مطلوب
ویدا اسکی تمہیں پائی یا غیر سے بتائیں

ولہ

یا وصف لاغری کہ نہیں برگ کاہ میں
ہر دم کھٹک رہا ہوں فلک کی نگاہ میں

مشک ختن میں رنگ کہاں اسکی زلف کا
عارض سی اسکی تاب کہاں مہر و ماہ میں

تحقیر کسکی کیجئے توقیر کسکی یاں
جب ہے ظہور یار گدا اور شاہ میں

رکھو سالکا تو پائے جگر کو سنبھال کر
خار بلا ہیں تیز محبت کی راہ میں

تسلیم کیوں نہ اسکو دو عالم میں سرخروئی
جو آگیا رسول خدا کی پناہ میں

ولہ

جہاں کی بزم میں ایسا کوئی فسانہ نہیں
کہ جس میں وصف رخ یار کا ترانہ نہیں

سوائے خون دل اور قطرۂ سرشک یہاں
اسیر عشق کی قسمت میں آب و دانہ نہیں

سنبھال نہ ورقِ دل کو ہوائے وحشت سے
کہ بحرِ عشق کا ظاہر کہیں کرانہ نہیں
سوا اسے وصل کے وحشت دور ہو دل کی
جو کہہ رہا ہوں حقیقت ہی کچھ بہا نہیں
جہاں نہیں اسکو مبارک ہو قصد بیت اللہ
کہ جسکے حصہ میں جاناں کا آستانہ نہیں
یہاں ہو یا ہو وہاں سجدہ لو نکو اے تسلیم
سوائے کوئے صنم پھر کہیں ٹھکانہ نہیں

ولہ

جب تو نظر میں گم ہو نظر گم ہو ذات میں
ہو بے صفت بسیم صفت ہر صفات میں
رنگ بہار جلوۂ امکاں ہے اعتبار
سیکش ہو بزم یار کا عیشِ ثبات میں
انکھوں سے اپنے پردۂ غفلت کو دور کر
جلوہ اُسی کے نور کا ہے کائنات میں
یکیہ فہم ہے تو وہم دوئی سے گزر پرے
مت کہہ تو ماسوا یہ نظر شش جہات میں
تسلیم جب خودی سے تو باہر نہیں ہوا
پھر کیا قصور یار کے ہے التفات میں

ولہ

ساقیا عرصہ ہوا محفل میں آتی مل نہیں
کیا سبب ساغر سے مینا مائل قلقل نہیں
ہے چمن نیرنگ لیکن دیکھ بے رنگی کی سیر
گل سے باہر بوئے گل ور بو گل سے گل نہیں
بلبلا گلشن سے ہو جب دست کش فیضِ نسیم
گل نہیں غنچہ نہیں ریحاں نہیں سنبل نہیں
یار جب اپنا نہیں کسکا وطن کسکا مکاں
گل نہ ہو جب بوستاں میں پھر وہاں بلبل نہیں
عین وحدت ہے یہ کثرت غور کر تسلیم تو
گل نہیں بے جز کے گل میں اور بے جز گل نہیں

ولہ

اہل دل کو ناصح استاد کی حاجت نہیں
دل ہے خود ملہم نہیں ارشاد کی حاجت نہیں
زہد سے آغاز حاصل عشق سے انجام ہو
کوہ پہ جب ہو مکاں بنیاد کی حاجت نہیں
ہے بہار بوستاں ہر چند ظاہر دلفریب
پر ہے جب سرو رواں شمشاد کی حاجت نہیں
بحثِ عمر ضیہ ہے علم لسانی کے لئے
پر لدنی علم کو استاد کی حاجت نہیں

لا الٰہ کا ہمیں تسلیم جب رتبہ ملا
ذکر و شغل و فکر اور اوراد کی حاجت نہیں

ولہ

یک رنگ نہیں ہے مرا ہمنشیں کہیں
غمگیں کہیں ہے اور بشاشت گزیں کہیں

کیوں بیقرار ہے دلِ دلدار اندنوں
شاید نظر پڑا ہے جوانِ حسیں کہیں

بزمِ سرور میں جو درخشندگی ہے آج
روشن ہوئی ہے شمع رخ نازنیں کہیں

ہے یہ محال درد جگر کے علاج سے
ہووے طبیب مورد صد آفریں کہیں

سنتا نہ گفتگو تری تسلیم تاحیات
کرتی نہیں کلام کو کرسی نشیں کہیں

ولہ

جب وصل دلربا نہیں آرام جاں نہیں
مہجور کے نصیب سرو جہاں نہیں

گو زہد کو زوال ہے لیکن خدا کے پاس
سعیٔ حصولِ عشق کبھی رائگاں نہیں

نورِ محیط قدس محیطِ نظر نہ ہو
جو اپنے دم قدم کا یہاں پاسباں نہیں

محوِ تلاشِ ذات ہوں نام و نشاں کے ساتھ
ظاہر اگرچہ یار کا نام و نشاں نہیں

الفت میں جسم کا ہے اگرچہ ضرر مگر
تسلیم اپنے مال کا ہوتا زیاں نہیں

ولہ

نگاہ پاکبازانِ عالم دل جمال وحدت کو دیکھتے ہیں
اگرچہ صورت پرست ہستی ظہور کثرت کو دیکھتے ہیں

غضب میں آتا ہے جب وہ دلبر تو صبر کرتے ہیں اہل عرفاں
بجا لاتے ہیں شکر ہر دم جب اسکی الفت کو دیکھتے ہیں

جگر تڑپتے ہیں بیدلوں کے مفارقت میں برنگ بسمل
بشکل آئینہ ہے تحیر جب اسکی صورت کو دیکھتے ہیں

یقین ہے پہنچینگے پائے کوبان خوشی سے منزل کو آرزو کے

جو راستہ ہیں معارفت کے ہزاروں آفت کو دیکھتے ہیں
بزنگ تسلیم نبیکے دل سے ہو دور پردہ دوئی کا یا رب
مجاز رکھیں اگرچہ لیکن تری حقیقت کو دیکھتے ہیں

ولہ

کب ذائقہ ہے خونِ جگر کا شراب میں
لذت ہے لختِ دل کی نہ بھونے کباب میں
شاید کہ آپ ہاتھوں سے اپنی کیا ہی قتل
آتی ہے بوئی برگِ حنا خونِ ناب میں
تاباں جو نور عارضِ گلگوں میں ہی ترے
دیکھا نہ ماہتاب میں نے آفتاب میں
حاصل یہ لطف یار کی ہستی سے ہو عیاں
انجم چمکتے ہیں شفق کے سحاب میں
تسلیم جب میں ہوتا ہوں سائل وصال کا
صادر عتاب ہوتا ہے میرے جواب میں

ولہ

داغ ترے فراق کے دل پہ تہ ابلق سے ہیں
غمزہ طرازیاں تری نقش جلالت سے ہیں
ہو گئے غم سے زرد رو سارے درخت ایکدن
گرچہ ہری بھری چمن پھولوں سے اور پھل سے ہیں
خاک نہیں بشر کو کچھ اپنے نسب کا افتخار
دونوں جہاں میں خوبیاں کچھ نہیں عمل سے ہیں
چاہیں اور کچھ دوا مرہمِ وصل کے سوا
زخمی ناوکِ شرہ غمزہ بے بدل سے ہیں
رنگِ تغزل ہے میاں تس سے ملاکے تسلیم کو
سمجھنگے کیوں نہ بہرہ ور جو کہ تری غزل سے ہیں

ولہ

منظور اگر خدا کو جدائی ہو کیا کریں
یہ شرط ہے کہ شرطِ محبت ادا کریں
آہ و فغان و حسرت و افسوس درد و غم
دلبر تمہارے ہجر میں کیا کیا کیا کریں
گر مجکو آپ اپنا سمجھتے ہیں جاں فدا
پھر کیا ضرورت آپ سے جو التجا کریں
کب دور دورِ فرقتِ دلبر ہو ہے وصال
سو سو طرح سے گرچہ دعا اور دوا کریں
دشنام دیویں سخت کہیں لیکن اہلِ دل
بد دل جو کچھ کہیں وہ خوشی سے سنا کریں

ہمکو نہیں ہے شکر و شکایت سے کام کچھ
ہر چند آپ [illegible] ایا [illegible] کریں
تسلیم اہل دل کو ہے لازم رضا [illegible]
جو کچھ ہو [illegible] کریں [illegible] آشنا [illegible]

ولہ

یاد جب حسنِ خداداد کیا کرتا ہوں
[illegible] شور [illegible] آزاد [illegible]
چاند سا رخ ترا جب یاد کیا کرتا ہوں
چاندنی دیکھ کے فریاد کیا کرتا ہوں
در بدر ہر چند ہوں آنکھوں سے تصور ہے مگر
دلِ ناشاد کو میں شاد کیا کرتا ہوں
آسماں بھی نظر آتا ہے دھواں سا مجھکو
آہ جب لے ستم ایجاد کیا کرتا ہوں
پانی پانی ہے مگر دل کو بنا کر پتھر
صبر سے موم کو فولاد کیا کرتا ہوں
آہ کے سرو کو آزاد و موزوں [illegible]
اسے سرو قد [illegible] شمشاد کیا کرتا ہوں
جبکہ خوں ریزی سے برباد جگر ہی تسلیم
کشورِ چشم کو آباد کیا کرتا ہوں

ولہ

ہر چند بیاں کرنیکی طاقت ہی زباں میں
پر مطلب الفت نہیں آتا ہے بیاں میں
برسات کا ساماں ابھی ہو جائے مہیا
تاثیر یہ باقی ہے ابھی آہ و فغاں میں
آنکھوں کا جو کچھ حال ہے دلکا بھی وہی ہے
الفت ہو حسینوں کو حسینوں کی جہاں میں
بتلائینگے ہم اپنی حقیقت کو عزیزو
گم نام و نشاں جبکہ ہوئے نام و نشاں میں
تسلیم بجز صحن حریم دل انساں
پایا نہ مکاں اسکا کہیں کون و مکاں میں

ولہ

غیرتِ عشق کبھی آہ میں اور اف میں نہیں
سادگی میں جو تکلف ہے تکلف میں نہیں
حسن کو آپ کے دیکھا جو بچشم الفت
کونسا دل ہے کہ حسرت سے تاسف میں نہیں
جان بھی جائے تو ہرگز نہ لگانا دل کو
ان حسینوں سے وفا جنکی تالف میں نہیں
ناز کے غمزہ کے شوخی کے کرشمہ کے سوا
کون کہتا ہے کہ حسن آپکا یوسف میں نہیں

اس زمانہ میں ہوا تجربہ ہمکو تسلیم
جو کہ بیگانوں میں الفت سے وہ ہم کفت میں نہیں

ولہ

یاد کر جب دلربا کو سینہ بھر لاتا ہوں میں
دل نہیں لگتا کسی صورت سے گھبراتا ہوں نہیں

بے ترے دیکھے نہیں ہوتی تسلی زینہار
دلکو کس کس طور سی ہر چند بہلاتا ہوں نہیں

بادہ جو اس بے حجابی تک ہوئی میلی نہ آنکھ
پاکدامانی پہ تیرے غش ہوا جاتا ہوں نہیں

گرمیٔ فرقت سے گو خشکی رگ و ریشہ میں ہے
پر جگر کے خون سے آنکھوں کو ترساتا ہوں نہیں

شربتِ دیدار کے بدلے ہی خونِ دل نصیب
دلربا کے وصل کا بھوکا ہوں غم کھاتا ہوں نہیں

کیوں نہو رنگیں دلِ شیدا کا گلشن بیدلو
بارش خوں ابر سے آنکھوں کے برساتا ہوں نہیں

خود بخود وارفتگی تسلیم حاصل ہے مجھے
رشتۂ الفت کا وابستہ جو کہلاتا ہوں نہیں

ولہ

غیر ممکن ہے جو اجرا حکمتِ قدرت نہیں
گر وہ چاہے تو ابھی ہو جائے بر عادت نہیں

جبکہ ہر دشمن سے غفلت شیوۂ فطرت نہیں
نفس جو وہ دشمن ہے اپنا قابلِ مہلت نہیں

بارِ نازِ نازنیناں دوشِ دل پر ہے گراں
ناتوانی سے یہاں تک بھی مجھے طاقت نہیں

حسن جب پردے سے خلوت کے وفا سے دور ہی
عشق کو صورت نہیں ہے جب نہیں الفت نہیں

عالمِ فرقت میں دل وحشت سے گھبرانے لگا
کیا کریں تدبیر۔ دم لینے کی بھی فرصت نہیں

رنج و راحت پر نظر تسلیم ہستی کے نہ رکھ
کام جو مختار کے ہیں خالی از حکمت نہیں

ولہ

کبتک آراستہ ہستی کی دکانوں کو کریں
استراحت کی جگہ چلئے ٹھکانوں کو کریں

بیخبر اپنے سے پر اس سے خبردار ہیں ہم
ہم وہ دیوانے ہیں دیوانے سیانوں کو کریں

ہم سنائیں گے تمھیں از خدا کی باتیں
قابل سمع سخن پہلے تو کانوں کو کریں

ہے چال حسینان جہاں کی الٹی
دوست بیگانوں کو بیگانے یگانوں کو کریں

کبھی ٹھنڈا جگر ان کا نہیں ہوگا تسلیم
گرچہ پیوند زمیں سوختہ جانوں کو کریں

ولہ

قسم ہے نور کی دیوانہ تیرے نور کا ہوں
نہ حور کا ہوں میں طالب نہ میں قصور کا ہوں

یہ عبدیت ہی کہ قائل جو میں قصور کا ہوں
یہ اصلیت ہے کہ بانی جو میں غرور کا ہوں

مرا ہی دل مجھے بس ہے مگر مثالِ کلیم
نہ مستمند تجلیِ کوہ طور کا ہوں

میں جب سے اپنے کو غائب کیا ہوں آنکھوں سے
ہر ایک نگاہ میں ناظر ترے حضور کا ہوں

نہ سمجھو یارو یہ پردیس میں مجھے محتاج
بہت بڑا ہوں وطندار گرچہ دور کا ہوں

میں جب تلک تھا وہاں آمرِ ملائک تھا
یہاں جو آیا ہوں مامورِ کل امور کا ہوں

نظر میں جب سے ہے تسلیم یار کی صورت
نہ شبکو ماہ کا ناظر نہ دن کو حور کا ہوں

ولہ

بت پرستی میں جو اسلام سے باز آیا ہوں
اے بتو تمکو خدا جانے میں کیا سمجھا ہوں

آپ ہی آپ ہیں جو کچھ ہے قسم آپکی ہے
کیا حقیقت مری میں کون ہوں اور میں کیا ہوں

جلوۂ طور ہر اک شے میں نظر آتا ہے
یک نظر جب سے میں دیدار ترا دیکھا ہوں

غیر اپنے کو جو سمجھوں تو رکھوں آپکو دور
آپ خورشید ہیں بالفرض تو میں سایا ہوں

ہے یہی الفتِ کامل کی نشانی تسلیم
چاہتے وہ تو ہیں غیروں کو میں انکو چاہا ہوں

ولہ

تمھاری تیغِ نگہ سے جگر فگار ہوں میں
تمھارے دردِ محبت سے زار زار ہوں میں

نہیں ہوں میں تو تمھارے ہی اختیار میں ہوں
عجب یہ ساز ہے مضراب تم ہو تار ہوں میں

دل و جگر کو تو پہلے ہی تم نے چھین لیا
نثار تم پہ کروں کیا کہ خود نثار ہوں میں

عزیزو تمکو جو رونا مرا رلاتا ہے
یہ کسکی دردِ جدائی سے بیقرار ہوں میں

ہوا ہوں اس گلِ عارض کا جب سے دیوانہ
ہزار رنگ سے کیا غیرتِ بہار ہوں میں

دیکھے بھید کی باتوں کو کہہ نہیں سکتا
کہوں تو شرع کا یارب گنہگار ہوں میں
[illegible] ہے کس رنگ میں ہوں میں تسلیم
اگرچہ خلق میں مصروف کاروبار ہوں میں

ولہ

[illegible] از فقہ ہوا رشید آجہاں میں
معلوم نہیں کون ہوں میں آپ کہاں ہوں
جس دن سے سبک روح کیا عشق نے مجھکو
آزاد ہوں پر آپ ہی اپنے پہ گراں ہوں
ہیں تو کا تماشا ہے فقط لطف مجازی
یہ نام اُسیکا ہے میں بے نام و نشاں ہوں
[illegible] دل ہے ہے تو سوزش ہے جگر میں
گہ گریہ کناں اس لئے گہ آہ کشاں ہوں
[illegible] گا یکروز وطن کو
جب ہم سفر قافلۂ عمر رواں ہوں

ولہ

[illegible] مرداں خدا باتیں
کہ ہیں زبان مقالی ہے وہ جدا باتیں
[illegible] کاتب اعمال
زبان حال کرتے ہیں آشنا باتیں
شراب سخن کا فرشتوں کو بھی نصیب نہیں
کہ اولیا کی سمجھتے ہیں اولیا باتیں
[illegible] بھی یہ طرز پائی جاتی ہے
وفا کی ہم سے جو کرتے ہیں آشنا باتیں
ہے آرزو [illegible] روح کی لذت
کہو زباں سے کچھ اے میرے دلربا باتیں
[illegible] و حیا بامو
ہیں کسقدر بھرے دلبر کی باصفا باتیں
سوا خدا کے جو کرتے ہیں گفتگو تسلیم
مجھے بھی بھاتی نہیں ایسی بے مزا باتیں

ولہ

[illegible] دل سے جو کوئی ذکر خدا کرتے ہیں
نفس امارہ کو پہلو سے جدا کرتے ہیں
[illegible] جو کرتے ہیں خدا کی باتیں
اہل افلاک تمنا سے سنا کرتے ہیں
ذکر میں ہوتی ہے گرمی تو فرشتے اکثر
بال و پر اپنے ہلاتے ہیں ہوا کرتے ہیں
جان و دل نذر جو کرتے ہیں خدا پر [illegible]
حق محبت کا محبت سے ادا کرتے ہیں

جو نہیں بھولتے اللہ کو دم بھر تسلیم
زندگانی میں وہی لوگ مزا کرتے ہیں

ولہ

در وا خودی سے اپنے بیزار ہیں جو ہم ہیں
اور بیخودی کے ہاتھوں لاچار ہیں تو ہم ہیں

ہیں کاروبار ذاتی بیکاری صفاتی
مجبور ہیں تو ہم ہیں مختار ہیں تو ہم ہیں

گہ حق کی گفتگو سے گاہے سزا کی رو سے
منصور ہیں تو ہم ہیں اور دار ہیں تو ہم ہیں

گلشن میں سالکانہ صحرا میں وحشیانہ
گر پھول ہیں تو ہم ہیں اور خار ہیں تو ہم ہیں

توشہ ہے ذکر باری منزل ہے روح جاری
گر راہ ہیں تو ہم ہیں رہوار ہیں تو ہم ہیں

ہے عاشقی صفاتی معشوقیت ہے ذاتی
بیدل جو ہیں تو ہم ہیں دلدار ہیں تو ہم ہیں

محفل میں میکشوں کی عزلت میں صوفیوں کی
گر مست ہیں تو ہم ہیں ہشیار ہیں تو ہم ہیں

نفی خودی سے اپنی اثبات ذات حق سے
انکار ہیں تو ہم ہیں اقرار ہیں تو ہم ہیں

تسلیم سالکوں میں مجذوب جا تو نہیں
خوابیدہ ہیں تو ہم ہیں ہشیار ہیں تو ہم ہیں

ولہ

یار میرا مرے نزدیک ہی اور دور ہو نہیں
وصل ہوتے یہ تماشا ہے کہ مہجور ہو نہیں

پاس میرے ہے دوا میں ہوں دوا کا طالب
اور مسیحا مرے پہلو میں ہے رنجور ہو نہیں

کوئی عابد نہ عبادت سے کہا یا معبود
شکر ہے ذکر سے اللہ کا مذکور ہو نہیں

شان تیری ہے ہر اک شے میں جو کچھ ہے تو ہی
کون ہوں کیا ہوں اگر ہوں بھی معذور ہو نہیں

ہے ادب بندوں کو درکار وگرنہ تسلیم
خیر و شر میں وہی مختار ہیں مجبور ہو نہیں

ولہ

وہ ممتاز ہیں زمرۂ دلربا میں
کرشمہ میں غمزہ میں ناز و ادا میں

فرشتوں سے بڑھ کر ہے رتبہ ہمارا
اگر صرف ہو عمر یاد خدا میں

نسیم سحر غنچے دل کے ہیں کھلتے
کہاں ایسی تاثیر باد صبا میں

خبر کاتبانِ عمل کو نہیں ہے
جو اسرار ہیں آشنا آشنا میں

نہیں شکر و شکوہ خدا دوستوں کو
فنا میں بقا میں جفا میں وفا میں

نہ حاصل ہو بیمار کو تندرستی
نہو ربط جبتک دوا میں شفا میں

ہے بندہ وہی جو رہے زندگی میں
خوشی خورمی سے خدا کی رضا میں

ہے تسلیم صاحبدلوں کا طریقہ
دعا ابتدا میں رضا انتہا میں

ولہ

آؤ ادھر جانِ من دل کے سنو کچھ سخن
یار سے گر ہے لگن اچھا ہے دیوانہ پن

رنج نہیں غم نہیں حسرت و ماتم نہیں
راحتِ دل کم نہیں گر ہو خدا سے لگن

دور تباہی کرو یادِ الٰہی کرو
حشر میں شاہی کرو دیکھو بہارِ عدن

خسروِ ملکِ بقا کیوں نہ ہو مردِ خدا
یاد میں جب ہیں فنا نفس و دل و جان و تن

آپ سے ہو کر جدا دیکھو گے نورِ خدا
بند کرو تم ذرا دیدہ و گوش و دہن

ناز و ادا ہے کہیں جور و جفا ہے کہیں
مہر و وفا ہے کہیں یار کے دیکھو چلن

خوش ہے دل بے مراد روح بھی ہے شاد شاد
آتا ہے تسلیم یاد ہمکو سفر میں وطن

ولہ

بے پردہ نورِ حق ہے کشادہ نظر نہیں
ذرہ میں آفتاب ہے واقف بشر نہیں

غم میں خوشی میں شکر میں شکوہ میں روز و شب
وہ بیخبر ہوں اپنی بھی مجھکو خبر نہیں

مجبور ہیں کہ معرفتِ حق نہیں ہمیں
ورنہ ہماری آہ میں کیا کیا اثر نہیں

ہم بھی وہ کام کرتے جو عیسےٰ سے کئے مگر
وہ دم نہیں وہ روح نہیں وہ جگر نہیں

تسلیم تال بجتی نہیں ایک ہاتھ سے
الفت اِدھر نہیں تو کچھ تو اُدھر نہیں

ولہ

ہو گرمِ عشق دلِ سردِ آشناؤں میں
کہ زن بھی ہو تو بنے مرد آشناؤں میں

جدالِ نفس میں مغلوب ہیں ہمیشہ وہ
ہیں زاہد اس لئے نامردِ آشناؤں میں
تجلیاتِ الٰہی کرے مسیحائی
رجوع ہو دلِ بہ درد آشناؤں میں
زیادہ جسکو محبت ہے حق تعالےٰ سے
وہی ہے مردِ خدا فردِ آشناؤں میں
نعیمِ عشق سے شاکرِ خدا رہا تسلیم
ہمیشہ ذائقہ بر دردِ آشناؤں میں

ولہ

خدا کے دوست جو خالص ہیں زندگانی میں
ہمیشہ رہتے ہیں دم کی نگاہ بانی میں
تجلیاتِ الٰہی کو دیکھتے جاؤ
تصرفاتِ عیانی میں اور نہانی میں
دلوں کے بھید سے واقف کوئی نہیں ہوتا
عجب ہے لطفِ مقالاتِ بے زبانی میں
ق ہیں گرچہ صورتِ مرکز مظاہر خاکی
اسیرِ دائرۂ دورِ آسمانی میں
مگر حدوث و قدم کا پتہ نہیں ملتا
چلو تلاش کریں ملکِ بے نشانی میں
ق غبارِ جی میں ہے منھ پر صدا صفائی کی
مثل نئی میں سناتا ہوں خوش بیانی میں
ہے ناقصوں کی دلیل محبت قلبی
شکستگیٔ اناءِ بلاستانی میں
چلے نہ زورقِ دل بحرِ غم میں تسلیم
نہ ہووے جنبش اگر دم کی بادبانی میں

ولہ

مطرب خوش نوا کہو وصفِ جمال سن تو لیں
ناز و ادا کا ذکر ہو یار کا حال سن تو لیں
نغمہ سرا ہو مطربا جس میں ہو ذکرِ دلربا
خمسہ ہو یا ہو ریختہ یا ہو خیال سن تو لیں
سنتے ہیں کیسے دل سلے ایسی غزل تو چھیڑ دے
تا غمِ ہجر کے جلے نام وصال سن تو لیں
رنج جو آشنا کو ہے عیب میری وفا کو ہے

کل کی خبر خدا کو ہے آج کا حال سن تو لیں
ہووے ترانہ یا سرود کوئی ہو پر ہو دل کشود
جس میں ہو درد و لطف و سوز منھ سے نکال سن تو لیں
خط نہیں آیا قاصدا جا کے خبر تو جلد لا
یار کے دل پہ ناروا کیا ہے ملال سن تو لیں
دیویں زباں تو کھول لوں لب میں جو کہا۔ کہا ادب
بعد جواب ہو طلب پہلے سوال سن تو لیں
کہتے ہو عشق چھوڑ دو خیر ہے منھ سے حق کہو
زہد و ریا کا واعظو کیا ہے مآل سن تو لیں
تس سے ملا کے نقط لیم کہتا ہے باد ل و نسیم
کیا ہے مشیتِ کریم کھولئے فال سن تو لیں

ولہ

ہو گیا غرقابۂ حیرت مرا دل اندنوں / ہیں کنارہ کش جو دریاؤں سے ساحل اندنوں
راہ قابو میں نہیں ہوتے ہیں غارت قافلے / کسقدر ہیں پر خطر دل کے منازل اندنوں
بس گیا ہے کسکی صورت کا تصور آنکھ میں / حسن کیجانب جو دل میرا ہے مائل اندنوں
ہے اثر آخر زمانہ کا کہ زیرِ آسماں / ناقصوں میں ہیں چھپے مردانِ کامل اندنوں
خوب سوچو تو زمانہ کا ہے کیا کچھ انقلاب / حق بھی لوگوں کو نظر آتا ہے باطل اندنوں
خستہ حالی تنگدستی ہے نجیبوں کو نصیب / فارغ البالی پہ نازاں ہیں اراذل اندنوں
لاگ اِدھر تسلیم تھی شاید اُدھر بھی ہو گئی / یار قابو میں ہے قابو میں نہیں دل اندنوں

ولہ

میں سراپا درد ہوں لیکن فغاں کرتا نہیں / جو نہاں دل میں ہے میں اسکو عیاں کرتا نہیں

ہو گیا ہوں جب سے پابندِ توکل شیخ جی
دل مرا اندیشۂ سود و زیاں کرتا نہیں

سنگ سکوں کے جو برساتے ہیں سنگ سار ہیں
دل یک نعروں سے میں اپنا گراں کرتا نہیں

دل نہیں وہ شانِ خالق جسکے جلوہ کے لئے
عرشِ اعظم سائباں برداریاں کرتا نہیں

دل ہے عینِ ذاتِ حق یا ذات ہے حق کی عینِ دل
منھ یہ ہے قفلِ شریعت میں بیاں کرتا نہیں

کونسا ذرہ ہے جو خورشید کی صورت لئے
جلوۂ شانِ نشانِ بے نشاں کرتا نہیں

دل جو بھٹکاتا ہی فکرِ عاقبت میں کیا ہوا
بند کیوں باب ہوا سے اپنی آن کرتا نہیں

کونسا دن ہے کہ میں کرتا نہیں تیری تلاش
کونسی شب ہے کہ میں آنسوں رواں کرتا نہیں

قال سے ملتی ہے دل والوں کو لذت حال کی
اس لئے تسلیم بند اپنی زباں کرتا نہیں

ولہ

وہ جب بیساختہ تیغِ نظر انداز ہوتے ہیں
تو رشکِ [illegible] کی آنکھوں کے سپر انداز ہوتے ہیں

تمنا سے نظر بازی میں نازانہ نیاز [illegible]
ادھر انداز ہوتے ہیں ادھر انداز ہوتے ہیں

ہدف پر دل کے جیسے ناوکِ انداز نظر ہیں وہ
نشاں انداز کب ایسے قدر انداز ہوتے ہیں

موالیدِ ثلاثہ کیوں نہوں منقادِ اہلِ دل
فرشتے جنکے آگے بال و پر انداز ہوتے ہیں

بہارِ دلکو دیکھو بلبلو کیا دیکھتے گل ہو
کہ گلشن بھی خزاں سے بار و بر انداز ہوتے ہیں

خدا دیتا ہے جنکو حسن کا تسلیم سرمایہ
سراپا ناز و غمزہ سربسر انداز ہوتے ہیں

ولہ

تقریر ہی گفتگو کے بھی عجب انداز ہوتے ہیں
ادھر ہوتی ہیں باتیں اور ادھر ہمراز ہوتے ہیں

تجھے اشوق ہے اگر سنیں کانوں سے الفت کے
تو ہر نکتہ میں ظاہر دل کے سو سو راز ہوتے ہیں

زبانِ چشم سے ہوتی ہیں باتیں آشنائی میں
جب آپس میں اشاراتِ نیاز و ناز ہوتے ہیں

ملک ہیں محو رہیں غلماں ہیں یا جلوۂ قدرت
کہ جنکے ہوش انساں کے پری پرواز ہوتے ہیں

ہمیشہ قفل رہتا ہے گر صورت کو دیکھے سی
سوا کنجی کے باب قفلِ شش در باز ہوتے ہیں

وہ گویائی میں بھی خاموش رہتے ہیں کہ باطن سے
ہر اک حالت میں سو لبیک کی آواز ہوتے ہیں

ہے دم کے تار میں تسلیم بے چھیڑے صدا جاری
کہ دل اہل جنوں کے خود سرود و ساز ہوتے ہیں

ولہ

وصل میرا اسے شاید ابھی منظور نہیں
ورنہ میں دور نہیں یار مرا دور نہیں

پردہ آنکھوں پہ پڑا ہے تو بھلا کیا دیکھیں
کونسی شے ہے کہ جس شے میں ترا نور نہیں

لن ترانی میں سنو راز وہ، کہہ دوں بتا ارنی
دیدۂ موسی نہیں اور قلب مرا طور نہیں

نام صاحب کا نہ بتلائیں تو پھر کیا بتلائیں
خود نمائی کا خدا والوں میں دستور نہیں

ہم جو مانگیں وہ نہ دیوے تو شکایت کیا ہے
اختیار اسکا ہے مختار ہے مجبور نہیں

صبغۃ اللہ سے نقشہ ہے بشر کا مرغوب
یہ فرشتہ نہیں غلمان نہیں حور نہیں

زاہد و آرزوئے بزمِ وصال اور یہ زہد
تم تو کیا خاص فرشتوں کا بھی مقدور نہیں

حکم ہونے پہ نہ سر اپنا جھکایا ابلیس
پھر یہ دعوے کہ طبیعت مری مغرور نہیں

حق جو کہتا ہوں تو کیا مجکو بھی سولی دو گے
حق تو یہ ہے کہ مجھے دعوئے منصور نہیں

ذات انساں میں ہے جو سرِ الہی پیدا
یہ وہ مستور ہے اوراق میں مسطور نہیں

نہیں رکھتا میں صبوحی کی تمنا تسلیم
دل وہ میکش ہے کہ ہوتا کبھی مخمور نہیں

ولہ

ہوں پردۂ نقاب جانانہ ہوں تو میں ہوں
دلدار گنج زلف کا شانہ ہوں تو میں ہوں

فانوس لیلی میں میدانِ بے سری میں
گر شمع ہوں تو میں ہوں پروانہ ہوں تو میں ہوں

یا دل میں اہل درد کے سینے میں بیخودی کے
گر قطرہ ہوں تو میں ہوں دردانہ ہوں تو میں ہوں

وہ رنگِ حق پرستی اور جوشِ شور و مستی
گر کعبہ ہوں تو میں ہوں میخانہ ہوں تو میں ہوں

زاہد کے صومعہ میں رندوں کے میکدہ میں
ہشیار ہوں تو میں ہوں مستانہ ہوں تو میں ہوں

ظاہر میں ہوں سیہ بخت باطن میں محویت سے
فرزانہ ہوں تو میں ہوں دیوانہ ہوں تو میں ہوں

اوبجھانے میں جفا سے الجھانے میں وفا سے
گر زلف ہوں تو میں ہوں گر شانہ ہوں تو میں ہوں

صحرا میں عینیت کے بستی میں غیریت کے
آباد ہوں تو میں ہوں ویرانہ ہوں تو میں ہوں

یاں حالتِ کرم میں اس صورتِ ستم میں
گر دوست ہوں تو میں ہوں بیگانہ ہوں تو میں ہوں

رندانِ خود سرا میں زندانِ پرجفا میں
سودائی ہوں تو میں ہوں مجلانہ ہوں تو میں ہوں

تسلیم بزم دل میں لکھنؤ کے محفل میں
گر شیشہ ہوں تو میں ہوں پیمانہ ہوں تو میں ہوں

ولہ

دنیا کی جائے راحت و آرام کی نہیں
آسودگی یہاں کی کسی کام کی نہیں

نفع و ضرر میں ہے اثرِ ذاتِ کبریا
وہ کونسی ہے شئے کہ فقط نام کی نہیں

جو اہلِ دل ہیں اپنی زباں سے وہ گفتگو
کرتے نہیں جو غیب کے الہام کی نہیں

وہ ناخدا شناس کہ ہر کاروبار میں
ناکام ہے جسے خبر انجام کی نہیں

سوتے ہیں شام کو تو نہیں صبح کی خبر
اٹھتے ہیں صبح کو تو خبر شام کی نہیں

آنسو بہا کے تازہ کئے ہیں دماغ ہم
یہ تر دماغی روغنِ بادام کی نہیں

ق

جو اہلِ حال کرتے ہیں فکرِ شرابِ جام
رغبت انہیں یہ مے کی نہیں جام کی نہیں

وہ جام انکا دل ہے شراب انکا خونِ دل
اس جا پہنچ کے فکر کبھی جام کی نہیں

جبتک نہ ہو تلافیٔ مافات کا خیال
تسلیم فکر جینے کی کچھ کام کی نہیں

ولہ

دل مرا بے یاد بہلتا نہیں
دم مرا بے ذکر سنبھلتا نہیں

دید کی نہریں نہ ہو جبتک رواں
شجرۂ دل پھولتا پھلتا نہیں

درد کا جبتک نہ ہو سینہ میں جوش
چشم کا سرچشمہ ابلتا نہیں

آئینہ بن جاتا ہے پتھر پگھل
دل ہے وہ پتھر کہ پگھلتا نہیں

عفوِ جرائم کی ہو کیونکر امید
آنکھ سے آنسو بھی تو ڈھلتا نہیں

ہے قسم اللہ کی تقدیر میں / بس کوئی تدبیر کا چلتا نہیں
سوکھ گیا چشمۂ دل آجکل / آنکھوں سے آنسو بھی نکلتا نہیں
لاکھ اگر جان چھپاتے پھریں / قس[illegible] کا لکھا بھی ٹلتا نہیں
موت یہ جینے سے ہے بہتر مگر / دم بھی تو آسان نکلتا نہیں
لاکھ دعا کیجئے یا گالیاں / دل کبھی مسیک کا پگھلتا نہیں
قبض سے بے کل ہوں بہت آجکل / دل مرا تسلیم سنبھلتا نہیں

ولہ

کیا جی کو مزا دیتی ہیں دلدار کی باتیں / مصری سے بھی میٹھی ہیں مرے یار کی باتیں
کھانا کبھی یاد آئے نہ پانی کبھی یاد آئے / سنتا رہوں آٹھ پہر یار کی باتیں
زاغ اور زغن عشق سے بہرہ نہیں رکھتے / بلبل کو سناؤ گل و گلزار کی باتیں
بے دید کے ملتی ہے کہاں دم کی حلاوت / مضراب سی دیتی ہیں مزا تار کی باتیں
تا لوگ سبک ظرفی سے گستاخ نہ ہو جائیں / تسلیم سناتا نہیں اسرار کی باتیں

ولہ

میں سنتا نہیں ہوں دنیا کی باتیں / سناؤ مجھے میرے مولا کی باتیں
عجب کیا ابھی زندہ ہو کر اٹھو بیٹھیں / کہ دم کر رہی ہیں مسیحا کی باتیں
رکھو طب کو بالائے طاق اے طبیبو / ہیں جاں بخش میرے مسیحا کی باتیں
نہیں گر فقیر و نکو عصیاں عبادت / سنو خضر کی اور موسی کی باتیں
سنو واعظو زاہدو نکو خوشی سے / سناؤ خدا اور موسیٰ کی باتیں
خبر آشنا کی گلی کی سناؤ / سناؤ نہ عرش معلیٰ کی باتیں
سوا آشناؤں کے تسلیم کس سے / کہوں اپنے دل کی تمنا کی باتیں

ولہ

مستزاد

کونسا پردہ ہے جس پردہ میں دلدار نہیں — لطفِ دیدار نہیں
کونسی شے ہے کہ آئینۂ دیدار نہیں — مظہرِ یار نہیں
فضل ہے رحم ہے انصاف ہے بخشش ہے یار — تو نہ کر اور گماں
نفس ظالم ہے مگر یار ستمگار نہیں — اور دل آزار نہیں
میں وہ بیمار نہیں ہوں کہ دوا چاہوں میں — یا دعا چاہوں میں
کہ دوا میری سوا شربتِ دیدار نہیں — اور درکار نہیں
گرچہ حسن اسکا نمایاں ہے بہ رنگِ خورشید — خود ہی وہ طالبِ دید
پر کوئی دید کی لذت سے خبردار نہیں — دل ہی بیدار نہیں
مثلِ مردم نظروں میں نہاں رہو اے دلبر — تا نہ لگ جائے نظر
میری آنکھوں میں رہیں آپ تو کچھ بار نہیں — مجھے انکار نہیں
ہو وہ منصور کہ جو کہتا ہو انا الحق میرا — نہیں ناحق میرا
حق تو یہ ہے کہ سزا کی میں سزاوار نہیں — لائقِ دار نہیں
جلوۂ حسن ہر اک ذرہ میں ہے تابندہ — جس سے دل ہے زندہ
پر سوا چشمِ خدا بین کوئی بیدار نہیں — دل خبردار نہیں
خیر میں ہم ہیں نہ مختار نہ شر میں مختار — پر ادب ہی درکار
کون بندہ ہے جو صاحب کا گنہگار نہیں — اور خطاوار نہیں
جیتے جی جو کوئی دنیا سے گذر جاتے ہیں — جینے مر جاتے ہیں
موت سے کچھ انہیں تسلیم سروکار نہیں — زندگی بار نہیں

ولہ

جنکو حسن و جمال دیتے ہیں — دلبری میں کمال دیتے ہیں

چاہتے جسکو ہیں قضا و قدر — ق — دولت لازوال دیتے ہیں

نکبت آتی ہے بادشاہوں کی — سلطنت سے نکال دیتے ہیں

جب وہ چاہتے ہیں کس مروت — ق — آنکھ میں آنکھ ڈال دیتے ہیں

وہ نہ چاہیں تو بے قصور و ملال — دور ہی سے نکال دیتے ہیں

راحم ایسے کہ جب مرے چاہے — مجکو نقد وصال دیتے ہیں

شوخ ایسے کہ وقت راحت کا — باتوں باتوں میں ٹال دیتے ہیں

دلکو لیتے ہیں اور خریدی ہیں — ہمکو رنج و ملال دیتے ہیں

کبھی دلوں سے کہو ادھر آؤ — ابھی سانچہ میں ڈھال دیتے ہیں

ذات کو ڈھونڈی تو بے پانی ہیں — مچھلیوں کی مثال دیتے ہیں

جو کہے لا الٰہ الا اللہ — غیریت سے نکال دیتے ہیں

ہیں وہ بے قدر گینڈ سا دلکو — ہاتھ میں لے اچھال دیتے ہیں

خوش نصیبوں کو جو گلیم عطا — ق — بد نصیبوں کو شال دیتے ہیں

یعنی انکو نگا رکھ اپنی طرف — انکو پیٹی سے ٹال دیتے ہیں

جسکو تسلیم حال دیتے ہیں — اسکو حالی مقال دیتے ہیں

ولہ

جو خدا والے ہیں اُن لوگوں کے حالات اور ہیں
ہوں کسی حالت میں پر اُن کے خیالات اور ہیں
معرفت کی سلطنت کے انتظامات اور ہیں
راہِ وحدت کی منازل اور مقامات اور ہیں
ہے یہاں پردہ صفت کا ذات بے پردہ یہاں

وہ یقینات اور ہیں اور یہ قیاسات اور ہیں
اللہ اللہ خاص و عام اللہ کا لیتے ہیں نام
اِن کی غایت اور ہے اُن کے رسومات اور ہیں
خاکسارانِ جہاں کو کم نگاہی سے نہ دیکھ
خاکساری میں ہیں پر اِن کے مقامات اور ہیں
لَا اِلٰہَ کی نظر سے ذکرِ اِلَّا اللّٰہ سے
اہلِ وحدت کے رموزِ نفی و اثبات اور ہیں
خسروِ ملکِ ولایت ہیں لباسِ فقر میں
بود و باش اِن کی ہے جس میں۔ وہ مقامات اور ہیں
زاہد اور عارف کہا کرتے ہیں لفظ اَشْہَدُ
یہ شہادات اور ہیں اور وہ اشارات اور ہیں
طالبِ عقبیٰ ہیں یہ اور طالبِ مولیٰ ہیں وہ
یہ مناہج اور ہیں اور وہ مباہات اور ہیں
علتِ اہلِ لساں ہے حسرتِ صاحب دلاں
اِن کے شبہات اور ہیں اور اُن کے شبہات اور ہیں
فکرِ ذاتی ہے یہاں فکرِ صفاتی ہے وہاں
اُن کے حالات اور ہیں اِن کے خیالات اور ہیں
شستشوئی گل یہاں ہے رفت و روئے دل وہاں
یہ ریاضات اور ہیں اور وہ ریاضات اور ہیں
اُن کو فکرِ زندگی اور اِن کو فکرِ بندگی
یہ مناقص اور ہیں اور وہ کمالات اور ہیں

عجب استبار اسماء کا انفعالی ہے فاعل ایک [illegible] ہے
گو شہادت میں ہر اک مظہر اسما و صفات اور ہیں
بیخودی میں ہے خودی اور ہے خودی میں بیخودی
صاحب تسلیم کے تسلیم حالات اور ہیں

ولہ

کیا پوچھتے ہو مجھسے میں کس کو کیا کہوں / خود بے صفت ہوں کیا صفت آشنا کہوں
دیدار کی امنگ ہے نہیں دخل عام کو / دیوانہ ہوں الست کہوں یا بلیٰ کہوں
میں دیکھتا ہوں آپکو بے دیکھے آپ کے / کیا اپنی جی کی تجھسے دل مبتلا کہوں
کیا روح کو میں اپنی کہوں ذات کا ظہور / یا دل کو اپنے جلوۂ نور خدا کہوں
مشکل آتی ہوں کہ پردہ ہو فانوس کی اپر / روشن ہے نور ذات میں کس کو کیا کہوں
گم دید میں ہوں دلکا پتہ دم کے ساتھ ہے / دلکی صفت کہوں کہ خدا کی ثنا کہوں
تسلیم ہو کدھر یہ تمھارا تو قول ہے / بندہ کو بندہ اور خدا کو خدا کہوں

ولہ

کون کثرت میں ہے جسے دیکھوں / تو ہی دکھتا ہے میں جسے دیکھوں
یا وہ رکھتے ہیں پھیر دیتے ہیں / جی میں آتا ہے دلکو دے کے دیکھوں
آرزو ہے کہ تا نظر نہ لگے / تجکو پردے کے آسرے دیکھوں
خون آنکھوں سے نکلے یا پانی / پھوڑ کر دل کے آبلے دیکھوں
دل ہے بے اختیار میں مجبور / کام کسکے برے بھلے دیکھوں
وہ دن آئیں کہ بے خزانی سے / گلشنوں کو ہرے بھرے دیکھوں
آرزو ہے کہ نزع میں تسلیم / وہ مجھے دیکھے میں اسے دیکھوں

ولہ

آرام نہیں دل کو مگر یادِ خدا میں
بہتر ہے کہ ہو عمر بسر یادِ خدا میں

ہے شوق کہ آنکھوں سے پگھل کر نکل آئیں
آنسو کی جگہ لختِ جگر یادِ خدا میں

وہ زندۂ جاوید ہیں موت انکو نہیں ہے
جاتے ہیں جو ہستی سے گزر یادِ خدا میں

ہے جنکے دلوں میں کششِ عشقِ الٰہی
رہتے ہیں وہ خوش آٹھ پہر یادِ خدا میں

تانبے کو طلا کرتی ہے صنّاع کی محبت
بگڑے ہوئے جاتے ہیں سدھر یادِ خدا میں

ہے جلوۂ دیدار تجلیٔ الٰہی
آتا نہیں کچھ مجکو نظر یادِ خدا میں

آنکھوں میں اُدھر دید کا جلوہ ہو نمایاں
تسلیم کا دم نکلے ادھر یادِ خدا میں

ولہ

ہم خدا کی یاد میں دل شاد ہیں
دو جہاں کی قید سے آزاد ہیں

دید بازی میں ہیں پر جاں آپ کو
ڈھنگ دل لینے کے کیا کیا یاد ہیں

آپ اگر گلزار ہیں بلبل ہیں ہم
ہم ہیں قمری آپ اگر شمشاد ہیں

قبر میں اور حشر میں بچ جائیں گے
جو خدا کی یاد سے بے یاد ہیں

گرچہ خوش زاہد خود آباد میں ہیں
ہم خدا کی یاد میں آباد ہیں

ہستیٔ حق ہے ہوا ہم گرد باد
خاک ہیں خاشاک ہیں برباد ہیں

عام ہے شہرت تمھارے رحم کی
کیا سبب ہے موردِ بیداد ہیں

مکتبِ عرفاں میں درسِ عشق ہے
گاہ ہم شاگرد گہ استاد ہیں

خوش نہیں آتے ہیں دنیا کے مزے
وہ مزے تسلیم ہمکو یاد ہیں

ولہ

شرابِ معنی سے مست ہوں میں اگرچہ صورت پرست ہوں میں
شکستگی میں درست ہوں میں بلند ہوں جیسے پست ہوں میں
نہ پوچھو زور داد ابتدا کی خودی تھی یا بیخودی خدا کی

کہوں میں کیا کیفیت بلا کی کہ مست جامِ الست ہوں میں
جگر بدنداں ہوں سینہ بریاں نظر بہ حیراں ہوں چشم گریاں
نہ سہل فرقت نہ وصل آساں نفس بخود دل بدست ہوں میں
کبھی ہوں مذکور گاہ ذاکر کبھی ہوں منظور گاہ ناظر
کبھی ہوں غائب کبھی ہوں حاضر کبھی شکستہ درست ہوں میں
کبھی ہوں ممکن کبھی ہوں واجب کبھی ہوں مطلوب گاہ طالب
کبھی ہوں مغلوب گاہ غالب کبھی تو فتح و شکست ہوں میں
جفا بھی میں ہوں وفا بھی میں ہوں دوا بھی میں ہوں فدا بھی میں ہوں
دعا بھی میں ہوں دوا بھی میں ہوں مریض ہوں تندرست ہوں میں
ہے خود پرستی - خدا پرستی شرابِ الفت کی گر ہے مستی
ہے جملہ ہستی خدا کی ہستی فنا ہوں تسلیم ہست ہوں میں

ولہ

خدا کا بھید ہے مخفی بنی آدم کی صورت میں
نظر آتی ہے ... کا خدا والوں کی صحبت میں
کوئی دوزخ میں اور کوئی عدن میں جا نکلے لیکن
خدا بھی ہیں کبھی بندہ بھی ہیں یہی تعدد ہو
جدائی کا الم مرنے کا غم تنہائی کا ماتم
اثر ذاتِ الٰہی کا برنگ آب و گلشن ہے
خدا بینی بہت دشوار ہے تسلیم دنیا میں

صفائی کے لئے ہے صاف آئینہ کدورت میں
حلاوت روح کو ملتی ہے دل والوں کی الفت میں
ڈبوئے جائیں گے اہل خطا دریائے رحمت میں
یہی ہے شرک خود بینی و خدا بینی کے ملت میں
ملا تو یہ ملا بندے کو بندے کی محبت میں
صباحت میں ملاحت میں کثافت میں لطافت میں
کہ انسانِ لغزش کے حیلوں سے ہے ہم ... کی آفت میں

ولہ

ساتھ میرے ہے خدا اور میں خدا کے ساتھ ہوں
خوف کچھ مجھ کو نہیں ہے میں رہنما کے ساتھ ہوں

روح کہتی ہے فقط صورت کی دیوانی نہیں — دل یہ کہتا ہے کہ میں نا زو ادا کے ساتھ ہوں
بوئے گل کہتا ہے تو مجکو چمن سے کی جدا — بوئے گل کہتی ہے میں باد صبا کے ساتھ ہوں
شوخیاں پردہ میں کرتی ہیں کیا بے پردگی — اور حیا کہتی ہے میں رنگ حنا کے ساتھ ہوں
کیا کہوں تسلیم رمز اتصال و انفصال — دور یا نزدیک ہوں پر دلربا کے ساتھ ہوں

ولہ

اہل دل مفتون زر ہوتے نہیں — ترم دل سنگیں جگر ہوتے نہیں
بے نظر اہل نظر ہوتے نہیں — بے خبر اہل خبر ہوتے نہیں
داد گر بے داد گر ہوتے نہیں — مچھلیاں ہرگز نگر ہوتے نہیں
ہیں وہ ساکن وحدت کے نشہ میں — بیش میں زیر و زبر ہوتے نہیں
خود نمائی میں نہیں ملتا خدا — دشت میں پیدا گھر ہوتے نہیں
اڑتے پھرتے ہیں فلک پر رات دن — عارفوں کو گرچہ پر ہوتے نہیں
اہل عرفاں کے رموز نازنین — اللہ اللہ بے اثر ہوتے نہیں
نفع مظلوموں کو دیتا ہے خدا — گو وہ شاکی ضرر ہوتے نہیں
ناؤ گاڑی پر ہو گاڑی ناؤ پر — منتظر کیا منتظر ہوتے نہیں
دیدہ و تشبیہ کر غافل اہل دل — دیکھنے سے یک نظر ہوتے نہیں
روک لو تسلیم عرفاں کے نکات — ہیں مطول مختصر ہوتے نہیں

ولہ

چلو سنے خوشی دلربا کے نگر میں — بسا جسکا سودا ہے مدت سے سر میں
تلاش اسکی رہتی ہے دل کو ہمیشہ — سفر میں حضر میں بیاباں میں گھر میں
ہے کسکی شباہت میں برزخ نبی کی — وہ ہے اللہ اللہ شکل بشر میں
بشر کا سراپا ہے برزخ کا نقشہ — ہے میم تخشیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں

ہو ہر روش وہ بہائے پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہے یہ تسلیم کہ رشک پری گھر میں

کشف پایں ہے دال - دل جس پر نشر ہو
یہ مہ نیم معین ہے اہل نظر میں

بیچ ... گردوں سے سنبھل کر چلو تم
میں ... محبت عشق کے رنگ ... میں

کرو ذکر اسکا کروں شکر اسکا
تو یہیں پھول آ جائیں ... کے شجر میں

اگر دیدۂ تاریک غفلت ہے تم میں
وہ رخ کو تسلیم رکھو تو نظر میں

ولہ
ناتمام

دل پہ اسرار ذات آتے ہیں
یا وروحی صفات آتے ہیں

نفس ہوتا ہے جس جگہ ...
وسوسے واہیات آتے ہیں

حسن والے ازل کی منزل ہے
عشق کے لے صفات آتے ہیں

ولہ
ناتمام

عشق وہ آتش سوزاں ہے کہ جو ... نہیں
عقل وہ ناقص کا حل ہے کہ سود ... نہیں

اے طبیبو یہ مریضان محبت کی دوا
ہے وہ - اشیا سپید اور گیسو ... نہیں

ولہ

رات دن رہتے ہیں جاناں ہم تمہاری یاد میں
دل تمہاری یاد میں ہے دم تمہاری یاد میں

بے خبر تھے راز مخفی سے جو ہم محروم تھے
شکر ہے ہم ہو گئے محرم تمہاری یاد میں

دل پہ خوش ... کا عالم ہے کہ کہہ سکتا نہیں
ہو گیا غم ... ہم تمہاری یاد میں

حجرۂ پہلو ہے دل ہے اور تمہارا ذکر ہے
... سینہ میں ہے دم ہر دم تمہاری یاد میں

آسماں کو دیکھتا ہوں اپنی پاؤں کے تلے
جب مری ہوتی ہے گردن خم تمہاری یاد میں

یاد کرتے ہیں بندے اور خدا ... جب تجھے
گر نہ ... افسوس ہے آدم تمہاری یاد میں

ملنا ہر دو عالم کی حاصل ہو حلاوت کس قدر — ہو بار اگر دل پر نہ اداے ہم تمھاری یاد میں

چارہ اب ہے کیا کریں ہم آرزو سے اندمال — زخم دل کا ٹھیک سا مرہم تمھاری یاد میں

عمر آخر ہی یاد میں تسلیم اور وقت اخیر — ہے تمنا یہ کہ نکلے دم تمھاری یاد میں

ولہ

دنیا سے بیزار ہوتے نہیں کیوں — غفلت سے ہشیار ہوتے نہیں کیوں

آنکھیں ہیں وحشی لب ہے خوش رو — مشتاقِ دیدار ہوتے نہیں کیوں

یکتا ہے جلوہ دل کے عوض میں — پھر تم خریدار ہوتے نہیں کیوں

دل میں تمھارے ہے یار پنہاں — آگاہِ اسرار ہوتے نہیں کیوں

یاں حسن بھی ہے اور عشق بھی ہے — ہم چشم دلدار ہوتے نہیں کیوں

داروئے دیدار گر چاہتے ہو — الفت میں بیمار ہوتے نہیں کیوں

دعوے اگر ہے معشوقیت کا — جاناں جفا کار ہوتے نہیں کیوں

عاشق اگر ہو صادق اگر ہو — پھر تم وفادار ہوتے نہیں کیوں

اب تک کشادہ ہے بابِ توبہ — تائب گنہگار ہوتے نہیں کیوں

پھوٹی فلک پر ہے صبحِ صادق — تسلیم بیدار ہوتے نہیں کیوں

یہ غزل غم آلود حضرت نے اپنے چھوٹے صاحبزادہ عرف پیراں صاحب کے غم میں لکھی ہے جنکا انتقال بعمر دہ سالگی ۱۳۰۲ھ میں ہوا تھا۔

ولہ

دیکھی نہ سیر ... ی نظر تھیں — کیا جلد پیش آ گیا پیراں سفر تھیں

کیا غم ... رسا ... صر تھیں — کیا رنج غم دونکا ہے لخت جگر تھیں

جنت کے جب گھر و کے ہوئی سکو دل لگی
پیر آن نہ یاد آئیگا دنیا کا گھر تمھیں

واں کی مہر جسکو ہے تم اس سے جا ملے
کاہے کو یاد آئینگے مادر پدر تمھیں

معصوم پاک صاف بھی تن پاک و آپ
دنیا سے حق نے پاک کیا بے خطر تمھیں

کیا کیا ہمارے جی میں تھے ارمان و رمز و
افسوس جلد لے گئی موت آ کر تمھیں

جنت میں لالہ زار کی جب تم کرو گے سیر
یاد آئیں گے ہمارے یہ داغ جگر تمھیں

ہے آرزو کہ خواب میں ہو دیدار ہو نصیب
کرتے ہیں دل میں یاد جو شام و سحر تمھیں

تم نو نہالِ گلشنِ فردوس ہو گئے
اس باغ میں خدا نہ کیا بار ور تمھیں

دیکھے نہ زندگی میں بھی ہم سکو آنکھ بھر
شاید کہیں لگے نہ ہماری نظر تمھیں

تم خواب میں تو آئے ہمارے کبھی کبھی
ہوتی اگر ہمارے دلوں کی خبر تمھیں

شربت تمھارے نام کا تیار ہے مگر
کوثر کو چھوڑ ہو گی نہ رغبت ادھر تمھیں

تم خواب میں بھی آ کے نہ مجھ سے بیاں کئے
فرمائے تھے جو قبر میں خیر البشر تمھیں

سچ ہے خدا نے منصبِ اعلیٰ دیا تمھیں
دیکھے ہیں لوگ خواب میں باکر و فر تمھیں

تسلیم روک لو قلمِ غم تراش کو
کرنا ہے گریہ غم کی غزل مختصر تمھیں

ردیف واو

ولہ

دل کو دل والوں سے لگا دیکھو
دید وا دید میں ملا دیکھو

پردۂ دل تاکنے کے لئے
جھانکتا کوئی ہے بجھا دیکھو

کھولو آنکھوں کو ذرہ ذرہ میں
جلوۂ نو [illegible] یا دیکھو

بدلیل فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہ
جس طرف [illegible] دیکھو

کسکی صورت ہے صورت انساں
بھید صورت میں ہی چھپا دیکھو

پانی میں موج موج میں پانی
ایک ہے یا جدا جدا دیکھو

دید میں دید جبکہ مل جائے
نور میں نور مل گیا دیکھو

رنگ وحدت کا دل پہ اپنے چڑھا
صبغۃ اللہ کی ضیا دیکھو

ڈھونڈتے ہو کدھر ہے گر پہچان
یار آنکھوں میں چھپ گیا دیکھو

میں نہیں تو نہیں۔ خدا ہے خدا
بیخودی لاؤ اور خدا دیکھو

ایک شخص اور ہزار آئینے
عکس کی صورتیں ہیں کیا دیکھو

صورتِ عکس غور سے تسلیم
خود نما یا خدا نما دیکھو

ولہ

ہر ایک جا پہ رہی تیری جستجو دل کو
مگر بتا یا پتا اپنا دل میں تو دل کو

تو جانتا ہے الٰہی کہ جب تلک دم ہے
یہ تجھ سے ملنے کی کیا ہی آرزو دل کو

ہوئی تسلی نہ جی کو تری گلی کے سوا
پھرا ہیں گرچہ بہت لیکے کو بکو دل کو

چھپا کوئی کونسی آنکھوں سے بے ترے دیکھوں
ہر اک گل سے جب آتی ہے تری بو دل کو

نہ ہو کبھی دلِ ناپاک۔ پاک پانی سے
کہ توبہ غسل ہے اور نم ہے وضو دل کو

ہزار زہد ہو بے ذکر ترے لطف نہیں
کہ ذکر سے ہے دو عالم میں آبرو دل کو

دل سلیم عطا کر کہ از رہِ تسلیم
سوائے تیرے نہ بہکاؤں سو بسو دل کو

ولہ

وہ ادا ہے کہ ادا حور و پری سے بھی نہو
وہ خرامش ہے کہ کبکان دری سے بھی نہو

وہ اثر انکی نظر میں ہے خدا کی قدرت
مسمریزم سے تو کیا سحر گری سے بھی نہو

عشق کی انتہا پردازی افسوں بازی
شاید اسے حسن تری پردہ دری سے بھی نہو

عشق سے ہوتی ہے سالک کو رسائی ایسی
خضر و الیاس کی بس راہبری سے بھی نہو

خونِ دل اشک ہے دل خشک ہے نافہ بن کر　　کام کاکل کا نسیم سحری سے کبھی نہ ہو
وہ بلا شامتِ اعمالِ دل آزاری ہے　　رد یہ جسکا دعائے سحری سے بھی نہو
جسطرح دھوتے ہیں ہم عصیاں کو سرشکِ تر　　سچ ہے تسلیم کہ دریا کی تری سے بھی نہو

ولہ

سرایہ دنیا ہے ہم مسافر نہ آنے جانے کے کھیل کھیلو
اگر تمنا ہے کھیلنے کی خدا کو پانے کے کھیل کھیلو

خدا ہے حاضر خدا ہے ناظر خدا ہے سامع خدا ہے واقف
عمل کرو دل کی راستی سے نہ تم بہلانے کے کھیل کھیلو

اگر ہے دیدار کی تمنا وصال دلدار کی تمنا
تم اپنے چہرہ کو دیکھ لو۔ پھر نظر جمانے کے کھیل کھیلو

نہیں ہے منظور گل کی الفت ہے اسکو مطلوب دل کی الفت
اگر ہوس ہے کہ کھیل کھیلیں تو دل لگانے کے کھیل کھیلو

وہ حسن تسلیم جلوہ گر ہے تو خواب غفلت میں بیخبر ہے
تمھارے دل میں ہوس اگر ہے نگہ لڑانے کے کھیل کھیلو

ولہ

ممکن نہیں کہ دل نہو اور تن تبہ نہ ہو　　کیوں مملکت تبہ نہو جب بادشہ نہو
کس وسے ہووے وصل کے مرہم کی آرزو　　دل جب تلک کہ زخمیٔ تیرِ نگہ نہو
تر دامنوں کو خشک نظر سے نہ دیکھئے　　رحمت کو تا شکایتِ قحطِ گنہ نہو
صادق اگر ہے دعوئ الفت میں آدمی　　ممکن نہیں کہ دل کو کسی دل سے رہ نہو
مستغفر آدمی رہے جبتک قصور سے　　ممکن نہیں کہ کوہِ گنہ مثل کہ نہو
آمد سے صبح کے ہے مرادِ رحیل شب　　موئے سپید ہوتے ہوں پر دل سیہ نہو

دل آنکھ کا گلہ جو کرے تو کرے مگر
ترکِ ادب ہے آنکھ کو دل کا گلہ نہ ہو
فارغ کبھی نہ ہونگے پریشانیوں سے ہم
دل جب تلک کہ ذکر کا آرام گہ نہ ہو
پاتے نہیں ہم اپنے کو ملتا نہیں خدا
منزل نہیں کہ جسکا کہیں راستہ نہ ہو
خلقت خدا کی اور بھی ہے بے عدد مگر
جنت سوا بشر کے کسی پر ہبہ نہ ہو
الفت کی جبو ذا سے ہے تسلیم زندگی
بے جاں ہے وہ جاہ کہ جسمیں ہبہ نہ ہو

ولہ

دل خدا سے جو لگاتے ہو لگاؤ آؤ
بختِ خوابیدہ جگاتے ہو جگاؤ آؤ
وہاں نہیں جور و جفا اسکو ہے مطلوب وفا
دوستی کو جو نبھاتے ہو نبھاؤ آؤ
شرم سے توبہ سے اور آنسوؤں کے پانی سے
آگ عصیان کی بجھاتے ہو بجھاؤ آؤ
جو کوئی اسکا ہوا ہو گیا وہ بھی اسکا
دوست اسکے جو کہاتے ہو کہاؤ آؤ
سونے چاندی کی جواہر کی نہیں واں پروا
نقد جاں نذر لے آتے ہو لے آؤ آؤ
ذکر اور فکر سے ہر حال میں جبتک دم ہے
زنگ وحدت کا جماتے ہو جماؤ آؤ
دید وا دید سے توحید سے دم سے تسلیم
نعمت اللہ کی گر پاتے ہو پاؤ آؤ

ولہ

اگر بیٹھے کے کیا ہم دلِ بے خبر کو
چلو جی چلو دلربا کے نگر کو
وہ اس طرح سے مہربانی کرے گا
کہ ہم بھول جائینگے مادر پدر کو
چلے آئے سہل اور جانا ہے مشکل
وطن دور ہے طے کرو اس سفر کو
پھنسے بغیر جنسو نہیں ایسے کہ جن سے
تسلی نہ دل کو نہ راحت جگر کو
چلو ہی چلو مت رکو راستے میں
کہ تھوڑا ہے دن اور پہنچنا ہے گھر کو
یہ رستہ ہے سخت اور پہلی ہے منزل
چلو دھیرے دھیرے نہ دیکھو ادھر کو
پہنچو ہوگے تسلیم رستہ کبھی تم
کرو گے رفیقِ سفر گر نظر کو

کیوں نہ انساں آشنا کے سات ہو　　ذکر کا دامن ہو دل کا ہات ہو
رنج ہو راحت ہو دن ہو رات ہو　　دل میں یاد۔ آنکھوں میں نقشِ ذات ہو
ہو اگر عارف تو مت بھولو اُسے　　کوئی اندیشہ ہو کوئی بات ہو
لا الٰہ میں ہو نفیٔ ماسوا　　اور الا اللہ میں اثبات ہو
دو نرے تسلیم ہیں اس کھیل میں　　آشنا سے جیت ہو یا مات ہو

ولہ

آنکھ کو بند کر دل کا تماشا دیکھو　　نور میں گم رہو اور ظل کا تماشا دیکھو
کوئی کہتا ہے ہو الحق تو انا الحق کوئی　　مرے دلدار کی محفل کا تماشا دیکھو
لُعبتی کا کوئی ناظر ہے تو لُعبت کا کوئی　　ناظرِ ناقص و کامل کا تماشا دیکھو
یہ وہی دشت کہ مستی سے بچشمِ مجنوں　　دیکھو لیلےٰ کو نہ محمل کا تماشا دیکھو
خیر اور شر میں ہے تسلیم اُسیکا جلوہ　　بر ادب سے حق و باطل کا تماشا دیکھو

ولہ

ہم دید میں جو پیتے ہیں جامِ شراب کو　　سینہ میں دیکھتے ہیں ہزار آفتاب کو
میں ایک کیا ہوں سیکڑوں طالب لقا کے ہیں　　جاناں نظر لگے گی نہ الٹو نقاب کو
ہر شعلہ زار لہ ریز ہو آتش ہو برف خیز　　دوزخ اگر جدائی کے دیکھے عذاب کو
وارفتگی نہ ہو تو عجب ہے۔ کہ عشق میں　　ہے کون روکتا دلِ پر اضطراب کو
باندھو زباں کو دل سے کرو گفتگو بنائے　　سنتے ہو گر خدا کے سوال و جواب کو
ممکن نہیں نجاستِ اصلی سے پاک ہو　　دیویں اگر گلاب میں غوطہ کلاب کو
تشبیہ خوب تھی رخِ تاباں سے آپ کے　　ہوتا اگر کلف نہ رخِ ماہتاب کو
کیا کر سکے گا دفترِ دل سے مقابلہ　　ہم ایک فرد گنتے ہیں یوم الحساب کو
تسلیم ہم وثیقۂ رحمت سمجھتے ہیں　　توبہ لکھو آہِ سرد کو چشمِ پُرآب کو

ولہ

گر دل ہے خدا بینی کی خواہش ہو کسی کو
خود بینی سے مانوس کریں پہلے تو جی کو
تنہائی کے عالم میں تصور سے تمہارے
بند آنکھوں کو کر لیتے ہیں بہلاتے ہیں جی کو
ہم مہر و کرم دل سے سمجھتے ہیں تمہاری
بے مہری کو غصہ کو غضب کو خفگی کو
ہر حال میں نیکوں کو ملیں نیک نتیجے
رونق نہیں تسلیم دو عالم میں بدی کو

ولہ

کر دور تو آنکھوں سے سبب بے ادبی کو
ہر شے میں نہاں رکھو ادبِ نورِ نبی کو
گر تیرا گذر ہووے صبا جانبِ یثرب
کہہ حال مرا عرض رسولِ عربی کو
جز شربتِ دیدارِ رخِ پاک رسالت
کوثر نہ بجھائے گا مری تشنہ لبی کو
آفت سے ابھی ہو گی یہ بیکس کی خلاصی
رحم آئے اگر ذاتِ شہِ مطلبی کو
تسلیم کی حالت پہ اگر رحم نہ ہو گا
پھر کون بجھائے گا مری تشنہ لبی کو

ولہ

ہیں داغ دل پہ رشک سے سو لالہ زار کو
دیکھا ہے جب سے میرے دلِ داغدار کو
حسرت کی اک نظر جو پڑی زلفِ یار پر
کر دی جلا کے سوختہ مشکِ تتار کو
حسرت سے چھد گیا ہے جگر عندلیب کا
جب ہاتھ آیا دامنِ گل نوکِ خار کو
کیوں باندھتے ہو یار کے نشتر کا مکاسنا
بہتر ہے رکھئے لختِ جگر پر کٹار کو
نقصاں نہ ہو کسی کی برائی سے دوستو
منظور اگر بھلائی ہو پروردگار کو
غیر ذاتِ حق نہیں ہے حقیقت میں دوسرا
میں تو کا ہے ظہور فقط اعتبار کو
تسلیم جبکہ یار ہے مختارِ خیر و شر
پھر کیا جتائیں اپنے بھلا اختیار کو

ولہ

دور کرتے گر چاہتا ہے جنتِ فردوس کو
بخل کو کینہ کو خود بینی کو اور سالوس کو

نام کو بھی عاشقِ صادق نہیں کرتا کبھی
حوصلہ کو ننگ کو غیرت کو اور ناموس کو

طالبِ لطفِ نگاہِ یار یک جو کو نہیں
اصفہاں کو روم کو ہندوستاں کو طوس کو

حسرتِ شاہی کی لذت قبر پر جا پوچھیے
شاہ کیخسرو کو اسکندر کو کیکاؤس کو

جانتا تنہائی میں ہے اپنا مونس اور رفیق
آہ کو زاری کو بیداری کو اور افسوس کو

دردِ دل کی کب مسیحا کے سوا سوجھے کبھی
بوعلی سینا کو افلاطون جالینوس کو

آشنا تسلیم کب جانے ہیں غیر آشنا
سبحہ کو زنار کو تکبیر کو ناقوس کو

ولہ

دلدار سے ہر چند ستم اور جفا ہو
پر عاشقِ صادق سے ادا شرطِ وفا ہو

پھر بند تعلق سے ہم آزاد رہیں گے
دامِ دلِ آشفتہ اگر زلفِ رسا ہو

بے ذوقِ گریہ بھی دل کو نہ ہو مصقلہ حاصل
صیقل کے سوا آئینہ کسطرح صفا ہو

بتلائینگے ہم عشق کا اور زہد کا رتبہ
زاہد سے ملاقات اگر روزِ جزا ہو

نقصاں نہ ہو زنہار عداوت سے کسی کے
تسلیم ترے حال پہ گر فضلِ خدا ہو

ولہ

یاد جب کرتا ہوں میں ترے گلِ رخسار کو
مثلِ شبنم رونا آجاتا ہے چشمِ زار کو

دل کی بیتابی کو دیکھوں یا کلیجہ کی تڑپ
ایک جا رکھتے نہیں دنیا میں دو بیمار کو

فی الحقیقت یہ سیہ بختی کا میرے ہے اثر
جرم سے تابع کے آتی شرم ہے مختار کو

بے گدازِ دل نہ ہو حاصل محبت کا مزہ
فائدہ دیتا ہے جب پگلاتے ہیں زنگار کو

خاکساری عشق میں تسلیم یوں لازم ہے
جسطرح میل غرورِ حسن ہے دلدار کو

ولہ

درد سے عشق کے یارب کوئی بیمار نہ ہو
مرغِ دل دامِ محبت میں گرفتار نہ ہو

ہیں جو کم ظرف وہ مغرور ہیں مے دینی سے
وہ تنی رہتی ہے ڈالی کہ جسے بار نہ ہو

ہو حلاوت نہ اُسے نعمت و لذت سے کبھی
دم کا اور دید کا جو کوئی خریدار نہ ہو

جسم کا لطف بجز دم کے نہ ہو کچھ حاصل
دیکھ حق بین کہ صدا بین کے بے تار نہ ہو

مقتضا حسن کا اکثر ہے تماشہ تسلیم
بوئے گل باغ سے کیونکر پس دیوار نہ ہو

ولہ

طاعت سے ہو وصال نہ اور وظائف سے ہو
جبتک بری نہ مرکز کون و مکاں سے ہو

صحبت سے سنگ دل کے نہ ہو رحم آدمی
شمشیر تیز سختیٔ سنگ فساں سے ہو

جبتک خودی ہے خود کا گماں ہے نہ شرک ہے
جو بے نشاں ہو اُسکا نشاں بے نشاں سے ہو

اس عالم فنا میں وہ عارف بنے گا کیوں
جب نفع سے ضرر کدورت یاں سے ہو

تسلیم روح کو نہیں ملتی [illegible] جسم
روشن بغیر موم کے رشتہ کہاں سے ہو

ولہ

آبرو حاصل ہے میرے دیدۂ پر آب کو
جب سے دیکھا ہوں تمہارے رنگ عالمتاب کو

ابر پانی کی جگہ خون شفق برسائے گا
صبح گر دیکھے یہ میرے دیدۂ بیخواب کو

جانتے ہیں صبح بیداری کو روز رستخیز
جو کہ چادر کو کفن اور موت سمجھیں خواب کو

معرفت کو اسکی ہے یہ سب ظہور اعتبار
بے سبب سمجھے نہ عارف عالم اسباب کو

ہو نہ کیوں اس سے خدا راضی رسول اللہ خوش
دوست رکھا جو نبی کی آل اور اصحاب کو

رنگ گلگوں دیکھکر پہلو سے دل میرا اڑا
ہو گیا ہم آتش پہ لے تسلیم کب سیماب کو

ولہ

خشک حسرت سے ہوا پنجۂ مرجاں میں لہو
نر جود رہتا ہے ہمیشہ مرے مژگاں میں لہو

بازگشت نما تھا کہ شفق میں ہے ہلال
ٹپکا جب دیدۂ گریاں سے گریباں میں لہو

دل مجروح کا فتراک بنانا نہ کبھی
تا نہ بھر جائے کہیں زلف پریشاں میں لہو

اثر رنگ حنا کا ہے چھپانے کے لئے
ہاتھ کشتوں کا ہے فقط پنجۂ جاناں میں لہو

سبز و شاداب ہر اک شاخ ہر اک برگ ہوا — آبلوں سے جو بہا ہے بیاباں میں لہو
محبتِ دنیا نہیں تسلیم جسے پاک ہو وہ — سمجھ ہو وسے نہ ہرگز دلِ انساں میں لہو

ولہ

عاشقوں کو بس ہے کوئے گلبدن کی آرزو — بلبلو تم کو مبارک ہو چمن کی آرزو
لاگ ہوتی ہے محبت کی عجب طرفہ ہوا — جاں کی رہتی نہیں دیوانہ تن کی آرزو
اک خموشی لاکھ گویائی سے ہوتی ہے مزید — کرتے ہیں اکثر کلام کم سخن کی آرزو
بلبلوں کو عارضِ گلگوں نے شیدا کر دیا — چاک کی گل کو ہوسِ بوسۂ غنچہ دہن کی آرزو
دوستو جس روز سے الفت کا سودا سر میں ہے — رہتی ہے تسلیم کو دیوانہ پن کی آرزو

ولہ

یاد کر چاند سے رخساروں کو — رات بھر گنتا رہا تاروں کو
جلوہ دکھلا کے نقاب آرا نے — دھوکا دیتی ہے خریداروں کو
کیوں نہ ہو شربتِ دیدار مفید — چشمِ بیمار کے بیماروں کو
چشمِ تر گرمیِ محشر میں ضرور — آبِ رحمت ہے گنہگاروں کو
آب و دانہ ہے فقط آنسو کا — دامِ الفت کے گرفتاروں کو
بے تعلق رہو قطعِ منزل — بار ہو کچھ نہ سبک ساروں کو
غنیمت ہو جسے حاصل تسلیم — دیکھے کب عین میں اغیاروں کو

ولہ

پہروں آنکھیں نہیں دیتے تھے بٹھا کر ہمکو — دیکھتے بھی نہیں اب آنکھ اٹھا کر ہمکو
جب تلک لاگ نہ تھی زندگی اچھی گذری — رسوا اسے دل کیا افسوس تو جا کر ہمکو
ضبط جبتک تھا نہ تھا رمزِ محبت ظاہر — دیدۂ بدنام کیا اشک بہا کر ہمکو
محوِ حیرت کیا دیوانہ بنا کر چھوڑا — جلوۂ حسنِ خداداد دکھا کر ہمکو

نہیں تسلیم اگر ارض و سما پر قبضہ　　کیوں پھرا ہاتھ ہیں وہ اوروں کو گرا کر ہم کو

ولہ

شاد باش اے دلربا ناز و ادا ایسا تو ہو　　قاتل خلق خدا انام خدا ایسا تو ہو

بیسکر چھڑکا نمک اور ہنس کے قاتل نے کہا　　زخم کھانے کا محبت میں مزا ایسا تو ہو

دیکھتا دیدار تھا اور ذبح ہوتا تھا ادھر　　شکر کی جا ہے حصول مدعا ایسا تو ہو

ہنس کے کہتا تھا دل و جاں چھین کر وہ نازنیں　　آشنا سے ہاں سلوک اے آشنا ایسا تو ہو

یک غزل میں بھی نہیں مطلع اپنے بھولتا　　مرحبا تسلیم ہاں ذہن رسا ایسا تو ہو

ولہ

دیکھ کر ہم گردش ایام کو　　یاد کرتے ہیں خدا کے نام کو

سول لیں عاشق نہ کھوئے [illegible] کو　　زاہد و گر نہ بد و نیلام کو

لاکھ سمجھائے سمجھتا ہی نہیں　　کیا کریں لیکر دل ناکام کو

چاہئے پہلے ہی شرط بیخودی　　کعبۂ دیدار کے احرام کو

کام والے لوگ اللہ کے لئے　　چھوڑ دیتے ہیں ریا کے نام کو

ہم وہ میکش ہیں شراب عشق سے　　رکھتے ہیں لبریز دل کے جام کو

کیا ہوا اگر کھا گیا بہرام گور　　گور آخر کھا گئی بہرام کو

ہے خدا ہی کا یہ سب نام و نشاں　　ہم اگر بندے بھی ہیں تو نام کو

لام کا کل خاص اور اسلام عام　　فرق تو ہوتا ہے خاص اور عام کو

کفر سے اسلام کا ہے اعتبار　　کفر میں رونق نہیں اسلام کو

کفر ہے اسلام دین اسلام میں　　لوں میں کیا اسلام یا اسلام کو

ہستی پیچھے تھی اب آگے بھی ہے　　دیکھ لو آغاز اور انجام کو

قید آزادی مجھے بھی چاہئے　　دام میں تو بند جیسے دام کو

کس لئے رکھتے ہو کاکل میں گُل — زلف ہی کافی ہے استشمام کو
روغنِ بادامِ چشمِ تر ابھی — دفع کردے خشکیٔ آنام کو
ہم ہیں مجبور اور خدا مختار ہے — کام بندوں کے ہیں ظاہر نام کو
خیر و شر کا ہے وہی مختارِ کل — نام بندہ ہے فقط الزام کو
کہتے ہیں تسلیم از روئے مراد — اہلِ سنت بندۂ بے دام کو

ولہ

فروکش تو ہوا دل میں مقامِ دل مبارک ہو — تجھے اے ماہِ اوجِ حسن یہ منزل مبارک ہو
مقامِ دلکشا ہی خوشنما ہے سیر کی جا ہے — ہمارے دل کا ملنا آپکو اے دل مبارک ہو
سوادِ غم بکا تھا دل میں رونا بھی ہوا اچھا — وہ منضج دلکو اور آنکھوں کو یہ مسہل مبارک ہو
خلافِ شیدۂ رندانِ حدت زہد والوں کو — کمالِ نفی و اثباتِ حق و باطل مبارک ہو
بہت اچھا ہوا تم پار اترے بحر سودے سے — یہ ساحل نامبارک تھا وہ ساحل مبارک ہو
تجلی گاہِ دیدار [illegible] مشق آئینہ — دلِ عارف ہی۔ عارف کو صفائی دل مبارک ہو
[illegible] تسلیم شغلِ عشق بازی — حقیقی ہو مجازی ہو یہ الحاصل مبارک ہو

ولہ

ہے اس تن میں تن اور توحید والو — اسی دید میں دید ہے دید والو
جو سے کہتے ہو ہم۔ تم ہو یا اور کوئی — کرو یہ تو تحقیق تقلید والو
شہادت کے گلشن میں گل مختلف ہیں — کرو سیرِ اطلاق تقلید والو
فقط یک نظر میں تمھیں بخشدے گا — نہوں اس سے نومید امید والو
عمل ہے جزا شرط ہے علم اے دل — کرو فکر تجویز تمہید والو
جلالی تجلی سے خورشں ہے جمالی — کرو سیر مہتاب خورشید والو
نہ دیکھو کسی شے کو بے ہستیٔ حق — یہ وادید تسلیم سے دید والو

ولہ

زندگانی کا مزا دم بھر ہے ابن الوقت کو
موت فوت وقت ہے بہتر ہے ابن الوقت کو

دیدہ اور وادید میں حیرت کا عالم کیوں نہو
ایک نقطہ عشق کا دفتر ہے ابن الوقت کو

فرصت دولت سرائے دل نہایت تنگ ہے
وہ دریچہ بادشاہی در ہے ابن الوقت کو

ذکر میں شربت جو منہ بھر بھر کے آتا ہے خلا
جرعۂ شیرینی کوثر ہے ابن الوقت کو

رائگاں کھوتے نہیں حسرت زدہ ہوتے نہیں
ہر نفس سرمایۂ جوہر ہے ابن الوقت کو

ناظر نور تجلی ہیں کسی حالت میں ہوں
ذرہ ذرہ نیر اکبر ہے ابن الوقت کو

دیکھ لو تسلیم نور حق بصیرت ہے اگر
دید میں ہر ایک شے منظر ہے ابن الوقت کو

ولہ

آشنا ہے لو دید کی لذت دیکھو
حق شناسوں میں جلوہ دم کی حلاوت دیکھو

دل ہو ہم رنگ دوئی ہے ابھی یکرنگی سے
رنگ دیتی ہے خدا دادوں کی صحبت دیکھو

کبھی صورت کا نمونہ ہے نمایاں ہوگا
دل کے آئینہ میں تم اپنی شباہت دیکھو

تم عبث ڈھونڈتے پھرتے ہو خدا کو ہر جا
کون ہو پہلے تم اپنی تو حقیقت دیکھو

عرش تک جاتے ہیں اور آتے ہیں مانند نظر
ماشاءاللہ یہ خدا والوں کی ہمت دیکھو

آئینہ خانہ میں کثرت کے بصیرت والو
صاف آتی ہے نظر صورت وحدت دیکھو

میں سمجھتا ہوں غضب کو بھی تمہارا رحمت
یہ وفائی یہ صفائی یہ محبت دیکھو

زندگی میں کرو اللہ سے الفت پیدا
الفت اس عالم دنیا کی ہے کلفت دیکھو

آؤ دل والوں میں گر آنکھ ہے تمکو تسلیم
حضرت دل ہیں کہ اللہ کی قدرت دیکھو

ولہ

تجلی میں کیا کیا تجلا ہے دیکھو
اسی نور کا یہ اجالا ہے دیکھو

کہیں حسن کا اس سے جوہر بپا ہی دیکھو
کہیں عشق کا اس سے مظہر ہی دیکھو

ہے پردہ میں صورت صورت اُسکی
یہ صورتیں کیا کیا کرشمہ ہے دیکھو

جو کانوں تو سنتے ہو کہتا وہی ہے
جو تم کہہ رہے ہو وہ سنتا ہے دیکھو

یہ بے رونقی میں ہے رونق اُسیکی
ہر یک رنگ میں وہ چمکتا ہے دیکھو

شہادت ہوا غیب ہے دیدہ والو
وہ پنہاں ہے دیکھو وہ پیدا ہے دیکھو

بنا اپنی صورت کا دیوانہ مجکو
دیا سر میں الفت کا سودا ہی دیکھو

شبیہ بشر میں شباہت ہے کسکی
یہ پتلے میں کیا کیا تماشا ہی دیکھو

جو [illegible] رہا ہے تسلیم دل پر بشر کے
وہی نقش چہرہ پہ اُسکا ہی دیکھو

ولہ

نظر سے پھیر لیتے ہیں دلوں کو
خدا نے دی ہے قدرت ظالموں کو

تجلی الٰہی کا تماشا ہو
نصیب چشم ہے صاحبدلوں کو

انہیں جب پیار آتا ہے زیادہ
جلاتے اور بھی ہیں دل جلوں کو

مبارک وصل کی شب ہے کرو شکر
نہ لاؤ منہ پہ شکووں اور گلوں کو

جو غم ہوگا تو دنیا ہی کا ہوگا
عدن میں ذکر دوں کو شاغلوں کو

یہاں کا دور آنکھوں میں پھریگا
کریں گے یاد جب ان محفلوں کو

جو دل تھا لے چکے پھر بیدلی سے
ستاتے کیوں ہو جاناں بیدلوں کو

بیاں کرتے ہیں عارف کے اشارے
کہ یک نکتہ ہے کافی عاقلوں کو

دو دل تسلیم الفت سے ہیں یکجا
نہیں باور تو پوچھو دل ملوں کو

ولہ

تہنیت دیتا ہوں اللہ کے دیوانوں کو
مژدہ پہنچاتا ہوں بتخانہ کے مستانوں کو

کیا تجلی ہے کہ دل جس پہ فدا ہوتا ہے
شمع روشن ہے جلا دیتا ہوں پروانوں کو

رند حق کہتے ہیں ناحق نظر آتا ہے تمہیں
زاہد و حق نہ سنو بند کرو کانوں کو

دلکو پالیتے ہیں دل والونکی صحبت ہوئے
دید کا لطف ملا دم کے نگہبانوں کو

دور ہو دائرہ کون و مکاں میں پیدا
ساقیا پھیر تو دے آنکھوں کے پیمانوں کو

مجھسے تسلیم وہ کچھ بات کریں یا نکریں
یک نظر لاکھ تسلی ہے پریشانوں کو

ولہ

نگہباں خدا ہے چلو سفر کو چلو
سفر وطن کا ہے لوگو خوشی سے گھر کو چلو

سرا میں سو رہے آرام سے تو شب گزری
ہے وقت صبح کا جلدی کسو کمر کو چلو

ق

بہت ہے سخت کٹھن دلکی ہے دوسری منزل
مقام پہلا ہے تم کشورِ نظر کو چلو

مقام روح میں تک جاؤ صورت برزخ
نہ تم اِدھر کو چلو اور نہ تم اُدھر کو چلو

کہ یہ مقام جلالی ہے لا اُبالی ہے
ہلاک ہوگے سفر میں نہ دوپہر کو چلو

عجب ہی رہتے ہو دنیا میں اجنبی بنکر
خدائی کسکی ہے دیکھو خدا کے گھر کو چلو

اگرچہ سخت ہے تسلیم راہ مولا کی
خدا کا نام لو اور تھام لو جگر کو چلو

ولہ

آدمی ہستی سے اپنی جب تلک غافل نہو
لطف ہستی کچھ بجز ذاتِ حق حاصل نہو

زندگی کے خوش نتیجے حشر میں پیش آئیں گے
جیفۂ دنیا کے جانب دل اگر مائل نہو

بعد مرنے کے خدا کی گر حضوری چاہیئے
زندگی میں یاد سے اللہ کے غافل نہو

دام و دد سے بھی اُسے بدتر سمجھنا چاہیئے
جس بشر کو سر ہو سینہ ہو دماغ اور دل نہو

دید وجہ اللہ کی لذت ملے ممکن نہیں
جبتلک انساں عشق میں اللہ کے کامل نہو

نفسِ امّارہ کے قابو سے نہو گر دل بری
راستہ اللہ کا تسلیم کچھ مشکل نہ ہو

ولہ

بے خبر ہوں نہیں خبر مجھکو
نفع حاصل ہے یا ضرر مجھکو

اپنے در کے سوا مرے مولا
گردشیں دے نہ دربدر مجھکو

پیہ تیرے اے مرے نظر کے نور
کوئی آتا نہیں نظر مجھکو

یاد آیا جو ماہ رُو میرا
نیند آئی نہ رات بھر مجھکو

اُڑ کے آتا میں تیرے کوچے میں
ہوتے گر یار بال و پر مجھکو

ثمرہ ذکا جس سے حاصل ہے
مل گیا دم کا وہ شجر مجھکو

تو نہیں تو نہیں وہی ہے وہی
کیا ندا دی معتبر مجھکو

گو ہے تسلیم [illegible] کا پتلا
مل گیا خاک میں گہر مجھکو

ولہ

الٰہی لے تو رحمت میں رسول اللہ کی امت کو
نہ کر تو دور سر سے سایہ دامانِ رحمت کو

بنی رکھ یا الٰہی بیت احمد ﷺ کی عترت کو
ترقی دے ہمیشہ دین و ایماں کی دولت کو

ترے محبوب کی امت سے رکھ تو دور یارب تا
بلا کو رنج کو آفت کو ماتم کو مصیبت کو

بلا کو دور رکھ رحمت سے یارب فضل ہے تیرا
غضب اور قہر پر سبقت ہے تیری رحمت کو

ترا ارشاد ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ
ہیں تکتے اہلِ معصیت تمام روئے رحمت کو

الٰہی حشر کے میداں میں تکتے رہیں گے ہم
تری رحمت کو اور حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کو

پذیرا ہو دعا تسلیم عاصی کی خدایا
نہ کر رسوا قیامت میں گنہگارانِ امت کو

ولہ

دل ہے راہِ حقیقت کی ہوس گر تجھکو
رکھ تو محفوظ کہ دیتا ہوں دُرِ گوہر تجھکو

ذکر خالق کا ہو مخلوق سے نیکی ہر حال
دو جہاں میں کرے اللہ بہتر تجھکو

یہ وہ جوہر ہیں کہ دُر جن میں ہیں گر دل کی
سنگ ریزے نظر آئیں زر و گوہر تجھکو

تو مرا بھید ہے میں بھید ہوں تیرا یا لے
کہا خالق نے بنا ذات کا مظہر تجھکو

راحت و رنج میں اللہ خوشی میں غم میں
یاد رکھ یاد ہے اللہ کی بہتر تجھکو

کہو تسلیم سے تو عرش کا طائر بن جا
ذکر کے فکر کے حق نے دئے دو پر تجھکو

ولہ

بنا آئینہ سب کو دیکھا ہمیں رب کو
بنا آئینہ رب کو دیکھا ہمیں سب کو

کبھی دیکھو عارض کبھی دیکھو کاکل
نہ غفلت میں کھو رائگاں روز و شب کو

محبت سے بڑھکر تلطف سے بہتر
سمجھتے ہیں ہم آشنا کے غضب کو

یہ نکتہ ہے باریک ہر خیر و شر میں
مسبب کو دیکھو نہ دیکھو سبب کو

محبت میں تسلیم جانے نہ دو تم
وفا کو صفا کو حیا کو ادب کو

ولہ

جو کچھ ہے تو ہی ہے تیرے نہیں ہستی کسی شے کو
نہ ساقی کو نہ مینا کو نہ میخانہ کو نہ مے کو

ہے چونیت میں شکل کن کلام آشنا بیچون
بنایا مظہر صوت احد نائی کو اور نے کو

محبت راہ حسن اور حسن راہ کشور دل ہے
تکا کرتا ہوں ہر جا تو بہ بے دریا اسی بے کو

میں وہ کشورستان ملک روشنی ہوں دنیا میں
نہ لوں گر مفت بھی ملتا ملک روم اور رے کو

رہیں بیگانہ و غیر و نزات تسلیم آشنا بن کر
کیا ہو حاصل تھا پابوسی سے مرشد کے میں پی لے کو

ولہ

اگر خدا کی طلب میں تم ہو تو اپنی آنکھوں کے گھر میں گم ہو
نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو

اگر میں دل گم جو ہو تو بس ہے خدا کے ملنے کی گر ہوس ہے
نہ سرد میں گم نہ گرم میں گم نہ خشک میں گم نہ تر میں گم ہو

تو سیر عالم کی کرو لیکن رہو تو دل کی گلی میں ساکن
نہ شہر میں گم نہ دھر میں گم نہ بحر میں گم نہ بر میں گم ہو

اے مری پیاری نگاہ سن رکھ۔ خیال تخم اپنے دل میں چن رکھ
نہ شاخ میں گم نہ برگ میں گم نہ بار میں گم نہ بر میں گم ہو

تو گم ہو تسلیم ذاتِ حق میں تو محو ہو جا اسی سبق میں
نہ کعبہ میں گم نہ دیر میں گم نہ خیر میں گم نہ شر میں گم ہو

ردیف نون

ولہ

لا مقصود دینی الا ہو لا الٰہ الا ہو ‌ ‌ لا معبود لی الا ہو لا الٰہ الا ہو
لیس الظاہر الا اللہ لیس الباطن الا اللہ ‌ ‌ ما فی قلبی [illegible]
لیس الاول الا اللہ لیس الآخر الا اللہ ‌ ‌ ما فی روحی الا ہو لا الٰہ الا ہو
ما فی الدنیا الا اللہ ما فی العقبیٰ الا اللہ ‌ ‌ لیس الذکری الا ہو لا الٰہ الا ہو
لیس الوحدۃ الا اللہ لیس الکثرۃ الا اللہ ‌ ‌ ما فی فکری الا ہو لا الٰہ الا ہو
لیس الشافی الا اللہ لیس الکافی الا اللہ ‌ ‌ ما فی نفسی الا ہو لا الٰہ الا ہو
لیس الذاکر الا اللہ لیس المذکور الا اللہ ‌ ‌ ما فی لسانی الا ہو لا الٰہ الا ہو
لیس الموجود الا اللہ [illegible] الا اللہ ‌ ‌ ما فی شغلی الا ہو لا الٰہ الا ہو
لیس المولیٰ الا اللہ لیس الوالی الا اللہ ‌ ‌ ما فی وجدی الا ہو لا الٰہ الا ہو
لیس صنائی الا اللہ لیس حامی الا اللہ ‌ ‌ لیس ولائی الا ہو لا الٰہ الا ہو
ما فی تسلیم الا اللہ ما فی الفہم الا اللہ ‌ ‌ لیس لحانی الا ہو لا الٰہ الا ہو

ردیف ہا

صاحب کو اپنے یاد کرو تم خوشی کے ساتھ ‌ ‌ آنکھوں نے منہ سے ولے تصویر بھی کے ساتھ

صاحب کو بھول کر نہ کبھی بھولنا ہے دل
ہے اسکے دوستی نہ کرو تم کسی کے ساتھ

پہچان لوگے جوہر دل کو دوستی میں
گر دوستی کروگے کسی جوہری کے ساتھ

وہ کام سب بجا جو کریں بیخودی میں ہم
وہ کام بھی برا جو کریں ہم خودی کے ساتھ

پاؤگے جان جاں سے جاناں کو پاؤگے
ذکر خدا کروگے اگر شاہدی کے ساتھ

مشتاق دید ہو زندگی میں تم
صاحب اگر بلا سے جاؤ خوشدلی کے ساتھ

تسلیم کیوں دعا نہ ہوگی خدا کے پاس
جب ہم دعا خدا سے کریں عاجزی کے ساتھ

ولہ

کسی شے میں نہیں کھلتا جمال یار بے پردہ
کسی پردہ میں دیکھو تم رخ دلدار بے پردہ

جیتے تک ذکر کرلو پھر نفس سے کروگے کیا
نہ دیکھو گے دل سے صد آثار بے پردہ

خودی میں بیخودی ہے ان عزت جلوہ برزخ
یہاں پردہ میں حجاب ہم نہ ہو دیدار بے پردہ

ہوا ... خواہ عابد ہو خواہ زاہد ہو یا عالم
... دربار باری میں کسیکو بار بے پردہ

... ہو ... تو ... پورا ...
نہیں کرتا کسی کے عیب کو ستار بے پردہ

ادھر حیرت ادھر غیرت کہوں کیا پوچھئے کیا
نہیں کھولا خدا بھی لوح کے اسرار بے پردہ

اگر ہم وجد میں آ کر کہیں تسلیم الا اللہ
ابھی پردہ سے ہو جائیں در و دیوار بے پردہ

ولہ

میں ساتھ ہوں فلک کے ستمگر جفا کے ساتھ
... کیا کس لیے وفا کے ساتھ

دل زلف میں پھنسا ہی پھنسی زلف میں ہے
... بلا ہے تو ہم میں بلا کے ساتھ

گلشن سے بوے مشک جو آتی ہے مغز میں
شاید کہ بوے زلف ہے ... صبا کے ساتھ

دل ہمنے دلربا کو دیا کیا برا کیا
... آشنا سے ... آشنا کے ساتھ

تسلیم آرزو ہے تو ہے آرزو یہی
رخصت ہو ... کر خدا کے ساتھ

ولہ

ہوا جو بارگاہِ عشق کا قسمت سے وابستہ
رہا اس پر درِ کاشانۂ حرمِ حق ہو وابستہ

نہ ہو وارستہ دامِ ذکر سے دل باخدا بستہ
ہے مرغِ جانِ عارف رشتۂ وحدت سے پابستہ

ہے نازیبا جواں مردوں کو سب آرائش و زینت
اسیرِ مشت ہو جاتا ہے خود دستِ حنا بستہ

کلیدِ دیدبانی گردشیں کرتی رہی پھر وہ
مگر کھولی نہیں قفلِ درِ چشمِ حیا بستہ

دو عالم کی کشائش بسطِ یک ساعت میں ہے بیجا
رہا دل قبض کی حالت میں گرچہ سالہا بستہ

ہے یہ یک طائرِ قدسی نہ سمجھو اسکو تم وحشی
قفس میں تن کے مرغِ روح رہتا ہی ہو پا بستہ

زبانِ ناآشنا کیونکر نہ ہو شکر و شکایت سے
کہ ہیں سر رشتۂ تسلیم سے اہلِ رضا بستہ

ولہ

تماشا روح کا اے دیدہ تن میں آ اور دیکھ
بہار آئی ہے بلبل چمن میں آ اور دیکھ

اگر ہو روح کو وادی میں سبک روحی
تجلیاتِ مثالی کفن میں آ اور دیکھ

فرشتے نزع میں کھینچتے ہیں روح عارف سے
محبت اہلِ وطن کی وطن میں آ اور دیکھ

غرورِ نفس کو زاہد جو زہد میں ہے ترے
لباسِ رندیٔ نخوت شکن میں آ اور دیکھ

خدا ہے آپ مددگار بھولے بھالوں کا
مزہ ہے جینے کا دیوانے بن میں آ اور دیکھ

نیاز مند ہوں ناز نہ گفتگو میری
زبانِ یار تو میرے دہن میں آ اور دیکھ

مزا ہے راحتِ باطن کا عشق میں تسلیم
تو آپ دیدۂ ناوک فگن میں آ اور دیکھ

ولہ

جبتک نہ ہو یقین اجابت خدا کے ساتھ
کیونکر دعا بشر کی ملے مدعا کے ساتھ

دنیا بھی انکی نیک ہے اور عاقبت بھی نیک
کرتے ہیں زندگی جو خدا کی رضا کے ساتھ

کیا خوش نصیب ہیں کہ یہ کلفت سرائے ہم
جائیں خدا کے پاس دلِ باصفا کے ساتھ

اس خوف سے کہ راہِ نظر سے نہ چوک جائیں
ہم سب کے ساتھ رہتے ہیں پر دل خدا کے ساتھ

یک جان کیا ہزار بھی ہوں تو فدا کریں
تسلیم گر ہو بندوں کو الفت خدا کے ساتھ

قصیدہ نعتیہ

یارب ہے مرے دل میں تمنائے مدینہ
جا گیر جگر میں ہو مرے جائے مدینہ

کیا غیرتِ فردوس ہے صحرائے مدینہ
ہے عرش سے خوش فرشِ معلائے مدینہ

ہو باغِ ارم کی نہ کبھی پریوں کو پروا
یک چشم اگر دیکھیں تماشائے مدینہ

حوروں کو بھی فردوس کی حسرت جو دیکھیں
یہ وسعتِ میدانِ مصفائے مدینہ

دیدار خدا دیکھوں اسی روز جو دیکھوں
دیدار شہِ انجمن آرائے مدینہ

ہے اکسیرِ داروئے بیماریِ عصیاں
فیضِ نفسِ پاک مسیحائے مدینہ

بازارِ دو عالم میں ہر اک جنس بشر کو
ہر سود سے بڑھ سود ہے سودائے مدینہ

نعم البدلِ خواہشِ دیدارِ خدا ہو
دیکھوں جو رخِ شاہدِ رعنائے مدینہ

غالب ہے کہ غش کھا کے گروں عشق سے گر کے
دو تین قدم آگے جو رہ جائے مدینہ

ہوگا کوئی دن عمر کا یارب مرے ایسا
مر جاؤں تو مدفن مرا ہو جائے مدینہ

ہر چند گنہگار ہوں پر خوف نہیں کچھ
مولا مرا محشر میں ہے مولائے مدینہ

تسلیم دعا ہے تو یہی ہے کہ جیتے جی
یکبار خدا آنکھوں سے دکھلائے مدینہ

مربع در ذکر حق

اللہ و اللہ اللہ و اللہ
پہلی ہے منزل سیر الی اللہ

ہیں بعد اس کے ہے سیر فی اللہ
الحمد للہ والشکر للہ

پہلے دلوں کو تم صاف کر لو
پھر خیر و شر میں انصاف کر لو

نیک اپنے دل کے اوصاف کر لو
یا ایہا الیکم قل صدق اللہ

درگاہِ حق ہے عالی معالی
واں جلوہ گر ہے نورِ جلالی

دیکھو گے جب تم وہ لاابالی
گر تم خودی سے بے خبر ہو گے
بس خادم صاحب کے ہو گے

دل سے بھلا کام لیتے رہو تم
اللہ کا نام لیتے رہو تم

کیا ابتدا میں کیا انتہا میں
سب میں خدا ہے سب ہیں خدا میں

ہے نفس دشمن دھوکا نہ کھاؤ
ذکر خدا میں خوشیاں مناؤ

رنجور دل ہے ہشیار رہو تم
جا کر لحد میں راحت سے سو تم

ناآشنائی سے غیرت میں
ڈوبا ہوا ہے کو معصیت میں

ڈر رہو گے تم ہمیشہ من خشیۃ اللہ
تم گر رہو گے تسلیم امر اسکا ہو گے
کہ لاریب فیہ واللہ کی حق اللہ

جنت کا انعام لیتے رہو تم
جاءَ علیکم فضل من اللہ

جو کچھ ہے حق ہے اور سب ہے ما سوا
لا ما سوی اللہ الا ہو اللہ

دنیا رہا ہو شئے نہ چاہو
راحت نہیں ہے فی ما سوی اللہ

بیمار داری دل کی کرو تم
کونوا مبشر من توبۃ اللہ

تسلیم گم ہو تو عینیت میں
مایوس مت ہو من رحمۃ اللہ

مثلث در ذکر حق

ھو اللہ اللہ اللہ اللہ
علیٰ کل حال فقل حسبی اللہ

خدا ایک ہے لاشریک اور واحد — اگر جس پڑھے کلمہ شہادت کا شاہد

رکھے شرک سے ہمکو محفوظ اللہ

ہر یک شے سے پیدا ہے جلوہ خدا کا — جو خالق ہے ہے ہر ابتدا انتہا کا

ہے باقی خدا اور فانی سوا اللہ

ہے باطن وہی اور ظاہر وہی ہے
ہے اول وہی اور آخر وہی ہے
حقیقت میں فانی ہے سب ماسوا اللہ

اُسیکا ہے جلوہ اُسیکا ہے عالم
کہاں سے کدھر کے بھلا کون تم ہم
ہے سیر من اللہ الی اللہ و فی اللہ

اگر امر سے اس کے ہوتا ہو واقف
اُٹھا ہاتھ شکر و شکایت سے عارف
اگر خیر ہے شر ہے الحکم للہ

قل الروح من امر ربی جو بولا
تو پردہ میں پردہ حقیقت کا کھولا
صدا ہے ہر یک شے سے انی انا اللہ

عیاں میں وہی ہے نہاں میں وہی ہے
نہیں دوسرا دو جہاں میں وہی ہے
ہر یک ذرہ ذرہ میں ہے نور اللہ

کہیں دیکھتا اور دکھتا کہیں ہے
کہیں بیچتا اور بکتا کہیں ہے
لکل التعجب مما یشاء یفعل اللہ

خدا میں ہیں سب اور سب میں خدا ہے
یہ اُس سے جدا وہ نہ اس سے جدا ہے
ھو اللہ مع الکل کل مع اللہ

کہیں آپ مشہود شاہد کہیں ہے
کہیں آپ محمود حامد کہیں ہے
یہاں بھی ہے اللہ وہاں بھی ہے اللہ

کہیں آپ مجنوں ہے لیلے کہیں ہے
کہیں آپ وامق ہی عذرا کہیں ہے
ہے بس عاشق اللہ معشوق اللہ

محبت کا ساماں کہیں باندھتا ہے
کہیں وصل دیتا کہیں اندھتا ہے
عجب بھید ہے اسکا واللہ فو اللہ

ہر یک شے میں جلوہ عیاں اُس کا ہے
مزہ طرفہ دلبر کے دیدار کا ہے
وَمِنْ کُلِّ شَیٍٔ فَارْجِعْ اِلَی اللّٰہ

موحد وہی جو حقیقت کو پائے
جو عارف کہلائے اگر شرک لائے
سملے حالہ قالہ لعنۃ اللہ

کسیکی عداوت سے رنجیدہ ہونا
کسیکی محبت سے خندیدہ ہونا
نہیں کام عارف کا استغفراللہ

ہر یک وقت ہر جائے ہر شے سے عارف
ظہور تجلیٔ حق سے ہو واقف
ہے حق القاب انما اینک فثم حق اللہ

وہ معبود میرا وہ مقصود میرا
وہ مسجود میرا وہ محمود میرا
میں ناچیز کیا چیز ہوں اللہ اللہ

اگر کوئی دشمن ہو یا دوست میرا
مگر شغل دل ہے ہمہ اوست میرا
بھلائی برائی سب ہے من جانب اللہ

بہر حال ہے میرا مطلب اُسی سے
مرا کام ہے روز و شب سب اسی سے
ہر اک حال میں میرا والی ہے اللہ

کبھی قبض ہے اور کبھی بسط طاری
نہیں ایک حالت یہ حالت ہماری
ہے ارشاد حضرت کا بس لی مع اللہ

اگرچہ مکاں لامکاں میں وہی ہے
نشاں میں وہی بے نشاں میں وہی ہے
مگر غیر مرشد نہ حاصل حصول اللہ

اگر غم ہو آفت ہو صابر ہو سالک
بہر حال صاحب کا ذاکر ہو سالک
بکل المصائب فقل انا للہ

گنہگار میں ہوں تو غفار تو ہے
بہر عیب سے میں ہوں ستار تو ہے

مجھے پاس کیونکر ہو مین ہر تہمت

ہوا ختم جب ذکرِ خلاق اکبر

کہا دل نے تسلیم کو بارک اللہ

ردیف یا

قصیدۂ نعتیہ

ہے کلام اللہ فصاحت آپکی — لامکاں تک ہے بلاغت آپکی

ہے دو عالم میں رسالت آپ کی — دین و دنیا میں ہے شوکت آپکی

ہے اگر شوکت تو شوکت آپ کی — ہے اگر عزت تو عزت آپکی

آنکھ جھپلاتی ہے اچھی چیز پر — کیوں نہ دیکھوں پاک صورت آپکی

اک زمانہ مجھسے پھر جائے تو کیا — پر نہ پھر جائے طبیعت آپکی

ہیں سلاطیں آپ کے در کے گدا — فقر اور فاقہ ہے دولت آپکی

اللہ اللہ کہکے دم کھاتا ہوں میں — دیکھتا ہوں جب شباہت آپکی

گر خدائی آپ کو چاہے تو کیا — ہے خدا کو بھی تو چاہت آپکی

آپ جب ہیں رحمۃ للعلمین — ہم کو کافی ہے شفاعت آپکی

جسکو بخشیں آپ بخشے گا خدا — رحمتِ خالق ہے رحمت آپکی

جائیں گر دوزخ میں اہلِ معصیت — واسطے کسکے ہے رحمت آپکی

پنج وقتہ عرش پر اور فرش پر — دیکھئے بجتی ہے نوبت آپکی

اپنی امت میں نکرئیے شریک — انبیا کو ہے شکایت آپکی

ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قرصِ قمر — ہیبت اللہ کی ہے ہیبت آپکی

یا رسول اللہ مدد کا وقت ہے — ہے پریشانی میں امت آپ کی

کیوں نہ حامی ہوں کہ پاس اللہ کے — ہے بزرگی بے نہایت آپ کی

ق

دلھنوں کو دی جہنم سے نجات — یا رسول اللہ نکہت آپ کی

بیٹنے ملتے تھے پسینہ آپ کا — جس میں تھی خوشبوئے رحمت آپکی

کیوں نہ ہو تسلیم کل کی مغفرت — بخشوانے کی ہے عادت آپکی

ولہ

یاد میں جب تم فنا ہو گئے بقا بن جاؤ گے — ذکر وہ شے ہے کہ مذکور خدا بن جاؤ گے

ذکر میں تم محو ہو اور ذات میں ہو جاؤ گم — جیسا پانی، دو دمیں ٹیکو تو کیا بن جاؤ گے

موج دریا جب الٰہی پانی میں پانی ہو گئی — آشنا میں جب ملو گے آشنا بن جاؤ گے

جو نمک میں چیز ملتی ہے وہ ہوتی ہے نمک — جا ملو روشن لوں سے تو ضیا بن جاؤ گے

دم کی بوٹی جب کھرل میں نکلے پیسی جائیگی — دیدِ آتش ہے کہ تانبے سے طلا بن جاؤ گے

نیستی ہستئ خالص ہے ہوس ہے گر تمھیں — خاک ہو جاؤ تو خود ہی کیمیا بن جاؤ گے

اے جنابِ عشق بیماری مری خود آپ ہو — رفتہ رفتہ آپ ہی میری دوا بن جاؤ گے

برقِ دیدارِ الٰہی سے جلو گے تم اگر — آنکھ میں ملک و ملک کے تو تیا بن جاؤ گے

بادشاہوں سے کہو تسلیم یہ دولت ہے وہ — گر ملے تم کو نصیبوں سے گدا بن جاؤ گے

ولہ

کیا قہر ہے نازِ ستم انداز میں اُن کے — اللہ کی قدرت ہے چھپی ناز میں اُن کے

ہے اور کرشمہ ستم ناز میں اُن کے — حیرت ہے مسیحا کو بھی اعجاز میں اُن کے

ہنستے میں ادھر ہیں تو ادھر روتی ہیں آنکھیں — کیا جانئے کیا بات ہے انداز میں اُن کے

آنکھیں ملک الموت ہیں لب ہیں مسیحا — آتا نظر انجام ہے آغاز میں اُن کے

یک بات میں تسلیم ہو زندہ دلِ مردہ
اعجازِ مسیحائی ہے آواز میں اُن کے

ولہ

دنیا میں کبھی دولتِ عقبےٰ نہیں ملتی
اور عالمِ عقبےٰ میں یہ دنیا نہیں ملتی

دیتا ہے تو بے مانگے زمانہ کی مرادیں
کیا میری مراد اُسے مرے مولا نہیں ملتی

محشر میں جزا ہو کہ سزا عدلِ خدا سے
اعمال سے ملتی ہے تو بیجا نہیں ملتی

گو لاکھ کریں فکر کسی چیز کی لیکن
تقدیر سے کم اور زیادہ نہیں ملتی

ممکن نہیں تسلیم کہ وہ درد نکل جائے
جس درد سے اُس شخص مسیحا نہیں ملتی

ولہ

مشتاق وہی لوگ ہیں دیدارِ خدا کے
سرمست جو ہیں ساغرِ بزمِ عرفا کے

دنیا کی حلاوت کو بہت یاد کریں گے
جنت میں وہی لوگ جو ذاکر تھے خدا کے

طلب اپنی طبیبوں سے کبھو عاشق نہیں
بیمارِ محبت نہیں محتاج دوا کے

افلاک بھی گر ٹوٹ پڑیں سر پہ ہمارے
شکوے نہ کرینگے کبھی ہم اُنکی جفا کے

مرضی پہ خدا کے جو یہاں جیتے ہیں تسلیم
پابند وہی لوگ ہیں تسلیم و رضا کے

ولہ

حق کا ارشاد ہے تو اپنے کو پہلے پالے
بعد ہمکو بھی پاتے ہیں پانے والے

پاک غفلت سے تو کر دل کہ نہیں کچھ کھلتا
جب تلک دور نہوں آنکھوں سے پھولے جالے

وہ نکلتا نہیں پھر دل مرا کیونکر نکلے
چاند کو ایک ہے ہالہ یہاں سو ہالے

رنج تجھسے ہے تو بے کام اسی سے تجکو
یار کو اپنے کسیطرح سے تو بہلا لے

بارشِ ابر ہے یا ریزشِ دریا تسلیم
ایک نالے سے جہاں بہتے ہیں صدہا نالے

ولہ

ماسوا اللہ سب اضافی ہے
میرے صاحب کا نام کافی ہے

اشک ریزی ندامت اور توبہ　　معصیت کی یہی تلافی ہے
ہم کریں جرم وہ کریں رحمت　　کس قدر جرم کی معافی ہے
عفو کرنا خطا عطا کے ساتھ　　مقتضائے مزاج صافی ہے
شانہ کھلتا ہے زلف سے تسلیم　　شعر گوئی بھی موشگافی ہے

ولہ

راحت نہیں پایا کوئی دنیائے دنی سے　　شاہوں سے فقیر وہی اچھے ہوئے غنی سے
دولت ہو ریاست ہو مگر لاش کے ہمراہ　　دنیا سے زیادہ نہیں جاتا کفنی سے
کیسا ہی گنہگار ہو بخشے گا وہ صاحب　　پر دور رہو شرک سے اور دل شکنی سے
در مانگنے والے کو اگر ہو تو - وگرنہ　　دل خوش تو کرو نرمی سے شیریں سخنی سے
دل کھلتے ہیں بیدار ہیں جوں غنچے چمن میں　　کھل جاتے ہیں کلی میں نسیم چمنی سے
ہشیار رہو نفس کے قابو سے وہ سفاک　　غارت ہے کیا قافلوں کو راہ زنی سے
اللہ جو چاہے سو کرے چپ رہو تسلیم　　توبہ کرو اندیشۂ مائی و منی سے

ولہ

مژگاں کی نوک اور ہے یہ تیر اور ہے　　ابرو کی جھوک اور ہے شمشیر اور ہے
ہو پست یا بلند صدا کچھ نہیں جدا　　بم گرچہ اور نام کو ہے زیر اور ہے
کیوں جان مارتے ہو ریاضت میں زاہدو　　مرنے کے آگے مرنے کی تدبیر اور ہے
نسخہ نہ لکھو طبیب یہ تپ کی دوا ہے دید　　قرص میں تجلی اور تباشیر اور ہے
پیمبر کے جو نہیں وہ رہیں محشر میں بھی اسیر　　جولانہ اور زلف کی زنجیر اور ہے
تسلیم گرچہ اہل سخن کم نہیں مگر　　صاحب دلوں کے شعر میں تاثیر اور ہے

ولہ

جو وہ نور احد فخر عرب ہے　　احد جالبس میں ستر میں رہا ہے

[illegible] نور رستہ ہے　　الگ دیکھو [illegible] کب ہے
اگر ہے شوق یک جا کر رہے　　احد احمد میں کرشمہ عجب ہے
ادب ناحق ثناسوں کا ہے بیجا　　کہ احمد حق ہے رب حق بہ ادب ہے
عرب احمد سے مع کو دکر دیکھ　　احد احمد ہے یا رب سے عرب ہے
محبت ہے رسول اللہ کی فرض　　خدا سے آشنائی مستحب ہے
لبوں سے دور نام اللہ کا ہے　　مگر نام محمد لب بلب ہے
خدا کا رحم ہے حضرت کی رحمت　　غضب حضرت کا اللہ کا غضب ہے
[illegible] احادیث میں خلق تسلیم　　ہے وحدت بس اگر تجھکو طلب ہے

ولہ

[illegible] کی　　یہ بری و الطافی لذت طیر کی
[illegible] اللہ کا جادہ ہے ایک　　واں نہیں پروا حرم اور دیر کی
ماسوا اللہ اور اللہ عکس و شخص　　ایک ہی حالت ہے عین اور غیر کی
جوں قلم مجبور ہے کاتب کے ہاتھ　　کیفیت کیا کہئے شر اور خیر کی
گر نہو نقطہ۔ عدد دو تو ہیں ایک　　گو ہے برزخ اور سر اور سیر کی
غیر کے تسلیم کو دم میں نکال دے　　ہے نفی الا اللہ کی جب فیر کی
صلح کل سے ہو گیا تسلیم رام　　نفس میں گرچہ ہے عادت بیر کی

ولہ

گر مجھے شوکت دنیا کی تمنا ہوتی　　دیکھتے لوگ کہ کیا کیا مری دنیا ہوتی
جوش الفت ہے جو سینہ نہ بھر آتا میرا　　چشم کیوں حسرت طغیانی دریا ہوتی
طور ہوتا نہ اگر کشتۂ برق دیدار　　چشم گر دم کی نہ منزل گہ شرا ہوتی
طرفۃ العین میں ہم اور ہی کچھ ہو جاتے　　ماسوا کو نہ سے اگر فکر تبرا ہوتی

نابعد وہ دنگی مری بیگانوں میں گنی گنتی　　مجکو تسلیم اگر خواہش عقبےٰ ہوتی

ولہ

جب سنتے ہو فریاد مری پر نہیں سنتے　　سنتے بھی ہیں تو کان لگا کر نہیں سنتے
جب کہتا ہوں دلبر مری کہو مگر نہیں سنتے　　کہتے ہیں کہ دلبر ہیں تو دل بھر نہیں سنتے
در دیدہ دلی سے کبھی کہنے کو ہمارے　　رو کر نہیں سنتے کبھی ہنس کر نہیں سنتے
حکام جو اس وقت ہیں وہ بندۂ زر ہیں　　محتاجوں کی فریاد بھی بے زر نہیں سنتے
وہ سب کی ثنا کرتے ہیں تسلیم ہماری　　سنتے نہیں جو کچھ تو سمجھ کر نہیں سنتے

ولہ

دل تڑپتا ہے دلربا کے لئے　　جیسا گرمی زدہ ہوا کے لئے
بد دعا سے گلے سے باز آؤ　　ہے زباں شکر اور دعا کیلئے
رات دن کرو دعا کہ دستِ دعا　　ہے سپر نیزۂ قضا کے لئے
ہوں خطا وار یا رسول اللہ　　رحم فرمائیے خدا کے لئے
کام آئے گا آخرت میں ہی　　کام خالص جو ہے خدا کے لئے
مال کیا مفت ہے اگر دیدے　　آشنا جان آشنا کے لئے
سیئے ریا ہو گناہ کر تسلیم　　پر عبادت نہ کر ریا کے لئے

ولہ

خدا کو فکر ہے خود اپنے کارخانے کی　　ہم اپنی فکر کریں یا کریں زمانے کی
خدا کا شکر وہ دریا سے پار اترے ہم　　خبر اڑی تھی ابھی جسکے ڈوب جانے کی
یہ چکنی چپڑی باتوں سے باز آؤ تم　　کرو تو فکر کرو دوستی نبھانے کی
ہمارے قابو میں افسوس گر اجل ہوتی　　ف　　تو فکر کرتے تجھے وا لیے پہلے جانے کی
مگر سنا ہوں کہ الموت بغتۃً یا لی　　کریں یہ فکر تو کب نکلی کس گھبرانے کی

دیکھنے میں دیکھنے میں فرق ہے
دید کے عالم کا عالم اور ہے

فی المعانی ہے سلوکِ راہِ دل
دید گرچہ اور ہے وہم اور ہے

ہے صدا ہیں فی المعانی اتفاق
ظاہر از زیر اور گو بم اور ہے

ہیں مشبہ گرچہ ابرو اور ہلال
لیک یہ خم اور وہ خم اور ہے

ہے سمجھ کا پھیر زہد و عشق میں
کیونکہ محرم اور محرم اور ہے

ذات کی تاثیر ساری جانئے
گو کہ تریاک اور ہے سم اور ہے

زندگی میں بندگی سکے ما سوٰ
فکر لے تسلیم آہم اور ہے

ولہ

سرا ہے تن نہیں رہنے سے خالی
نہیں جب خشت اور چونے سے خالی

مثال آئینہ شفاف ہوگا
اگر ہو جائے دل کینے سے خالی

وہ خود بیں ہیں کہ جنکی پاک صورت
نہیں رہتی ہے آئینے سے خالی

یہ کب پیوند ہوگا بخیہ دوز و
مرا چاکِ جگر سینے سے خالی

جگر کو چھیڑ کے جاتا ہی کب ہے
ترا تیرِ نظر سینے سے خالی

ہو کب تسلیم اسکو خوف شنبہ
نہو جو درس آدینے سے خالی

ولہ

خود بخود واقف شہادت کے ہوا اسرار سے
جو ہوا بیگانہ اپنے سے یگانہ یار سے

مانعِ توحید باری ہے خیال دو جہاں
غیر ممکن ہے حصول عینیت اغیار سے

ناقص کامل ہی ۔ کامل صحبتِ کامل سے ہو
ذکر جاری تھا انا الحق کا زبانِ دار سے

جو نظر میں گم ہوا محوِ حقیقت ہوگیا
دید اپنی بھی نہیں کم یار کے دیدار سے

بے مشقت وارثِ گنجینۂ رحمت ہوا
جو بھرا دامن کو آنسو کے در شہوار سے

دلکو راحت انکی آنکھوں سے نہیں ملتی کبھی
تا زبرداری نہو بیمار کی بیمار سے

ہے مجھے تسلیم جانان کی رضا جوئی سے کام
شکر اور شکوہ نہیں انکار اور اقرار سے

ولہ

اوروں پہ گرچہ انکو بہت التفات ہے
مجھ پر خفا جو رہتے ہیں یہ اور بات ہے

مثل حباب خارج پیوند ذات ہے
جو کوئی آشنائے محیط صفات ہے

خواہ انکی تلخ بات ہے یا میٹھی بات ہے
جانان کی بات بات میں لطف نبات ہے

افسوس باتوں باتوں میں ہوتا ہے خاتمہ
عمر دو روزہ دیکھئے کیا بے ثبات ہے

جیسے خدا کو بھول کے بیٹھے ہو غافلو
اپنے کو بھول جاؤ تو کیا اچھی بات ہے

ہے آرزو کہ نزع ہو اور اسکی دید ہو
مرنا مشاہدہ میں نشان حیات ہے

مخلوق تجھکو خیر برا یا بھلا کہے
تسلیم خاتمہ ترا خالق کے ہات ہے

ولہ

نیستی میں اپنی ہستی کا تماشا دیکھئے
بیخودی میں خود پرستی کا تماشا دیکھئے

دم کے آنے اور جانے پر کہاں بے تیر دل
پھر بلندی اور پستی کا تماشا دیکھئے

دیدہ کے مقتل میں جب حاضر دلونکی فوج ہو
تیغ [illegible] ستی کا تماشا دیکھئے

درد دل حاصل ہو گر تمکو کسیکی آنکھ میں
پھر تو اپنی [illegible] کا تماشا دیکھئے

بزم ہستی میں سینوں سے اک [illegible]
[illegible] کا تماشا دیکھئے

[illegible]
وحشت [illegible] کا تماشا دیکھئے

ولہ

دل کو [illegible]
[illegible]

دکھتا غبار کا [illegible] دماغ آسمان تک
شاید [illegible] کی

کل [illegible] آج جو کرتا ہے [illegible]
بیاد ہے [illegible] کی

ہر ہر نفس سے آہ کے شعلے نکلتے [illegible]
سوزش کبھی [illegible] کی

کھل جائے کیونکر حال مری گلعذار کا
آمد اگر ادھر ہو نسیم بہار کی

دوران سر ہے درد جگر پاس ہے مرا
صحت ہی ہے دلکو نہیں تاب جان کی

دنیا سے مجھکو یار کے دیدار کے سوا
تسلیم کچھ نہیں ہے ہوس کا دنیا کی

ولہ

بتلائیں فرشتوں کو ہوا حال ہمارے
ہاتھ آئے اگر دامن تمثال ہمارے

اڑتے تھے کبھی عرش پہ اب اٹھ نہیں سکتے
کیا ہو گئے یارب وہ پر و بال ہمارے

یہاں چھپ کے گنہ کرتے ہیں اسوقت ہو کیا فکر
جب ہاتھ میں ہوں نامۂ اعمال ہمارے

بخشش کی لیاقت تری رحمت کو ہے یارب
گو قابل بخشش نہیں افعال ہمارے

یکروز میں دلبر سے رضاجوئی کا نکتہ
پوچھا تو کہا۔ کہنے کو مت ٹال ہمارے

بے عشق کے ملنے کی جو رکھتے ہیں تمنا
پا سکتے ہیں کب بھید کو دلال ہمارے

تسلیم وہ ہوتے ہیں دعا میں سرفراز
جو سر کو کیا کرتے ہیں پامال ہمارے

ولہ

گردش کو آسماں کے نہ دیر و درنگ ہے
کیا کیا کریں کہ کام بہت وقت تنگ ہے

دنیا سے دور بھاگ کہ یہ قحبۂ شریر
ہے زال دیر سالہ مگر شوخ و شنگ ہے

کھاؤ نہ کھاؤ دیر نہ رکھو اعتماد نفس
خشکی میں یہ پلنگ تری میں نہنگ ہے

ہو گی اسکو صلح ہر یک نیک و بد کے ساتھ
جسکو کہ اپنے نفس سے و ذات جنگ ہے

عزلت بھلی ہے آپ بھلے آشنا بھلا
تسلیم اس زمانہ کا نقشہ دورنگ ہے

ولہ

سے لے خبر جلد مسیحا میری
دیکھ حالت ہوئی ہے کیا میری

جب تلک رحم نہ آئے ان کو
بر نہیں آتی تمنا میری

نیکیاں اُن کی لینگی مجھ کو
جو بدی کرتے ہیں ہر جا میری

کون پوچھے گا دو عالم میں مجھے — جب نہیں یار کو پروا میری
جب ہو صاحب کو رکاوٹ پیدا — آبرو کہئے رہی کیا میری
نہیں تسلیم مجھے اپنی خبر — کون ہوں کیا ہوں کہاں کیا میری

ولہ

مجھے کسی سے نہیں التجا خدا سے ہے — یہ آجکل سے نہیں ربط ابتدا سے ہے
قسم ہے قید دو عالم سے ہوگیا آزاد — جو پابرشتۂ زلف رسا وفا سے ہے
دلوں سے ملتے ہیں آنکھوں سے باتیں کرتے ہیں — ظہور عشق خدا جانے کس بلا سے ہے
بھلائی اور برائی سے ہمکو کام نہیں — نہیں تو کام فقط اپنے آشنا سے ہے
میں کسکا شکر کروں اور کروں گلا کسکا — مرا معاملہ تسلیم اور رضا سے ہے

ولہ

عشق میں بنیاد نخوت کی اکھاڑا چاہئے — یار کے کوچہ میں اپنا پاؤں گاڑا چاہئے
گرچہ انجام محبت راحت و آرام ہے — لیکن اے دل زندگی اپنی بگاڑا چاہئے
اشک کے قاصد نے مردم کو یہ دی آکر خبر — بارگاہ عشق کو پلکوں سے جھاڑا چاہئے
قطرہ گوہر ہوگیا اور یافت گوہر تک ہے — رمز وحدت کا اسی نکتہ سے تاڑا چاہئے
فصل گل کی آتی ہے تسلیم پہ در پے خبر — پھر نئے سر سے گریباں اپنا پھاڑا چاہئے

ولہ

خود شناسی کا خدا جانے کہ رتبہ کیا ہے — طفل مکتب ہے تو زاہد ابھی سمجھا کیا ہے
ہاتھ اٹھا لیں تو فلک پاؤں کے نیچے آجائے — کہو زاہد سے کہ درویشوں کو سمجھا کیا ہے
ہم وہ آزاد ہیں دنیا کو بھی کردیں آزاد — لاکھ دنیا ہو تو آزادوں کو پروا کیا ہے
غنچہ باندھے ہیں قبا کے خدا خیر کرے — اس شگوفہ کا گل اب دیکھئے کھلتا کیا ہے
لن ترانی نہ زباں پر نہ ترانی لب پر — دم بخود کیوں ہیں کہو آپکا منشا کیا ہے

خار دل دامن جاناں میں تو اٹکا ہی رہا
پھر کھٹکتا ہے جو پہلو میں یہ کھٹکا کیا ہے

رحم تسلیم پہ کرتے ہو جو عادت کے خلاف
کوئی ظلم اور نیا آپ نے سوچا کیا ہے

ولہ

جیتے مرجائیں تو پھر زیست کا دھوکا کیا ہے
پیش اندیشوں کو اندیشۂ فردا کیا ہے

اپنی ہستی سے تو ہم آپ بدل بیٹھے ہیں
اے فلک ہم پہ تو آنکھوں کو بدلتا کیا ہے

جب تم آزاد ہوئے تمکو خدا ہے کافی
خرقہ پوشو تمھیں دنیا کا بکھیڑا کیا ہے

دھوکے دھوکے میں ہوا کھاؤ گے غافل ہو کر
دم کی بنیاد ہوا پر ہے بھروسا کیا ہے

آج کرنا ہے سو کر تو نہ رکھو کل کی امید
زندگی تھوڑی ہے جینے کا بھروسا کیا ہے

حرم و دیر کی تعمیر سے زاہد تا کے
کچھ بھی کھلتا نہیں بس یار کا منشا کیا ہے

عبد اور رب کی معیت ہے مجازی تسلیم
دائرہ ہو تو دنیٰ اور تدلّا کیا ہے

ولہ

ہم میں تو ہے خلل یہی وہ ہے تو ہے عمل یہی
نقش ہے بے بدل یہی ذات ہے مستقل یہی

باغ یہی ہے گل یہی تاک یہی ہے مل یہی
جزو یہی ہے کل یہی دشت یہی جبل یہی

مہر سکوت لب پہ ہو دل کی نظر اوپتی ہو
چشم صفائی رب پہ ہو دیکھا ہے اجل یہی

نفس سے لاد ولیم کو دیکھو دل سلیم کو
چہرہ پہ کھینچو غم کو تھا فلک ہے عمل یہی

ولہ

جلوہ ہر اک شے کا دنیا میں برائے دید ہے
عالم دنیا نہیں ہے اک سراسر دید ہے

پہلے صورت یار کی ہو بعد اپنی آنکھ میں
ابتدائی دید وہ یہ انتہائے دید ہے

بعد مرنے کے سوا حسرت کے کچھ حاصل نہیں
جبتک انساں میں دم ہے بس بقائے دید ہے

دید کے خنجر سے میں مارا گیا تو کیا ہوا
دید میرے آشنا کی خوں بہائے دید ہے

دید سے دید اور دل سے دل لگا یکدم تسلیم
پھر حلاوت پر حلاوت ما ورائے دید ہے

آدمی ہے دیدبائی یوسف مولانا کا قول
سے ہے تجھ [illegible] تو سمجھ [illegible] ہے
جسطرف دیکھو نظر آتی ہے صورت یار کی
[illegible]

ولہ

دوش نازانہ اترے بام سے آتے آتے
ہو گئی [illegible] نام سے آتے آتے
ابتدای سفر اچھا تھا برا انجام میں ہم
آ گئے [illegible] نام سے آتے آتے
اے نسیم چمن آنا ہو ادھر جب تیرا
[illegible] نام سے کا فام سے آتے آتے
وقت آنے کے جو کہلائے ظلوم و جہول
نامزد ہو گئے کس نام سے آتے آتے
ابھی تسلیم ہوا کھائے نہ تھی دنیا کی
ہوئے بدنام ہیں کس نام سے آتے آتے

ولہ

راستہ بند ہے تو جسکو کہاں جانا ہے
پھر رہا اے دل دیوانہ تو کیا جانتا ہے
گرچہ ہر ایک عبادت میں حلاوت ہے مگر
ذکر میں ہے جو مزہ دل ہی مزا جانتا ہے
کام آتی نہیں تقدیر کے آگے تدبیر
گرچہ ہر شخص بھلا اور برا جانتا ہے
رمز سے قرب فرائض کے وہی ہے آگاہ
جو کوئی شیوۂ تسلیم و رضا جانتا ہے
گل و بلبل میں جو پیغام ہیں مخفی مخفی
جانتا کون ہے جو پیک صبا جانتا ہے
وہ جس دل میں نہیں عشق کی بو باس نہیں
دل بیدرد محبت کا مزا جانتا ہے
ذکر دل نے بند کیا منھ میں زباں کو میری
قدر اس ذکر کی تسلیم خدا جانتا ہے

ولہ

بہر سے دل کی الٰہی خبر دے مجھے
دیکھوں جلوہ ترا وہ نظر دے مجھے
نہیں جنت کے محلوں سے مجھکو غرض
اپنے کوچہ میں چھوٹا سا گھر دے مجھے
نفس غالب ہے یا رب نہتا ہوں میں
دم کی شمشیر دل کی سپر دے مجھے
ترے کوچہ میں لے نخلبند ازل
طیر کرتا رہوں ایسے پر دے مجھے

میں ہوں تسلیم تیری رضا میں ہوں
خود سے بیخود الٰہی تو کر دے مجھے

ولہ

جس طرح رکھے مجکو مرے یار کی مرضی
میں کچھ نہیں لیتا مرے دلدار کی مرضی

پرہیز میں تشخیص میں دارو میں دوا میں
حکمت کے موافق نہیں بیمار کی مرضی

ظاہر نہ کرو عیب کسیکا کہ برا ہے
پوشیدہ رکھو ہے یہی ستار کی مرضی

رحمت یہی کہتی ہے کہ میں تیرے لئے ہوں
توبہ یہ جب آتی ہے گنہگار کی مرضی

تسلیم زباں بند کرو کچھ نہ کہو تم
جو چاہے سو کرے۔ مالک و مختار کی مرضی

ولہ

اللہ کے دیوانوں کو دنیا نہیں بھاتی
دنیا نہیں بھاتی نہیں عقبےٰ نہیں بھاتی

جنت کی حکایت ہو کہ دنیا کی شکایت
بے ذکر ترے۔ اے مرے مولا نہیں بھاتی

ہو درد ترا دل میں سرے اور زیادہ
صحت مجھے اے مرے مسیحا نہیں بھاتی

دنیا میں ترے در کے فقیروں کو الٰہی
دولت کی حکومت کی تمنا نہیں بھاتی

آنکھوں میں تصور میں سوا برخ جاناں
تسلیم کوئی صورتِ زیبا نہیں بھاتی

ولہ

نہ بستی مجکو بھاتی ہے نہ خوش ویرانہ آتا ہے
مجھے جب یادِ حسنِ صورتِ جانانہ آتا ہے

نہ شرماؤ تم آجاؤ مرے دلمیں کھلے دل سے
یہ گھر محفوظ ہے کوئی نہ یاں بیگانہ آتا ہے

تجلّیِ رخِ دلبر پہ یوں گرتا ہے دل میرا
کہ جیسے شمع پر اڑتا ہوا پروانہ آتا ہے

سرفرازِ ستایش یوں ہو دلِ اہلِ نسبت کا
کہ سرخوش بزم میں اور رزم میں مردانہ آتا ہے

ہماری بزم میں تسلیم ہے آنکھوں کی اور دل کی
نہیں آتی صراحی اور نہ یاں پیمانہ آتا ہے

ولہ

مشیت جو کرتا ہے کر جائیگی
مگر مجھ پہ الزام دھر جائیگی

جو اب بھی نہ غفلت سے باز آؤگے
یونہی عمر سب بے خبر جائیگی

گلہ روسیاہی کا کرتے ہو کیا
گناہونکی شامت کدھر جائیگی

نہیں سہل کچھ دیدبازی کا کھیل
نظر تیز ہے کام کر جائے گی

قیامت میں پیش خدا عاصیو
اگر جائیگی چشم تر جائیگی

فرشتے تو کیا آشناؤں کے پاس
اجل آئیگی تو بھی مر جائیگی

یہ ہے دید کی جاے دیکھا کرو
کہ دیکھے نہ دیکھے گذر جائیگی

گئی عمر کا ذکر کرتے ہو کیا
جو باقی ہے وہ بھی گذر جائیگی

ظہور اسکا تسلیم دیکھا کرو
جہاں تک تمھاری نظر جائیگی

ولہ

کسقدر شفاف ہیں آنکھوں کا جوہر دیکھئے
اور اسی جوہر میں تاباں حسن دلبر دیکھئے

ایک ظاہر سو مظاہر پر نظر درکار ہے
جلوہ گر یک حسن خانہ ہے گھر گھر دیکھئے

جاں فشانی گر طلب میں ہے تو یک نکتہ سنو
جسکو باہر ڈھونڈتے ہو اُسکو اندر دیکھئے

رحمت حق ہے ندامت حالت مافات پر
عاصیو ہر قطرۂ آنسو ہے گوہر دیکھئے

پاک بازونکی کثافت میں لطافت اور ہے
تن مکدر ہو تو کیا دل ہے منور دیکھئے

دیکھئے تسلیم ہے سب ذات باری کا اثر
صورت آباد قضا میں خیر یا شر دیکھئے

ولہ

جب ترا دھیان مجھکو آتا ہے
دل میں تو ہی مرے سماتا ہے

دلکے ہاتوں میں عشق کی مہندی
وہ رنگیلا مرا جماتا ہے

طائر دل کو اے مرے صیاد
دام کاکل میں کیوں پھنساتا ہے

کبھی غائب ہے اور کبھی حاضر
یوں رلاتا ہے یوں ہنساتا ہے

دیکھتے جاؤ دیکھتے جاؤ
یار کیا کیا مزے بتاتا ہے

وہی رہتا ہے بیخودی میں سدا
جو کہ نقشِ خودی مٹاتا ہے
کبھی وہ عاشقی کے پردہ میں
آپ رو کر مجھے ہنساتا ہے
کبھی معشوقیت کے غمزہ سے
آپ ہنسکر مجھے رلاتا ہے
وہی رہتا ہے بس نہیں ہنستا
دید میں دید جب ملاتا ہے
رنج و راحت میں عمر کٹتی ہے
دل مثال اسکی یک بتاتا ہے
روز گزرا تو رات آتی ہے
رات گزری تو روز آتا ہے
یاد اللہ کی کرو تسلیم
جب تلک دم یہ آتا جاتا ہے

ولہ

نہ زر میں نہ زن میں نہ اولاد میں ہے
حلاوت جو اللہ کی یاد میں ہے
خدا میں ہیں سب اور سب میں خدا ہے
یہ نکتہ دو عالم کی ایجاد میں ہے
حلاوت جو ذکرِ خفی میں ہے دل کو
وہ طاعت میں ہے اور نہ اوراد میں ہے
نہیں حور میں زاہد یاد رکھو
کرشمہ جو میرے پریزاد میں ہے
جو سختی ہے اہلِ تغافل کے دل میں
نہ پتھر میں ہے اور نہ فولاد میں ہے
لباس اور زیور ہے سب کچھ تکلف
مزا ہے تو حسنِ خدا داد میں ہے
ہے جو یہ مستی دل میں صاحبدلوں کے
نہ سروِ سہی میں نہ شمشاد میں ہے
کلامِ الٰہی سے کچھ کم نہیں ہے
جو تاثیر مرشد کے ارشاد میں ہے
یہ تسلیم شاہد ہے اہلِ سخن کا
وہ بلبل اسی گلشن آباد میں ہے

ولہ

اہلِ غفلت کے لیے سخت بلا ہے آگے
جان کندن سے بھی تکلیف سوا ہے آگے
سرخ رو خار بیاباں نظر آتے ہیں مجھے
کیا کوئی قافلہ آبلہ پا ہے آگے
موت اچھی ہے کسی صورت بسر ہوتا ہے
زندگی خوش نہیں آتی کہ قضا ہے آگے

وصل کی گر ہے ہوس شوق نہ ہے دلھن بیجا
موت سے خوف نہ کر دیکھ ضرا ہے آ گئے

مظہر گل ہے چمن مظہر نغمہ بلبل
بوسے گل بھیجے ہے اور باد صبا ہے آ گئے

جذبہ عشق ۔ کہ ہے حسن کی رونق جس سے
میرے سینہ میں اثر آج ہے بھی بسا ہے آ گئے

خاکساری میں بشر تو ہے بلندی بیشک ،
دانہ فانی ہو تو کیا نشو و نما ہے آ گئے

ہم جب آئے تھے بقا پیچھے تھی آگے تھی فنا
اب فنا پیچھے ۔ تسلیم بقا ہے آ گئے

ولہ

دیتے نہیں لیتے ہو غضب ہے تو یہی ہے
دل اپنا مری جان عجب ہے تو یہی ہے

دل لیتے ہیں آنکھوں سے تبسم سے لٹک سے
انداز ہے اغماض ہے جھب ہے تو یہی ہے

اللہ سے خیر اور شر اپنے سے سمجھنا
تہذیب یہی اور ادب ہے تو یہی ہے

رخسار کو اور زلف کو دکھلا کے وہ بولا
دن ہے تو یہی دیکھئے شب ہے تو یہی ہے

بیمار محبت سے کہو دل سے یہ لو تم
ہاں میرے مسیحا کا مطلب ہے تو یہی ہے

وہ فاعل مختار ہے مجبور ہے عالم
ہر شے میں عیاں جلوہ رب ہے تو یہی ہے

اللہ سے اللہ کے طالب ہیں خدا دوست
خواہش ہے یہی اور طلب ہے تو یہی ہے

وہ نور خدا ۔ اور ہیں سب فوج رسے اُن کے
سلطان عجم اور عرب ہے تو یہی ہے

ہر حال میں ذکر اسکا رہے فکر اُسی کی
تسلیم سفو الکت رب ہے تو یہی ہے

ولہ

جو اپنے دل کو ذات کا مظہر بنائیں گے
قالب کو اسکے جلوہ کا پیکر بنائیں گے

سینہ کو ہم تجلی سے خاور بنائیں گے
اور دل کو رشک نیر اکبر بنائیں گے

ہم سے نہ ہو درست کبھی کار دبا دل
خود ہی بنائیں گے تو وہ بہتر بنائیں گے

یوں ہی سے دمکے دید کی آتش تو دم میں ہم
بے کیمیا کے مس کو ابھی زر بنائیں گے

بستر کو زیر مشق بنائی ہے لاغری
عاشق رگوں کو رشتہ مسطر بنائیں گے

پاؤں میں ڈال سکے جو نہ یہ زنجیر زرہ کو
[illegible] جب [illegible] بسر [illegible] گئے

دربان بنے گھر میں [illegible]
[illegible]

عز [illegible] طائر دل جب کر [illegible]
[illegible] پاؤں [illegible] گئے

تسلیم رہے رو جگر داغدار کو
ہم مشق [illegible] کا مصحف بنا گئے

وله

فنا آباد ہے دنیا کسی کا کیا ٹھکانا ہے
جسے دنیا میں آنا ہے اسے دنیا سے جانا ہے

خدا کے پاس جب جانا ہے اس غربت سے عالم کی
تو جینا بھی بہانا ہے اور مرنا بھی بہانا ہے

کہاں تک بچ رہیں گے دست صیاد اجل سے ہم
کہ نیچے دام ہے اوپر ہمارا آشیانا ہے

سمجھتے ہیں جسے ہم زندگی وہ سخت دھوکا ہے
کہ جینا اسپ تازی اور مرنا تازیانا ہے

قضا ہے خواستگار اور قابض ارواح مشاطہ
عروس مرگ کا بیاہ ہونا [illegible] ہے

نہانا غسل میت عطر ہے کافور کا ملنا
کفن ہے آخری جوڑا پھر اس گھر [illegible]

ہے رونا آخری رخصت کہ پھر ملنا نہیں ہوتا
سواری ہے جنازہ اور کلمہ شادیانا ہے

ملو گے اپنے صاحب سے اگر ہو خاتمہ اچھا
وگرنہ شرم کی جا ہے خدا کو منہ دکھانا ہے

کہاں مسند کہاں تکیہ کہاں توشک ہے مرقد میں
بچھونا خاک کا ہے قبر کے ڈھیلوں کا سرہانا ہے

چھٹے تک سب تکلف ہیں یہاں سے چل بسیں گے جب
ہے نیچے فرش خاک اوپر فلک کا شامیانا ہے

شکم سے قبر تک آنا شکم میں قبر سے جانا
سرا ہے عالم دنیا یہ آنا ہے یہ جانا ہے

خدا کی یاد میں تسلیم عمر اپنی گزارو تم
اگر فردوس سے کچھ لوٹنے [illegible]

وله

لے عشق پھر پھرانے لگا کو بکو مجھے
میں کس کو ڈھونڈوں ہے یہی جستجو مجھے

تصویر خانہ آئینہ خانہ ہی بن گیا
میں دیکھتا ہوں خود کو تو دکھتا ہے تو مجھے

ہے چشمۂ حیات وہ دل جس میں درد ہے
ہے درد دل سے آتی ہے [illegible] کی بو مجھے

مختار اوسکی ذات ہے مجبور کائنات
میں اور تو کی بھاتی نہیں گفتگو مجھے
جب سے دل میں ہے تن پھٹنے کا ہوا آغاز ہو ہو
تسلیم دم سے آتی ہے آواز ہو مجھے

ولہ

دن رات جسکے ملنے کی ہے آرزو مجھے
آتا نہیں نظر وہ مرا ماہ رو مجھے
دل نے کہا کہ حسن پرستی کے شوق میں
ق
بدنام کی تو اسنے نظر فتنہ جو مجھے
ستر ہزار پردوں سے پیدا یہیں آتی ہے
مغز نگاہ سے گل عارض کی بو مجھے
پلٹی نظر کبھی کہ سن اے غافل الوجود
بے تیرے کب ہے رغبت دنیا کو مجھے
مجبور ہوں اور تو مختار خیر و شر
کرتی رہی ہوں کھینچا ہی لئے دل جو مجھے
تسلیم جلد خونِ جگر کی شراب لا
آتی ہے دل سے طائر بریاں کی بو مجھے

ولہ

خوش اخلاقی سے انساں کو شرف ہے
کہ بد عادت بشر کا ناخلف ہے
دل آزاری سے باز آ اے ستمگر
کہ آہ نیم شب تیر ہدف ہے
زمیں کا عکس ہے جیسے قمر میں
جبینِ یار سادہ بے کلف ہے
ہے جوشِ گریہ رشکِ ابر نیساں
گہر آنسو ہے اور دیدہ صدف ہے

ولہ

اگرچہ لشکرِ حرص و ہوا پیرامنِ دل ہے
بگرد حصنِ حصینِ کربلا دامنِ دل ہے
طبیعت کبھی فرحت ہی کو صحبت روح کو دیتا
ہوا فردوس کی ہے یا ہوا دامنِ دل ہے
کبھی آمد ہے حور دنگی کبھی نور الہی کی
در جنت کشادہ یا کشادہ روزنِ دل ہے
عجب کیا ہے کہ ہو گی رفتہ رفتہ طور کی حالت
ادھر برقِ تجلی اور ادھر یہ خرمنِ دل ہے
حفاظت چاہئے دیدا ورو دم کی پاسبانی سے
کہ بے قابو ہوا و حرص دنیا دشمنِ دل ہے
ملکوتِ الٰہی کیوں نہ ہو فرشِ تجلی پر
کہ قصر جلوہ نور الہی مسکنِ دل ہے

غزل خوانی وحدت میں ہو کیوں نغمہ آرائی
زبان تسلیم کی جب عندلیب گلشنِ دل ہے

ولہ

جان ملجائے تو جاناں مل جائے
بو نہیں ورد تو ریحاں مل جائے

خوش نصیبی ہے جو غم میں تیرے
چشمِ گریاں دلِ بریاں مل جائے

اللہ اللہ ہے خوشی کا وہ دن
میزباں سے جو یہ مہماں مل جائے

دردِ دل کا نہ کروں گا شکوہ
گر مجھے دید کا درماں مل جائے

عینِ راحت ہے نظر کو تسلیم
یار کا گر لبِ خنداں مل جائے

ولہ

عاشقوں کو رات دن فریاد و زاری چاہئے
صورتِ سیماب دل کو بیقراری چاہئے

محویت خوب گو ہے پر حلاوت کے لئے
حالتِ مستی میں بھی کچھ ہوشیاری چاہئے

نقشِ جبیں نزدیکِ دل کعبہ ہے تو کچھ حکمت سے ہے
شاہ کے در پر بندہ کو انکساری چاہئے

آئینہ بر غنچہ ہے لیکن یہ بازی کے لئے
دل ہمارا چاہئے صورت تمہاری چاہئے

گر نہو حفظِ مراتب ہے یہ کم ظرفی بڑی
عشق میں بھی آدمی کو بردباری چاہئے

یہ دلِ دیوانہ رشتہ سے نہو گا پائے بند
سخت مستی ہے اسے زنجیر بھاری چاہئے

فکر کے تو ہاتھ میں کلکِ تصور چاہیے
لوحِ دل پر گر تمہیں صورت نگاری چاہئے

گر نہو تا نفسِ امارہ نہو تا طے سلوک
دور منزل ہے مسافر کو سواری چاہئے

مضمحل کرتی ہے ہستی نفس کی تسلیم کو
تا نہو نخوت کہ ظرف پردہ داری چاہئے

ولہ
ناتمام

کثرت ہے فقط وحدتِ عینی کی اضافت
گلزار میں گلبرگ ہی گلبرگ ہے بو ہے

سب عین ہے تسلیم نہیں غیر کوئی شئے
حق تو ہے یہی فرق نہیں سر ہو ہے

ولہ

پڑے ہیں عارف دلنے دیوانے
دکھنی زباں میں مطلع لکھا ہوں
گ[illegible] کو غم [illegible] پیدا ہوا ہے
اللہ کہو تم جو میں رہو تم ڈ(ر)
تسلیم کر کو جو کچھ ہے کرنا

مولا کی باتیں مولا ہی جانے
ہندوستانی مانے نہ مانے
آنکھیں ملیں ہیں آنسو بہانے
آیا نہیں ہے دم آنے جانے
جیتی میں بیکار ہوں گے بہانے

ولہ

دنیا سفر ہے شب [illegible]
باطن کو پالو ظاہر نکالو
جب چل بسو گے سوتے رہو گے
ہے کان جب تک سنتے رہو تم
ہر بات پر جی ہوتا ہے صدقے

غفلت میں جینا دیوانہ پن ہے
ہے روح باقی فانی بدن ہے
دیدار دیکھو جب تک نین ہے
کہتے رہو تم جب تک دہن ہے
تسلیم جانا اس شیریں سخن ہے

مربع

رہو [illegible] سے
خدا پہ قربان ہو دل سے جی سے
جو لوگ دنیا میں مبتلا ہیں
غضب میں ابلیس ہیں بلا ہیں
عزیزو راضی رہو خدا سے
خدا کی باتیں سو خدا سے

نہ دل لگاؤ یہاں کسی سے
ذرا تو پھل کھاؤ زندگی سے
وہ بحر غفلت کے آشنا ہیں
بچو تم ایسونکی دوستی سے
مراد پاؤ تو لو خدا سے
نہ کام رکھو کبھی خودی سے

تماشا رہا ہے جو سب نمائش
ہے اسکی قدرت کی سب نمائش

کی ہوگئی [illegible] سب نمائش
نظر کرو چشم بیخودی سے

ازل سے [illegible] آکے دیکھو
پیالہ دم کا چڑھا کے دیکھو

گھٹا کے محبت کی کھا کے دیکھو
رہو ہمیشہ کیفی خوشی سے

نہ دیکھو تم [illegible] ماسوا کو
نظر کرو نور کبریا کو

دلا کو جا ہو تو لو بتا کو [illegible]
[illegible] حق کا گلہ [illegible] سے

یہ رہ میں گم اور ضم رہو [illegible]
[illegible] میں گم رہو تم

[illegible] تم رہو تم
تنہ ہو جاؤ سرکشی سے

خدا [illegible] کی چاہ رکھو
سفر کرو رہ و براہ رکھو

ہے آگے منزل نگاہ رکھو
نہ آؤ رجعت میں واپسی سے

یہ ملک حق کی مسافری ہے
چلو اگر کچھ دلاوری ہے

کلام تسلیم رہبری ہے
کہ راہ پاؤگے تم اسی سے

ولہ

یہ غفلت دھوکا دیتی ہے کیوں آنکھ تمھاری سوتی ہے
کیوں نفس تمھارا ہنستا ہے کیوں روح تمھاری روتی ہے

کیا حاصل آنکھیں رونے سے جب تک نہ صفائی ہو دل میں
ہاں جس نے زمیں کو جوتی ہے وہ بونے کے قابل ہوتی ہے

بازار بسایا غفلت کا شیطان لعین نے دنیا میں
دنیا کی ہوس پر خاک پڑے کیا جوہر دم کو کھوتی ہے

دل پھول رہا ہے لیکن تیرہ ہے غفلت کی کدورت جمنے سے
[illegible] سے صفا کب ہوتا ہے ان آنکھوں کی شبنم دھوتی ہے

تسلیم دو عالم ہے دکھتا ہے جانِ دو عالم [illegible]
وہ لا الہ کا دریا ہے یہ الا اللہ کا موتی [illegible]

ولہ

بے خود ہوا تو دل کی حلاوت ملی مجھے
کیا کیا [illegible] میں [illegible] ملی مجھے

سنتا ہوں ورنہ تا ہو نہیں دل کے زمزمے
قانون یکدلی کی عجب گت ملی مجھے

واقف ہوں اپنے حال سے ہوں ورنہ خموش ہیں
دل کیا ملا تجھے کہ کرامت ملی مجھے

تکلیف تھی تعلق دنیا سے سربسر
آزاد ہو گیا تو فراغت ملی مجھے

جب میری نیستی میری آنکھوں میں بس گئی
ہستیِ ذاتِ حق کی شہادت ملی مجھے

الفت کے اور حفظ مراتب کے واسطے
روزِ الست دل کی ودیعت ملی مجھے

تسلیم جائے شکر ہے دنیا میں عمر بھر
اکثر خدا شناس[illegible] کی صحبت ملی مجھے

ولہ

دنیا برائے دید ہے نظارہ کیجئے
حرص [illegible] نہ آوارہ کیجئے

نفس و ہوا و حرص طلبگار ہیں سبھی
کس کس [illegible] یہ دل بیچارہ کیجئے

گر جوشِ آبِ چشمۂ دل کی ہے آرزو
دم کا [illegible] ہے فوارہ کیجئے

دنیا ہے آج اپنی تو کل دوسرے کی ہے
کیا اعتبار [illegible] مکارہ کیجئے

منظور اگر ہے طفل تصور کی پرورش
تسلیم اپنی آنکھوں کو گہوارہ کیجئے

ولہ

ذرہ ذرہ اسی کا جلوہ ہے
دیکھ جلوہ کو دیکھتا کیا ہے

جا بجا ڈھونڈتا ہی پھرتا ہے
[illegible] ملی جا ہے

نحن اقرب ہے جو نہ دو مال
رنج فرقت کا کہنے پھر کیا ہے

آنکھ جبتک ہے دیکھتے جاؤ
چار دن کا یہ سب تماشا ہے

تب فرقت سے کیے بیقراروں کو — شربت وصل کے سوا کیا ہے
اندنوں تم نہیں ہو تاب میں — حضرتِ دل تمہیں ہوا کیا ہے
فکر کس چیز کی کریں تسلیم — ایک سر ہے ہزار سودا ہے

ولہ

پھر لو بھولا ہوا جب نہ سہی اب سہی — وقت کی کر لو قضا جب نہ سہی اب سہی
وقت جوانی گیا یاد نہ آیا خدا — آیا بڑھاپا تو کیا جب نہ سہی اب سہی
لطف جوانی جو تھا جوش ہوا میں گیا — دل میں ہے گر ولولا جب نہ سہی اب سہی
نیند میں شب کھو دیا دیکھ سویرا ہوا — اب بھی ہے وقت دعا جب نہ سہی اب سہی
مفت گئی عمر سب بھول گئے ذکر رب — خیر مٹے اب مٹے جب نہ سہی اب سہی
آتی ہے اب یاد عمر ہو گئی برباد عمر — گذر گیا افسوس کیا جب نہ سہی اب سہی
دم جو گئے رائگاں یاد کے بے ثمر گیا — دید کا دم کا ثمر جب نہ سہی اب سہی
وقت جو تھا کام کا لہو و لعب میں گیا — چھوڑ دے حرص و ہوا جب نہ سہی اب سہی
جا چکے طاقت کے دن سے ندامت و — اب بھی جو پایا ہے پا جب نہ سہی اب سہی
ذکر کی تسلیم تم دل کو دو تعلیم تم — خیر ہوا سو ہوا جب نہ سہی اب سہی

ولہ

پردۂ صورت میں کیا کیا جلوۂ دیدار ہے — دل لگی کا لطف ہے اور لذت دیدار ہے
دیدہ لگتا ہے صورت بے صورت کا پتہ — صورت آدم میں مخفی صد ہزار اسرار ہے
یہاں بھلائی اور برائی کا نہیں کچھ اعتقاد — ذات سے باخبر ہو جائے تو بیڑا پار ہے
لاکھ دنیا ہو مگر تسلیم یک خطرات نہو — ہو گر قید عاشق ہو دنیا دار ہے

ولہ

مست جام آشنائی پارسا کیونکر بنے — جو گدا شاہی کی بیٹھے وہ گدا کیونکر بنے

میں کہیں ہیں۔ تو کہے میں۔ ہی تحیر کا مقام
میں بھی تو ہوں اور وہ بھی تو ہے یہ سالکوں کا ہی طریق
جلوہ صورت کا نظر آتا نہیں بے ذکرِ ہو
دل لگا کر ہو گیا مجبور تا قیدِ حیات
موت ہستی کے لئے ہے نیستی سے درگذر
گر کریں مجبور جنّت کے لئے تسلیم کو

کام انساں کا دوئی میں اتحاد کیونکر بنے
ورنہ سو تجویز زاہد و یکتا دو تا کیونکر بنے
گر نہ ہو صیقل تو آئینہ صفا کیونکر بنے
دیکھئے انکی جفا میری وفا کیونکر بنے
عالمِ فانی میں اسبابِ فنا کیونکر بنے
میری اور دلدار کی [illegible] کیونکر بنے

ولہ

ابروے یار تیغِ قاتل ہے
کیوں نہ ہو دل کا حال مجنوں سا
دیکھ سر پر اجل کھڑی ہے وہ
آتشِ ارتباطِ دنیا سے
چل مسافر قدم اٹھا جلدی
تارِ زلفِ سیاہ اے تسلیم

دل مرا جس سے رشکِ محمل ہے
حسنِ لیلےٰ ہے دیدہ محمل ہے
کس بھروسہ پہ شیشہ [illegible] ہے
آخر کار داغ [illegible] ہے
دو گھڑی دن ہے دور منزل ہے
رشتۂ پائے طائرِ دل ہے

ولہ

ہر چند کہ سب جمع رفوگر ہوں جہاں کے
بھولے نہ پہلے۔ بلکہ جہاں سے ہوئے آزاد
ہے طرفہ تحیر کہ دو جانب کی کشش میں
تسلیم یہ ہیں تو کا تماشا ہے۔ وگرنہ

زخمِ دلِ آشفتہ نہ کھائے کبھی ٹانکے
ہم سایہ طلب بیٹھے ہیں اس سرو رواں کے
افسوس ہے ہم نہ یہاں کے نہ وہاں کے
سب جلوہ گری اسکی ہے ہم کون کہاں کے

ولہ

حسن راکب ہے جگر شبدیز ہے
کیوں نہ چھد جائے کفِ پا جگر

خار پہلو عشق کا مہمیز ہے
نوکِ خارِ موئے مژگاں تیز ہے

دامنِ دیدہ ہوا رشکِ شفق
جب غربالِ جگر خوں ریز ہے
نسخۂ وحدت اثر بخشے نہ کیوں
ماسوا اللہ سے اگر پرہیز ہے
مسکنِ تسلیم صحرا کیوں نہ ہو
عشق کا جب فتنہ آفت خیز ہے

ولہ

جہاں میں دل لگانا بید تو ہر چند آساں ہے
پر الفت کا نبھانا موت آنا دونو یکساں ہے
شفق دستِ حنا آلودہ جب دیکھا کہا ہے ہے
حنا کا رنگ ہے یا سرخیِ خونِ شہیداں ہے
دریدہ سوختہ کاہیدہ بستہ ریختہ خستہ
جگر ہے قلب ہے قالب ہے دم ہے مغز ہے جاں ہے
اٹھو تسلیم اللہ کہہ کے کیوں شہید بے مقتل ہو
کہ جب قاتل مرا اخلاص دل سے فاتحہ خواں ہے
چمن میں دیکھ سنبل نے کہا جاناں کی کاکل کو
گھٹا کالی ہے یا مارِ سیاہ یا زلفِ پیچاں ہے
ہے عاشق زاہد سے معذور اگرچہ زار و لیکن
جو عشقِ پاک ہے واللہ بیشک نورِ ایماں ہے
اگرچہ سب بنی نوع بشر انساں کہاتے ہیں
جو عارف ذات کا کثرت میں ہے نام اسکا انساں ہے
تمیزِ ذات تفہیمِ صفت تسلیم کیونکر ہو
نظر میں جلوۂ جاناں جو ہر شے سے نمایاں ہے

ولہ

جلوہ گر آنکھوں میں ہر شے سے وہ حسن آرا ہے
دیکھ لے صورت کو جب آئینہ بے زنگار ہے
عشق ہے عاشق کو زاہد کو طاعت ہے ہوس
ہر کوئی مطلب کا اپنے اس جگہ ہشیار ہے
عاشقوں کے حال پر مت عیب کر اے مردہ دل
آنکھ گر سوتی ہے کیا نقصان دل بیدار ہے
دل کی بیماری کی کب تشخیص ہو تجھ سے طبیب
درد و حیرت سے مسیحا جب یہاں بیمار ہے
کیوں نہ پہنچیں منزلِ مقصود کو تسلیم ہم
جب مجازی سے حقیقت کا نرا درکار ہے

ولہ

اندیشہ کچھ آفتِ افلاک سے کب ہے
حافظ مرا جب عرصۂ دارین میں رب ہے
پردہ کو دوئی کے تو اٹھا دیدۂ دل سے
دلدار کے دیدار کی گر تجھکو طلب ہے

ہے راحتِ دنیا سبب حسرت و افسوس
انجام غم دار فنا عین طرب ہے

ہے خیر بھی اور شر بھی حقیقت میں اُسی سے
عاصی جو کہاتا ہوں فقط حسن ادب ہے

تسلیم تجھے آفتِ کونین سے کیا غم
حامی ترا جب شاہ عجم اور عرب ہے

ولہ

گر آج مرا باعثِ عیش و طرب آئے
کیونکر نہ تسلی یہ دل مضطرب آ سے ئے

اے مرگ تجھے زندگی خضر دکھا دوں
مجھ پاس اگر میرا مسیحا لقب آئے

محتاج نہ ہو عزت و توقیر کا نہاں
دنیا میں جسے ہاتھ نصاب ادب آئے

دکھلا دوں گریباں سحر رشک سے صد چاک
گر آج کے دن یار کے ملنے کی شب آئے

دھوکے میں قیامت کے آگھیں قبر سے مُردے
جنبش میں گر اس رشکِ مسیحا کا لب آئے

زاہد متوقع ہے قیامت میں خدا کا
عارف کو ہر یک شے سے نظر نور رب آئے

ہستی کا سر انجام کچھ ایسا نہیں تسلیم
جب ہم ہوں روانہ وہ ہمارے عقب آئے

ولہ

آنکھیں میں مری سرخ تری گلبدنی سے
جینا مرا سونا ہے تری سیم تنی سے

تسکین جگر ہو جو ملے جرعۂ بوسہ
اس تشنہ لب ہجر کو چاہِ ذقنی سے

میں ناوکِ مژگاں کا نشانہ ہوں شبِ وصل
کیوں لختِ جگر گرتے ہیں ہیرہ کی کنی سے

لب سرخ زیادہ ہیں قسم خونِ جگر کی
یاقوت سے مرجاں سے عقیقِ یمنی سے

ہے تیرے تبسم سے جگر غیرت لالہ
اور دل ہے مرا غنچہ تری کم سخنی سے

آدم ہوا بالا فوقِ ملائک تو اضعِ
شیطاں ہوا مردودِ خدا کبر و منی سے

ہر چند ہے تسلیم نظر خیر پہ لیکن
باز آئے شر انگیز کہاں راہ زنی سے

ولہ

دل جسے یار کو خود بینی کا ارماں ہو جائے
آئینہ حسن کے پرتو سے پریشاں ہو جائے

ہو سیہ دل شب غم صبح مسرت اسکی
گر یہ عارضِ دلدار درخشاں ہو جائے

جوش میں آئے اگر حسنِ ... تو ہو
نشترِ بخت جگر ناوکِ مژگاں ہو جائے

دل نہیں جسکو ۔ خدا اسکے لیے کب تسلیم
ابر معدن کہ نہ گوہر قطرۂ نیساں ہو جائے

ولہ

ہوا جب سے دل آشنائے صنم ہے
نہ اب دل کو پروائے دیر و حرم ہے

تم اپنی حقیقت سے آگاہ ہو لو
عزیزو یہ جینے میں جبتک کہ دم ہے

ہے واجب قیامت کا اندیشہ لیکن
جدائی کب آفات محشر سے کم ہے

ہے ویرانہ گو ظاہرا جسم لیکن
کھلا میرے سینہ میں باغِ ارم ہے

ہے جب نوبتِ عشق تسلیم دل ہے
صدا ہے اسکی کہاں زیر و بم ہے

ولہ

یار کو گرچہ میرے حال سے بیزاری ہے
پر مجھے ہجر میں افسوس اور زاری ہے

گرچہ میں اہلِ وفا سے ہوں مگر یار کے پاس
نہ محبت ہے نہ الفت ہے نہ دلداری ہے

سرخ رو کیوں نہوں جب لگی طہارت کے لئے
چشمۂ چشم سے خونناب جگر جاری ہے

زاہدوں سے نکرو زہد و ریاضت کی ہوس
عارفو تم کو اگر دم کی خبرداری ہے

واعظا حرف جو رکھتا ہے کہے کیا تسلیم
خیر و شر کی نہ سہی مختار کو مختاری ہے

ولہ

معرفت میں گر تجھے حاصل شعور یار ہے
جان تن میں دیکھ تو کیا کیا فتور یار ہے

یافت ناممکن ہے گو ہر جا پہ حاضر ہے مگر
انقلابِ خاکی میں ظہور یار ہے

کیوں نہ ہو روشن شبستانِ دلِ عارف بھلا
حسن کے مشکوٰۃ میں تابانِ نور یار ہے

عارفو جب دور ہو دل سے حجابِ غیریت
ہر جگہ ہر شے میں ہر ساعت حضور یار ہے

زاہدوں کے طعن سے تسلیم مت اندیشہ کر
یہ بنا اصلی جو ہے عینِ غرورِ یار ہے

ولہ

جس کے سینہ میں محبت کا بھرا سوز رہے
رات دن آفت فرقت سے غم اندوز رہے

غم نہیں خنجر ابرو سے اگر ہو زخمی
نوک جب ناوکِ مژگاں کی جگر دوز رہے

کیوں نہ ہو غیرتِ خورشید دل شوق آگیں
ذرہ ذرہ سے اگر معرفت اندوز رہے

فکر کر وصل کی ہستی پہ نہ بھول اے عارف
جب تلک یار کا چہرہ نظر افروز رہے

ہے تمنا یہی تسلیم کے دل کی جاناں
روبرو آپ کی تصویر شب و روز رہے

ولہ

جب سامنے آنکھوں کے دلآرام نہ ہووے
جنت میں بھی دل کو کبھی آرام نہ ہووے

آنکھوں کے قفس سے نہ اڑا طائرِ دل کو
تا زلفِ سیہ فام کہیں دام نہ ہووے

بے آرزو ہے لذتِ دیدار عزیزو
آشفتوں سے دنیا کا کوئی کام نہ ہووے

تو کون ہے پہچان حقیقت کو بیاں کر
حق کہنے سے ناحق کوئی بدنام نہ ہووے

تسلیم کدھر ہوش ہے روک اپنی زباں کو
یہ بھید ہے پوشیدہ کہیں عام نہ ہووے

ولہ

ہر اک معاملہ قسمت کے ساتھ ملحق ہے
جو ہونہار ہے بیشک ہے اور احق ہے

نہ سمجھیں خوبیٔ قسمت تو اور کیا سمجھیں
کہ رنگِ صورتِ تدبیر بس یہاں فق ہے

جو امر اسکو ہے منظور ہوئیگا درپیش
پھر اس میں دخلِ بشر عینِ شر ہے ناحق ہے

نسبت اور حسب پہ نہ بھول اے ناداں
ہے عزت اسکو جو دنیا میں مرد لائق ہے
نہیں جو حصہ میں۔ تدبیر کیا کرے تسلیم
پدر پسر پہ بھی حال گرچہ مشفق ہے

ولہ

تھک گیا گرچہ ہوں میں عشق کی شبدیزی سے
پر ہوں ناچار ترے حسن کی بے مہری سے
رشکِ بسمل ہوں تڑپتا ہوں فدا ہوں لیکن
باز آتا نہیں قاتل مرا خوں ریزی سے
ظلمتِ جرم کو گر دور کیا چاہتا ہے
دھو نہ ہاتھ اپنا یہ دھوکے میں سحرخیزی سے
دیدۂ تر کو تصور ہو لبِ لعل کا جب
آگ پانی میں بھڑکتی ہے عجب تیزی سے
نقش ہوا رہے گو مہر سے تسلیم مگر
ہاتھ اٹھاتا نہیں ظالم ستم انگیزی سے

ولہ

اللہ اللہ جلوۂ وحدت ہی صورت پیر کی
اللہ اللہ رونقِ کثرت ہی صورت پیر کی
برزخِ جامع ہے جب مجموعۂ ذات و صفت
حق رسول اللہ کی صورت ہے صورت پیر کی
پیر کا عاشق ہے عاشق کبریائے پاک کا
بے شبہ اللہ کی الفت ہی الفت پیر کی
پیر کے پردہ میں ہے تسلیم نورِ ذاتِ حق
دیکھ وجہ اللہ کی رویت ہے رویت پیر کی

ولہ

نظر جب سے قتیلِ خنجرِ ابروے دلبر ہے
برنگِ بسمل بیتاب بے تابی جگر پر ہے
اٹھا قفلِ خموشی اے کلیدِ مرحمت لب سے
کہ مثلِ حلقۂ در سر بسر تیرے در پر ہے
نہو یکرنگ جبتک۔ دانش و بینش ہے گمراہی
حریمِ دلربا جبتک دل ہے چشمِ تر بھی منظر ہے
اگر ہے شوقِ منزل کا یہ نکتہ یاد رکھ سالک
محبت شاہراہِ کشورِ خلاقِ اکبر ہے
چمن سے اے صبا آئی ہے بوے دلربا مجھکو
ترے دامن میں شاید نکہتِ زلفِ معنبر ہے
نہ پروا زاہد جنت کی ہے نے خوف دوزخ کا
محبت میں ہمیں آسائش کا آتش برابر ہے
نہیں تسلیم اندیشہ کسی سے راہِ الفت میں
اگر ڈر ہے تو دلکو آشنا کے رنج کا ڈر ہے

ولہ

بے ترے مجھکو دو عالم کی تمنا کب ہے
ڈر ہے اس کا کہ نہ واقف تو مرا ہی رب ہے

ایک ذرہ بھی اگر تجھ سے ہو نفرت تمکو
مری شیدائی عالم کا تماشا جب ہے

صبح ہوتی ہی نہیں یارب میں کروں کیا تدبیر
یہ شب ہجر ہے یا روز جزا کی شب ہے

کیا کروں جب ترے دیکھے نہیں دل کو آرام
گرچہ اسباب تسلی کا مہیا سب ہے

اندنوں یار کے رک جانے سے ناحق تسلیم
بیقراری دل نالاں کو بہت بے ڈھب ہے

ولہ

یار کے رکنے سے دم رکتا ہے سینے میں مجھے
کچھ حلاوت نظر آتی نہیں جینے میں مجھے

بلبلا شبنم و گل کی نہیں پروا مجھکو
بوئے گل آتی ہے جاناں کے پسینے میں مجھے

یار محفل میں نہیں لطف ہو پھر کیا ساقی
کچھ نہیں عذر مئے لعل کے پینے میں مجھے

متلاشی رہا ویرانۂ ہستی میں مگر
جوہر ذات ملا دل کے دفینے میں مجھے

ہے تمنا یہی تسلیم کی تجھ سے یارب
مرے محبوب نے پہنچا تو مدینے میں مجھے

ولہ

درد دل کی کوئی دوا کہیے
یا مسیحا کا کچھ پتا کہیے

رشک سیماب غیرت بسمل
دل محزوں کو ہے بجا کہیے

راہ میں دل کے عشق صادق کو
حق کی منزل کا پیشوا کہیے

ق

جب گیا پاس یوں ہوا ارشاد
کیا ارادہ ہے آپ کا کہیے

میں نے کی عرض بس سوائے صاں
حال دل کا بجز اور کیا کہیے

بولے کب مفت ہاتھ آتا ہے
اور کئی دن خدا خدا کہیے

یوں تو رونا ہے عمر بھر تسلیم
خیر کچھ ذکر آشنا کہیے

ولہ

پیدا جو نہوتے تو یہ آفت بھی نہ ہوتی
گر حسن نہوتا تو شرارت بھی نہ ہوتی
بے جسم کے دیکھا نہ کوئی جان کی صورت
فردوس میں گو میر تکب جرم تمنا
بے آفت فرقت نہو سامانِ ملاقات
تسلیم دوئی سے ہے تماشائے وحدت

دنیا میں کسی سے کہیں الفت بھی نہوتی
ہوتا نہ اگر عشق تو وحشت بھی نہوتی
ہوتی نہ کثافت تو لطافت بھی نہوتی
آدم کو زمانہ میں خلافت بھی نہوتی
تکلیف نہوتی تو فراغت بھی نہ ہوتی
گر شکر نہ ہوتا تو شکایت بھی نہوتی

ولہ

خدا کسی کو کسی ساتھ مبتلا نکرے
شگفتہ نکہت کا کل جو دل کو کرتی ہے
ستم ہو یا ہو کرم چھوڑ مت در دلبر
دعا سے اہل دعا کو نہو گریز کبھی
نہوگا اپنے سے تسلیم وہ کبھی واقف

اگر کرے تو کرے پھر کبھی جدا نکرے
چمن کے ساتھ بھی شاید کبھی صبا نکرے
کرے گا کون اگر رحم آشنا نکرے
مگر جو اہل رضا ہے کبھی دعا نکرے
جہاں میں بازیِ انفاس کا گیا نکرے

ولہ

مائل مری ہر چند حسینوں پہ نظر ہے
کیا کس سے کہوں سوزش باطن کی حقیقت
ہے جلوۂ حسن رخ دلدار حقیقی
تسلیم کر دوں دل کو نہ کیوں سر چراغان

ہر دو ہم رقیبان تماشا نہ نظر ہے
ظاہر نہیں گو سنگ کے سینہ میں شرر ہے
دیکھے نہ کبھی غیر کو عارف جو بشر ہے
جب یار کی صورت کا مری آنکھوں میں گھر ہے

ولہ

جب نہیں حسن کا آنکھوں میں تماشا باقی
ہو نہ زنجیر سے بھی میرے جنوں کی تدبیر
نجد ہو نہ توکل میں وہ انسان کامل

زندگی میں مری پھر اور رہا کیا باقی
سر میں جب تک ہی تری زلف کا سودا باقی
جب تلک دل میں ہے خواہش ذرا باقی

سیکشنر بزم میں جب ساقیٔ گلفام نہیں ۔ کیا کریں لیکے ۔ ہے گو ساغر و مینا باقی
نذر دل ہو گیا سر ہو گیا پر ہے ابتک ۔ قرضخوا یان محبت کا تقاضا باقی
گرچہ آزاد تعلق سے ہوا ہیں بالکل ۔ پر ہے دیدار کی تسلیم تمنا باقی

ولہ

گو مجھے الفت رسمی ہے جہانیں سب سے ۔ پر جو تجپر ہوں فدا اور ہی کچھ مطلب ہے
سرخ رنگی ہے چمن کی طپش افزائے جنوں ۔ آشنا دیدۂ خونبار ہے جب سے لب سے
نقط آنسو سے مقدر ہوا دانہ پانی ۔ مرغ دل دام محبت میں پھنسا ہے جب سے
پا بہ زنجیر کیا چہتی ہے شاید مجکو ۔ یاد آتی ہے بہت کاکل پیچاں شب سے
گر حسد نفس سے جبتک ہے جدائی سالک ۔ کیا کرے خنگ جو راکب ہو جدا مرکب سے
مدعا ہر دو جہاں کا ہوا حاصل تسلیم ۔ چھوڑ دنیا کو جو دل اپنا لگا یا رب سے

ولہ

دل کسیکی چوٹ کہا یا ہے نگاہ تیز سے ۔ سامنا باندہی ہیں آنکھیں حسن آفت خیز سے
بوئے الفت جن مزاجوں میں نہیں مشک انکو ۔ ہے معطر مغز میرا زلف عنبر بیز سے
خیب شفا ہے اختیار شافیٔ مطلق طبیب ۔ دق بنا تا کیوں ہے تو بیمار کو پرہیز سے
ترک عادت کے سوا عاجز ہوے نفس ۔ تیز رو اکثر ہوا ہے اسب کو چہ مہمیز سے
ہو تی ہے تسلیم اکثر اہل الفت پر عیاں ۔ قدر جوش عشق تیرے شعر ترگل ریز سے

ولہ

حسن آتے ہی حسینوں کو غرور آتا ہے ۔ صاف ہر چند ہوں پر دلمیں فتور آتا ہے
بے دوئی کے نہیں یکتائی کی کچھ قدر کبھی ۔ حسن ہوتا ہے جہاں عشق ضرور آتا ہے
گرچہ نعمت ہے محبت دل دانا کو مگر ۔ بے شعوروں کو بھی یک گونہ شعور آتا ہے
دیکھ سکتا نہیں گستاخ ہوں تقصیر معاف ۔ شرم سے آتا ہے جب اہل قصور آتا ہے

صاحب ظرف کو فقر میں بھی لذت ہے عجب
وصل سے گرچہ طبیعت پہ سرور آتا ہے

آپ ہوتے پہ بھلا میری حقیقت کیا ہے
غیب ہو جاتا ہوں جب ذکر حضور آتا ہے

ہے عجب کشتۂ دیدار کی غیرت تسلیم
آنکھ میں آتا ہی جب سرمۂ طور آتا ہے

ولہ

گرچہ فرقت میں تہِ خاک نظر ہے میری
دیکھنے کو ترے چالاک نظر ہے میری

آب رخسار سے دل جب ہوا پانی پانی
رات دن اشک سے نمناک نظر ہے میری

آنکھ سے آنکھ ملاتے ہی کہا قاتل نے
خون سے بچ رہو سفاک نظر ہے میری

نگہ حسن پرستی پہ مرے اور گماں
جسطرح صاف ہے دل پاک نظر ہے میری

جب سے دل بخیۂ مژگاں میں پھنسا ہے تسلیم
جوں گریباں سحر چاک نظر ہے میری

ولہ

جب سے حاصل ہے حلاوت چشم کو دیدار کی
دیکھے آنکھوں نے ہیں پتلی سی شباہت یار کی

ہے خمِ قوس قزح جو جلوہ افزائے نظر
تھی ہوس شاید فلک کو ابروئے خمدار کی

نیم بسمل رہ گیا تھا کشتۂ الفت مگر
رکھ لیا آبرو بسمل نے آبرو تلوار کی

بے گدازِ دل نہو سامانِ وصل آشنا
ہو قبولِ فضلِ حق اکثر دعا بیمار کی

کیا نہو گی مغفرت تسلیم سے عاصی کی بھی
حشر میں جب ہو شفاعت محمد مختار کی

ولہ

جسکی الفت کو عزیزو آزمانا چاہیئے
پہلے دل آہستہ آہستہ لگانا چاہیئے

بھوک میں فرقت کے نعمت غم کی کھانا چاہیئے
تشنگی خونِ جگر پیکر بجھانا چاہیئے

آرزو مندانِ گلرو کو ہو ذکرِ گل مدام
عاشقِ کاکل کو سنبل کا فسانا چاہیئے

ضبط کے ہاتھوں سے لازم ہے جگر کو تھامنا
یار کی آنکھوں سے جب آنکھیں ملانا چاہیئے

اپنی کوشش سے تمنا دلکی بر آتی نہیں
اسکی رحمت کا فقط ادنا بہانا چاہیئے

کعبہ و مسجد ہے گرچہ زاہدونکا سجدہ گاہ
عاشقوں کو دلربا کا آستانا چاہئے
اہل طاعت کو ہے جنت میں تمنا حور کی
پر مجھے تسلیم نازِ دلبرانا چاہئے

ولہ

صنعت پہ جو بدیدۂ عبرت نظر کرے
صنعت کو چھوڑ جانب صانع گزر کرے
ہر چند تیز حسن کی آتش جہاں میں ہے
کب سرد دلکو گرمیِ آتش اثر کرے
سالک وہی جو حفظ مراتب نگہ رکھے
توشہ رہے ضرور جو کوئی سفر کرے
ہوگا نہ جرم سے وہ قیامت میں روسیاہ
جسکو کہ سرخ رو یہاں خونِ جگر کرے
تسلیم این وآں سے کب اسکو ہو آگہی
دیدار دلربا کا جسے بیخبر کرے

ولہ

تشنگی مجکو بہت شربت دیدار کی ہے
آرزو شہد لب لعل شکربار کی ہے
آب آنسو سے عزیزیں بجھاؤں کب تک
آگ سینہ میں لگی ہوئی جب آہ شرربار کی ہے
ہاتھ کا طوق شفاعت کی زنجیر بھی ہو
یہ سزا جرم محبت کے گنہگار کی ہے
پیتے دانت ہو کیوں آپ دوا کے بدلے
ایک بوسہ میں شفا ہجر کے بیمار کی ہے
مقتضا ناز و ادا کا ہے نہ کھا غم تسلیم
بیوفائی جو ہے یار وفادار کی ہے

ولہ

آبرو انسانکو حاصل ہو نہ کیونکر خاک سے
جب حضورِ ذاتِ باری ہو میسر خاک سے
خشک روئی گرچہ سیکھا ہی ستمگر خاک سے
پر وفا کا بھی مجھے ہاتھ آیا جوہر خاک سے
زاہدا خالی اثر سے خاکساری کو نہ جان
ریزۂ سیم و زر اکثر پائے زرگر خاک سے
جوہر صافی درون ہو کدہ غبار اتہام
صاف تر ہوتا ہے ہر آئینہ اکثر خاک سے
بے کثافت کے نہو حسنِ لطافت کا ظہور
صنعتیں کیا کیا ہوئیں اللہ اکبر خاک سے
حلم کے آگے نہیں تسلیم طاقت ظلم کی
سرو مہ جاتی ہے بس گردنِ فلک خاک سے

ولہ

کبتک بھٹکتے پھرینگی ہے آرزو تجھے — تا چند ہو غذا یہ جگر کا لہو تجھے
پایا نہیں سراغ مگر اپنی ذات میں — ہر چند ہر جگہ پہ کیا جستجو تجھے
جو آفتاب جلوہ کناں دیکھتا ہوں میں — ماہی سے لیکے ماہ تک اے ماہرو تجھے
ہے شکر صد ہزار کہ پایا ہیں اپنے پاس — ناحق میں ڈھونڈتا تھا عبث سو بسو تجھے
ہر شے میں ہر جگہ میں ہر اک حال میں مدام — تسلیم دیکھتا ہے عیاں روبرو تجھے

ولہ

دل دور ہو رہا ہے شعور و حواس سے — باہر ہے یار و عارض میرا قیاس سے
زاہد کو حسن سے ہے جو انکار بیدلو — نعمت کا شکر کب ہوا ناسپاس سے
تسلیم عارفوں سے ملی راہِ معرفت — طالب خدا شناس ہے خود شناس سے

ولہ

باوجودیکہ سیہ نامہ ہے اعمالوں سے — باز آتا نہیں پر نفس بد آمالوں سے
مار و عقرب ہیں بہت کینہ مکانیں اکثر — دوستی حرص کو ہوتی ہے کہیں سالوں سے
کیا کرے دل میں اثر وعظ نہیں جسمیں عمل — مردہ بخشا نہیں جاتا کبھی غسالوں سے
گلِ رخسار کی گر یاد میں چلا اٹھوں — سینہ بھر آئیگا بلبل کا مرے نالوں سے
ساحل ضبط سے گر گزرے مرا سیل سرشک — جوش ہو ابر کو دریا کو مرے نالوں سے
نفس عاجز نہ ہو سختی کے سوائے تسلیم — راہ طے ہو نہ بجز یار کے حمالوں سے

ولہ

سنبل کو اتحاد عجب ہے بہار سے — جوڑی بھری ہے یار کی پھولوں کے ہار سے
ہوتا ہے ابر کو بھی گماں آبشار کا — باندھا ہوں تار اشک جو دامن کے تار سے
سینہ میں اضطراب کا دریا ہے موج زن — ہے دور جب سے یار ہمارے کنار سے
گر آج ہے بہار چمن میں تو کل خزاں — بوسے رقا نہ پائیں گلِ روزگار سے

تسلیم [illegible] | [illegible] عشق میں ہو زندگی [illegible]

وله

جلوہ مہر رخ یار نمایاں ہو جائے | [illegible] چاک [illegible] گریباں ہو جائے
زلف پیچیدۂ جاناں جو پریشاں ہو جائے | پھر سر جوش جنوں سلسلہ جنباں ہو جائے
آنکھ اٹھا جائے کماں ابرو سے گوشہ میں اگر | مستعد تیر فگنی کو خود صف مژگاں ہو جائے
یہ سفر وہ ہے کہ کیونکر نہ رہوں پا بہ رکاب | جب وہ [illegible] آگے سراساں ہو جائے
غم فرقت کو جگر اپنا دیا جا تسلیم | پاس رکھ تا کہیں آزردہ نہ مہماں ہو جائے

وله

عشق حق کا ولولہ [illegible] بھرنا چاہیے | دین و دنیا کی تمنا سے گزرنا چاہیے
آرزو و آرزو کی دل سے دور کرنا چاہیے | عشق [illegible] سے مرنا چاہیے
گر خریدار [illegible] حق کی متاع | جیب و داماں کو [illegible] سے بھرنا چاہیے
آشنائی میں [illegible] دل اگر کھوتا ہے تو | دوسرے سے دل کو [illegible] کرنا چاہیے
[illegible] تسلیم [illegible] معرفت کی آرزو | ماسوا اللہ کے تصور سے گزرنا چاہیے

وله

[illegible] دل مست شراب نرگس مخمور ہے | دیدۂ پر اشک رشک خوشۂ انگور ہے
کس بلندی پہ [illegible] زمیں پر آسماں ہے سرنگوں | خاکساری کیا کہ گردن مغرور ہے
محو خورشید تجلی دیدۂ حق بیں [illegible] | جلوہ ہر ذرۂ عالم برنگ طور ہے
عشق والوں کو ہر صورت وفا ہی چاہیے | بیوفائی گرچہ اہل حسن کا دستور ہے
[illegible] کا ہر وانہ یک رنگ آنکھ سے | دختر رز تاک کے پردہ میں گو مستور ہے
[illegible] کے پردہ [illegible] ہوتی ہے فرق | شوق سے اکثر نمائش حسن کو منظور ہے
[illegible] تسلیم یہ عالم [illegible] | دیدۂ آمر کو [illegible] اور کون یاں [illegible] ہے

ولہ

ہے کدورت عشق میں دل کی صفائی اور ہے
کیا کہیں ہم تم سے لطفِ آشنائی اور ہے

دیکھئے ہر چند ہم سب کو ہیں پر کچھ بھی نہیں
[illegible] ہے کچھ سمائی اور ہے

صاف ہوتے ہیں کبھی وہ ہم سے رکتے ہیں کبھی
یہ بھلائی اور ہے اور یہ برائی اور ہے

بے فنا اپنے کبھی حاصل نہ ہو اسکا وصال
حق نمائی اور ہے اور خود نمائی اور ہے

ہیں ہوا بستانِ کثرت میں نسیمِ وحدت
نکہتِ بو ہر گل کے پر [illegible] آئی اور ہے

نہیں آزادی ہے پابندی الفت دیکھئے
یہ اسیری اور ہے اور یہ رہائی اور ہے

زاہدِ مغرور کو تسلیم کچھ حاصل نہیں
[illegible] ہے طاعت نمائی اور ہے

ولہ

[illegible] رشکِ بہار آتا ہے
جو دیکھتا ہے بہ رنگ ہزار آتا ہے

عجیب مزا ہے کہ ہوتا ہے جب [illegible]
زیادہ اور بھی پہلے سے پیار آتا ہے

کھلے حسن کی آنکھوں نے کی ہے جاسوسی
نظر جو سینہ میں دلِ بیقرار آتا ہے

جگر میں سوزنِ مژگاں پرو دیے دیتے ہیں
جب انکی آنکھوں میں مے کا خمار آتا ہے

حقیقت اپنی جو پہلی ہے کہہ نہیں سکتا
اگر کہوں تو کسے اعتبار آتا ہے

کہاں تلک میں چھپاؤں جو راز دل میں ہے
وہی زباں پہ مرے بار بار آتا ہے

جو آ رہی ہے نسیمِ چمن ادھر تسلیم
کہ شاید آج مرا گلعذار آتا ہے

ولہ

تیغِ ابرو عجب درودستی ہے
ایک [illegible] دو [illegible] کستی ہے

ہے جو از بس گرانی کا فور
[illegible] شاید [illegible] ہے

عشق میں باز آ تکلف سے
یہاں [illegible] جو ہے شکستی ہے

آنکھ بند کر سلوک کو طے کر
نہ بلندی یہاں نہ پستی ہے

[illegible] ہے
آنکھ کو آنکھ کرا [illegible] ہے

[illegible] ہے سفد رغافل
ہستی شخوت پہ یکے [illegible] ہے

غیریت سے نہ ہوں ابھی غم
شئے وحدت کی خبر کو مستی ہے

بے نشاں ہو نشان یکھ اپنا
بیخودی عین خود پرستی ہے

خشک ہو کب بہار غم تسلیم
آنسوؤں کی جھڑی برستی ہے

ولہ

بہت [illegible] حلاوت الفت یہ تن میں ہے
گل اور ہے گل کا تماشا چمن میں ہے

[illegible] آنکھ [illegible] غبت
یوسف کی بو عزیز ترے پیرہن میں ہے

[illegible] عزیز [illegible] اس لئے
[illegible] ہوا [illegible] ذوق میں ہے

[illegible] سے بارا
[illegible] اثر انکے سخن میں ہے

[illegible] جلا نہیں [illegible] جلا جلا
اے شمع تیرا سوز یہ کس کی لگن میں ہے

کب تک سفر میں یونہی بسر زندگی کرو
مدت سے دل بندھا مرا حب الوطن میں ہے

بہتر ہے [illegible] سری یہاں کے [illegible]
[illegible] جینے کا دیوانے پن میں ہے

ولہ

اگر نہ ہم بخدا بندہ [illegible] ہوتے
خدا کو [illegible] کیا بلا ہوتے

نہ [illegible] ہم میں رہتی [illegible] دنیا میں
قسم خدا کی اگر [illegible] جدا ہوتے

نہ [illegible] گر [illegible] دوئی کا حجاب اٹھ جاتا
جو خود کو شاہد [illegible]

جگر نہ چھید گیا مژگان یار سے [illegible]
بلا سے [illegible]

اس عبدیت سے [illegible] تھے ہم اگر تسلیم
خدا نہ ہوتے تو [illegible] کیا ہوتے

ولہ

دلکو ہم آپ کے دلدار جو بجائے ہوتے
آپ بھی الفت قلبی کو نبھاتے ہوتے

[illegible] الموت جو بیٹھے ہیں پھر آتے ہوتے
آنکھ پھیری ہوئی گر آپ پھر آتے ہوتے

خفت ملنے کی ہوتی نہ دل کے اندر
آنکھ شوخی سے اگر ہم نہ لڑاتے ہوتے

گر مرے قتل کی تہمت کا نہ ہوتا کھٹکا
افترا رنگ حنا کا [illegible]

لطف وحدت کا نہ ہوتا کبھی دل کو حاصل
ہم اگر عالم کثرت میں نہ آتے ہوتے

زاہد و وعظ سے پھرتے نہ خدا کو ہرجا
سر اگر اپنا گریباں میں جھکاتے ہوتے

[illegible] شکر و شکایت کا دفتر تسلیم
ہم اگر حرف دوئی دل سے مٹاتے ہوتے

وله

کچھ خوف نہیں مجھکو دو عالم میں کسی سے
لیکن میں لرزتا ہوں تمھاری خفگی سے

[illegible] بہتر ہے وہ تم جس میں ہمیشہ فدا ہو
ہوتی ہے محبت مجھے دنیا میں سبھی سے

ان [illegible] وہ زندہ رہیں دیوانہ نہیں ہوں
ہے عشق مرے سینہ میں فیض ازلی سے

گر [illegible] ہو روز کی تمنا کرو یارو
گھر ڈوب گئے سیکڑوں دنیا میں ہنسی سے

[illegible] اپنا وطن چھوڑ نہ آتے یہاں شہا
ہوتی جو خبر اس سفر بازپسی سے

مجنوں کا ارادہ جو ہوتا کسی [illegible] جب
گرتے نہ لب لعل کو [illegible] سے

مطلب کہیں ملتا نہیں کہتا کبھی تسلیم
لکھتا ہے اگرچہ غزل تیز رسی سے

وله

یہاں جس تن سے جدا جان جب تن ہو جائے
[illegible] تیرا کوچہ مرا مدفن ہو جائے

کیا ہمیں [illegible] کا فور جگر کے ناسور
[illegible] پھر وہ [illegible] ہو جائے

عقدہ [illegible] مشکلیں کو صبا گر کھولے
[illegible]

زاہد ہو گا تمھیں [illegible] حقیقت معلوم
[illegible] روشن ہو جائے

[illegible] جنت کی تمنا نے اٹھاؤں تسلیم
[illegible] ہو جائے

وله

گر رخِ انور پہ وہ زلفِ معنبر چھوڑ دے
صبح کو شب اور شب کو صبحِ انور چھوڑ دے

آشنا غربت کا عالم کی کدورت سے ہو صاف
ہر غبار آلود آئینہ اگر گھر چھوڑ دے

دیکھے جب ابرو پہ خونِ آشامِ سفاکِ آسماں
ماہِ نو کا بید سا تھرا کے خنجر چھوڑ دے

عشق ہوتا ہے گریباں گیر کیا گستاخ ہے
گرچہ کہتا ہے ادب دامانِ دلبر چھوڑ دے

کج نگاہی کے اگر خنجر کو زاہد دیکھ لے
جا اپنی صورتِ بسمل تڑپ کر چھوڑ دے

اشک ریزی کو جگر سوزی کو گر دیکھے مری
ماہی دریا چھوڑ دے آتش سمندر چھوڑ دے

خوف کچھ دل میں نہ لا تسلیم گر عارف ہے تو
انتقامِ حاسدِ بدظن خدا پر چھوڑ دے

ولہ

جسکے دل میں مرضِ عشق نہاں ہوتا ہے
بعدِ دق ہوتی ہے اول خفقاں ہوتا ہے

دور رہتے ہیں مگر دل سے ملے رہتے ہیں
آتش کا سکہ جو دلبر بھی رواں ہوتا ہے

عارفوں کو ہے عجب حسن پرستی میں مزا
بدگمانوں کو اگرچہ کہ گماں ہوتا ہے

زاہدا صرف تو کر عمر عبادت میں مگر
دردِ دل شئے بجز الفت کے کہاں ہوتا ہے

طرفۃ العین میں ملتا ہے نشانِ جاناں
جو کوئی نام سے بے نام و نشاں ہوتا ہے

بے مکاں گو ہے خدا پر ہو مکیں خود اسکا
عشق کا دل ہی [illegible] مکاں ہوتا ہے

دھویا جاتا ہے سبھی نامۂ عصیاں تسلیم
چشمۂ [illegible] جو آنکھوں سے رواں ہوتا ہے

ولہ

جسکو پیارا حسن پرستی کا مزا آتا ہے
[illegible] دیدارِ خدا ملتا ہے

جان کھوتے ہیں پر الفت نہیں کم ہوتی ہے
لاکھ [illegible] تو کیا ملتا ہے

لاکھ انکار کریں آشناؤں کا کبھی
[illegible] محبت کا پتا ملتا ہے

جبکہ ہوتی ہے سینوں کو نمائش منظور
لطفِ دیدار [illegible] ہر روز نیا ملتا ہے

آرزو ہے کہ [illegible]
[illegible]

کھو دیا دل کو محبت میں یہ ہے رنج حصول
سچ ہے ملتا ہے تو قسمت کا لکھا ملتا ہے
ڈھونڈا اپنے کو ہی بندہ چاہیے تسلیم
صاف ہے بات کہ بندہ کو خدا ملتا ہے

ولہ

اس وجاہت سے نہ انساں کی صورت ہوتی
عارفو ذات کو گر شکل وشباہت ہوتی
حشر تک ہوتے نہ محتاج لقاء خالق
زاہدوں کو جو حسینوں سے محبت ہوتی
حکم ہوتا نہ کبھی اکرمکم اتقاکم
منحصر گر یہ نسب ہی پہ شرافت ہوتی
خودنمائی کا حسینوں کو نہ ہوتا جو خیال
نہ تو یہ لاگ ہی ہوتی نہ یہ آفت ہوتی
دل مردہ مرا تسلیم بھی ہوتا زندہ
اُن کے قامت سے اگر آج قیامت ہوتی

ولہ

دل کے ملنے سے یار ملتا ہے
تن سے آخر غبار ملتا ہے
دو جہاں سے کنارہ کرتا ہوں
یار کا جب کنار ملتا ہے
زندگی لطف سے گزرتی ہے
یار جب غمگسار ملتا ہے
عشق دم تک میاں غنیمت ہے
پھر کہاں بار بار ملتا ہے
پاس انفاس سے بہ ذکر خفی
دید دم کا شمار ملتا ہے
حسن دیتا ہے جسکو یہاں خالق
مفت دل کا شکار ملتا ہے
یار کی جیت کا مرا تسلیم
آپ اپنے کو ہار ملتا ہے

ولہ

ہم چشم جب سے چشم ہوئی چشم یار سے
برخاستہ ہے دل مرا سب کاروبار سے
شاید کہ قتیل یار ہوا جل کے خاک آج
دامن نسیم کا جو بھرا ہے غبار سے
اے دل حجاب دور کر اور بے حجاب ہو
ہستی کا ہے ظہور فقط اعتبار سے
لیلےٰ کا نام نجد میں لیوے اگر کوئی
باہر ہو کیا عجب تنِ مجنوں مزار سے

مختار کو نہ سوپیوں تو تسلیم کیا کروں | باہر ہوا ہے دل مرا جب اختیار سے

ولہ

ہر شے میں اگرچہ تری جلوہ گری ہے | پر کیا کریں غفلت سے ہمیں بے بصری ہے
ہے اپنے تلاش اسکے بڑا نقص ہے طالب | اپنے کو سمجھنا ہی کمال نظری ہے
سمجھا ہوں سمجھتا ہوں مگر کچھ نہیں سکتا | دیکھو تو خبرداری میں کیا بےخبری ہے
وہ ظاہر ہے باطن میں وہ عالم کا کروں سیر | ظاہر میں اگرچہ مجھے بے بال و پری ہے
حاضر ہے ہر حال میں صاحب کو نہ بھولے | انسان کی دنیا میں یہی بےخبری ہے
گر عمر عبادت میں گزر جائے تو کیا ہو | بے عشق کے افسوس یہ سب بے ہنری ہے
کثرت میں اگرچہ میں مصروف ہوں تسلیم | پر دل مرا وحدت کے سوا سب سے بری ہے

ولہ

خونِ جگر اگرچہ برنگِ شراب ہے | پر لختِ دل بھی آتشِ غم سے کباب ہے
خوش قسمتی ہے وصل کی یا آئی آرزو | جبتک بہارِ گلشنِ عمرِ شباب ہے
اس سیم بر کے عارضِ گلگوں کو دیکھکر | زردی سے بھی زرد رنگ رخِ آفتاب ہے
دنیا سرائے فانی ہے اور ہم ہیں میہماں | ہستی خیال و وہم ہے اور زندگی خواب ہے
تسلیم عمر اپنی بہت خوف سے گزار | محشر کے روز سب کا حساب و کتاب ہے

ولہ

تم سفر کرتے ہو کب جان کو تاب آتا ہے | دل بیتاب بھی ہمراہ رکاب آتا ہے
جو تمنا ہے مرے دل میں ادب سے جاناں | آپ کے سامنے کہنے کو حجاب آتا ہے
ہے شبِ وصل ترے ہجر کے بیماروں کو | فرشِ مخمل پہ نہ کمخواب پہ خواب آتا ہے
نہ ہو تسلیم تو رنجیدہ کہ با وصفِ قصور | کب تونگر کو فقیروں پہ عتاب آتا ہے

ولہ

یار کی ... ریت نظر بھر دیکھئے
دل پہ اپنے اسم دلبر دیکھئے

تم لکھتے کیا ہو دل پہ نام پہ دلبر
سید سا بایاں کر کے بیٹھ دیکھئے

ذات اپنی دیکھو لیکن آپ کو
نے خدا اور نے پیمبر دیکھئے

سیر دریائی جبتدا یتے ہو کیا
کھول کر دیدہ کو گوہر دیکھئے

از رہ آداب ہوئے تسلیم خود
یار کا ہر شے کو مظہر دیکھئے

ولہ

رکھ جگر کو کشا رشتہ آ گئے
پھر نہ فکر کو دن یار سے آ گئے

دل کا کیا زہر و غم جو مار سکے
زلف کی لٹ سے مار کے آ گئے

بار ہے عندلیب نالاں پہ
دن جو گزریں بہار کے آ گئے

سرو آزاد بندہ آزاد
قامت گلعذار کے آ گئے

عمر میں تسلیم جبکہ طول کلام
ہیچ سے اختصار کے آ گئے

ولہ

یار کے حسن کا عجب رعب ہے
شاہ مشرق پہ شاہ مغرب ہے

طرفہ رونق ہے اسکے چہرہ کی
صبح آ گئی ہے اور عقب شب ہے

گر جفا کی نہیں دہاں تکلف
بے وفائی کا زور یہاں کب ہے

کیوں دہ سر بستہ گا ... دل ہو
چشمہ عشق جب طلب ہے

سر بسجود و جبیں ... تسلیم
جو بجز ادب مؤدب ہے

ولہ

درد سے دل مرا بیتاب ہوا جاتا ہے
ہجر سے ماہی بے آب ہوا جاتا ہے

نہ ہوس کھانے کی نہ خواہش ہے پینے کی مجھے
رخصت آنکھوں سے مرے خواب ہوا جاتا ہے

بوتہ عشق غم اکسیر بار الحنت جگر
آتش حسن سے سیماب ہوا جاتا ہے

موت کہتے ہیں جسے عین وصال حق ہے
شوق کعبہ کا ہو تسلیم کو کیونکر یارو

نالہ جوں آب میں بس ہوا جاتا ہے
خم ابرو سر محراب ہوا جاتا ہے

ولہ

رضائے مولا زجملہ اولی خدا کے بندوں کے واسطے ہے
کہ شکر راحت شکایت غم یہ خود پسندوں کے واسطے ہے

ادا و ناز و کرشمہ غمزہ اے حسن والو تمھیں سے ہے زیبا
یہ خاکساری وفا شعاری نیاز مندوں کے واسطے ہے

نگاہ بازان حسن وحدت نظر میں رکھتے نہیں ہیں کثرت
کہ حسن و خوبی کی آفرینش نظر کنندوں کے واسطے ہے

خدا پرستی میں زاہدوں کو وہ مزہ ہے یہ یکدہ میں
جو مے پرستی میں لطف ساقی ازل کے رندوں کے واسطے ہے

ہیں مستحقان رحمت حق گنہگاران خستہ رونق
شفا کا فکر اور دوا کی تجویز دردمندوں کے واسطے ہے

ہے نیستی میں بشر کو ہستی ہے دردمندی میں تندرستی
کہ جینا مردوں کو اور مرنا ثبوت زندوں کے واسطے ہے

جو سیر دنیا کے باغ میں ہے نصیب کیونکر ہو ہر بشر کو
جناب تسلیم لطف عبرت نگاہ بندوں کے واسطے ہے

ولہ

سمجھ کر گفتگو کیجیے مزاج یار نازک ہے
بلائیں جھیل لو بیٹھو بہ پیمان پلی کو تم
فرشتو نزع کے مضراب کو نرمی سے چلنے دو

ادب سے دم کو لے رشتۂ دل بھی نازک ہے
کہ ٹوٹے گا ہو ... نازک ہے
رباب شوق دل ... نازک ہے

نہ کہتی روح غمگیں لاش کے نہلانے والوں سے / ملو نرمی سے یہ میرا تن بیمار نازک ہے

ندا دیتے ہیں [illegible] کان [illegible] خدا [illegible] / [illegible] کا ہے توحید کا [illegible] بار نازک ہے

نہ توڑو دل ہمارا یہ نکلے گر جائیگا آخر / ہمارے آنسوؤں کے موتیوں کا ہار نازک ہے

لحاظ عشق مجنوں یہ ہیں ناقہ سے کہتا تھا / سنبھل کر پاؤں رکھ اس دشت کا ہر خار نازک ہے

نہ رو کے گی کبھی [illegible] اسے گی / مرا دل سخت [illegible] زلف یار نازک ہے

نہ توڑو اور [illegible] پھینکو سنگ ریزوں کو جفا کے تم / یہاں دل [illegible] نازک [illegible] کا بار نازک ہے

یہاں تسلیم دم باندھو [illegible] خود نمائی کے / نہ آئے تیرگی آئینہ اسرار نازک ہے

ولہ

[illegible] / [illegible] یہی [illegible] کا ہے

[illegible] وہی پنہاں [illegible] / در سینا [illegible] بشر پھیر لیا ہے

معرفت کے لئے [illegible] / [illegible] ہے

فکر کر تو [illegible] مرشد یہاں / زندگی [illegible] فقط [illegible]

جیسے وہ دور [illegible] تسلیم / عبد و [illegible] کا فقط پردا ہے

ولہ

فردوس نہ لوں کوچۂ دلدار کے بدلے / صحرا کو نہ چاہوں کبھی گلزار کے بدلے

دیکھوں نہ ہلال ابروئے خمدار کے بدلے / چاہوں نہ [illegible] ماہ کو رخسار کے بدلے

ہو جائیں اگر انجم و افلاک جواہر / لوں [illegible] سر [illegible] کے بدلے

لاکھوں دل خرم اگر آجائیں بغل میں / [illegible] دل زار کے بدلے

[illegible] ملک ماہ و ہفتہ بھی اگر دے / تسلیم نہ لوں دیدۂ بیدار کے بدلے

ولہ

[illegible] رونے والے / [illegible] رحمت میں جگہ پانے والے

کون شکوہ سنج ہیں اے مردم عبرت نظر و
دامن معصیت آلودہ کو دھونے والے

صفت برق چمکتے ہیں برستے ہیں کہاں
ہنسنے والے ہیں سبھی کون ہیں رونے والے

سب جوانی گئی غفلت میں اب آئی پیری
صبح نزدیک ہے اُٹھ رات کے سونے والے

زندگی تک کبھی سونا کبھی جگنا ہے مگر
حشر تک سوتے رہیں خاک میں سونے والے

ناخدا ہیں نہ نہیں کشتی رحمت بھی نصیب
آبرو بحر قیامت میں ڈبونے والے

دل لگی دھوکا ہے بازی ہے کچھ فرصت کو
دوست دنیا کے ہیں تسلیم کھلونے والے

ولہ

کیا کیا مزے بتاتا ہے دل آجکل مجھے
اللہ نے دیا ہے دلِ بے بدل مجھے

دل سے زباں سے دم سے تصور سے روز و شب
بے ذکر یار کچھ نہیں پڑتا ہے کل مجھے

بے دیکھے یار کے کبھی راضی نہ ہونگا میں
چلنے کو لاکھ بار کہے گر اجل مجھے

آزاد ہو کے ذکر میں دیوانہ بن گیا
زنجیر ہو رہا میں جب نظر آیا خلل مجھے

حاضر ہوں دل کے دینے میں کیا عذر ہے مگر
پہلے تو دیجئے آپ دل اپنا بدل مجھے

قابو سے حاسدوں کے بچاتا میں اپنی جان
ہوتا یقیں موت اگر بے اجل مجھے

جب دلربا نے ہنس کے کیا بات مجھ سے کل
آیا نظر کھلا ہوا دل کا کنول مجھے

دل کو پسند آتی نہیں اور نہ چاہیئے
جس میں نہ ہووے ذکر خدا وہ غزل مجھے

میں پھیرتا ہوں دل کے تصور سے دم کی کل
تسلیم جب سے مل گئی کلمہ کی کل مجھے

ولہ

اگر معنی ہے یا صورت حقیقت ہستی حق ہے
یہ کثرت ہستی حق ہے وہ وحدت ہستی حق ہے

حیات و قدرت و علم و ارادت ہستی حق ہے
سماعت ہستی حق ہے بصارت ہستی حق ہے

کلام حق نشان جاں۔ زباں نہیں ہے دہن ہے
یہ نسبت ہستی حق ہے معیت ہستی حق ہے

ہے ظاہر میں تجھے پابندی یہ باطن میں خداوندی
یہ خلوت ہستی حق ہے یہ جلوت ہستی حق ہے

وہاں نخوت ہے نازش ہے یہاں عجز و نیاز آیا
وہ مخفی ہستئ حق ہے یہ صورت ہستئ حق ہے

مجازی کیا حقیقی کیا سمجھ کا پھیر ہے سارا
انیت ہستئ حق ہے ہُویت ہستئ حق ہے

ہے جو سرِ خفی تسلیم مخفی ذاتِ انساں میں
امانت ہستئ حق ہے ودیعت ہستئ حق ہے

ولہ

روشِ عشق و محبت جو چلی آتی ہے
آگ دامن میں ازل ہی سے لگی آتی ہے

منھ پہ آتا ہے تو اللہ کا ذکر آتا ہے
دل میں آتی ہے تو فکرِ صمدی آتی ہے

دلِ بیخود کو خدا آپ ہی یاد آتا ہے
بیخودی جاتی ہے جب گمشدگی آتی ہے

نیکیاں مفت جو ملتی ہیں دعا کرتا ہوں
جنکے دل میں مرے جانب سے بدی آتی ہے

غیر جنسوں کو نہ دیکھا کبھی ہمدرد کہیں
ابر کے روشنئ برق کو ہنسی آتی ہے

ذکر اور فکر میں افعال خدا سے ہر حال
باخبر ہیں وہ جنھیں بیخبری آتی ہے

دل ہمارا ہے ازل ہی سے سخن کا مخزن
جب غزل آتی ہے تسلیم نئی آتی ہے

ولہ

کسقدر شفاف ہے آنکھوں کا جوہر دیکھئے
اور اسی جوہر میں تاباں حسنِ دلبر دیکھئے

ایک ظاہر سینکڑوں مظاہر پر نظر درکار ہے
جلوہ گر یک صاحبِ خانہ ہے گھر گھر دیکھئے

جاں فشانی گر طلب میں ہے تو یک نکتہ سنو
جسکو باہر ڈھونڈتے ہو اُسکو اندر دیکھئے

پاک باز اُس کسافت میں لطافت اور ہے
تن مکدر ہو تو کیا دل ہے منور دیکھئے

دیکھئے تسلیم ہے سب ذات باری کا اثر
صورتِ آبادِ فنا میں خیر یا شر دیکھئے

ولہ

منھ پر نام اُسکا جب آیا مراجی جانتا ہے
کیا مزا ذکر میں پایا مراجی جانتا ہے

پاسِ انفاس کی امداد سے اللہ اللہ
آنکھ میں مجھے جو بایا مراجی جانتا ہے

رات کو یاد میں اللہ کی روتے روتے
آنسوؤں سے جو بہایا مراجی جانتا ہے

سوز فرقت سے جگر نعل در آتش ہو کر
داغ پر داغ جو کھایا مرا جی جانتا ہے

میں ہوں شب کار تری پر مصروف تو ستار کیا
تری رحمت کو خدایا مرا جی جانتا ہے

جوش الفت میں جو سکتہ ہوا سر سے پا تک
مجھکو کیا کیا نظر آیا مرا جی جانتا ہے

دیکھکر پردۂ صورت میں جمال جانانہ
دل نے جو لطف اٹھایا مرا جی جانتا ہے

دل کے اندر کہ سمایا نہیں جاتا ذرہ
یار کیونکر ہے سمایا مرا جی جانتا ہے

دید اور وم کا مزہ دلکی حلاوت تسلیم
یاد میں اسکی جو پایا مرا جی جانتا ہے

ولہ

حالت شیفتہ تلاشی کی کہوں میں کس سے
لاکھ پہلو مرا اک دل ہے تو لوٹوں میں کس سے

عاشقی میں جو ہر اک شے ہے نظیر دلبر
سب ہیں معشوق نظر باز رہوں میں کس سے

ایک صورت کے ہیں سب سیکڑوں صورت والے
کسکو دیکھوں نہ کسے چاہوں ملوں میں کس سے

دل یہ کہتا ہے کہ دل چاہنے والے ہیں سبھی
ہے جہاں جلوۂ [illegible] سن کہوں میں کس سے

ہنسنے والو نہیں میں روتا ہوا آیا تسلیم
رونے والو تمہیں جاتا ہوں ہنسو نہیں کس سے

ولہ

خبر رکھتی نہ پاؤں کی نہ سر کی
یونہی سب زندگی میں نے بسر کی

عجب کچھ زرگری ہے سیمبر کی
کہ بے قیمت ہوں [illegible] زر کی

ہے جھکنے نوکدار ابرو و مژگاں
انہیں حاجت ہے کیا تیر و تبر کی

وطن ہے دشت و در بے خانماں ہوں
محبت اک جگہ دل میں گھر کی

میں اپنے میں ہوں اور اپنے سے باہر
خبر انکی مجھے یوں بے خبر کی

ہوس شاہی کی اوروں کو مبارک
مجھے بس ہے گدائی تیرے در کی

نہیں تسلیم ہستی کا بھروسہ
سمجھ لو دھوپ ہے دو دوپہر کی

ولہ

زندگی موت ہے یادِ خدا انساں کی
ہو خبر جبکہ ہو جاں تن سے جدا انساں کی

ذاکر اللہ کے مرتے نہیں اللہ اللہ
ذکر وہ شے ہے کہ ٹلتی ہے قضا انساں کی

کسقدر ذکر میں ملتی ہے حلاوت دلکو
روح جب ذکر سے پاتی ہے مزا انساں کی

ذکر اسوقت تغافل سے جگا دیتا ہے
نزع میں ہوش ہو گی جو بجا انساں کی

زور سے عرشِ معلےٰ کو ہلا دیتی ہے
ذکرِ حق میں جو نکلتی ہے صدا انساں کی

عالمِ قرب میں رہ جاتے ہیں جنکے اُڑتے اُڑتے
گر فرشتوں کے لگے پر کو ہوا انساں کی

پیدا یک جان کے سو جان [illegible] دیا ہے
ذکر میں ترقی ہے گر جان فدا انساں کی

زندگی جو رہی ذاکر کی [illegible]
حشر میں یکساں ہو گی جو جزا انساں کی

ذکر تسلیم وہ دولت ہے کہ بڑھتے بڑھتے
اور عزت کو بڑھاتا ہے خدا انساں کی

ولہ

نقابِ شب ہے یا رن صبح [illegible] بتلانے والی ہے
جوانی جانیوالی ہے ضعیفی آنے والی ہے

سفید [illegible] یا چراغ عمر [illegible]
ضعیفی موت کے پیغام کو پہنچانے والی ہے

ہم اپنی زندگی میں لاکھ سلجھاتے رہیں لیکن
ہوائے موت زلفِ عمر کو الجھانے والی ہے

یہ تن میں میہماں آئی ہے آخر چھوڑ کر تن کو
پلٹ کر روح پھر اپنے وطن کو جانیوالی ہے

چلی آتی ہیں موجیں سخت طوفاں ہے بپا [illegible]
اسی دریا میں کشتی عمر کی بہ جانیوالی ہے

بلندی ہو تو کیا دیوار ہستی کی ہے بے پایہ
کہ سیلابِ فنا سے ایک دن گر جانیوالی ہے

یہاں کا کارخانہ گو یہاں رہ جائیگا سب کچھ
مگر نیکی عمل کی قبر میں ساتھ آنیوالی ہے

لے آئی ہے عدم سے زندگی جسطرح دنیا میں
فرشتہ ملک عدم پھر روح کو لیجانیوالی ہے

اگر اللہ نے دلکو ذری بھی لاگ ہو جائے
غزل تسلیم کی البتہ دل بہلانیوالی ہے

ولہ

[illegible]

کہ بیخودی اور خودی میں ہے سالکا نزول بھی ہے زوال بھی ہے

سلوک جب تک نہو وے کامل نہیں تسلی ذرا بھی حاصل

کہ سالکوں کو ہر ایک دم میں فراق بھی ہے وصال بھی ہے

تجلیوں میں بوجہ یکتائی ہوں مرتا کبھی ہوں جیتا

کہ جیسے مہتاب کو ہمیشہ زوال بھی ہے کمال بھی ہے

کلیم و سامع جو آپ تھا وہ کہا الست اور کہا بلیٰ وہ

بہ نقش کثرت برنگِ وحدت جواب بھی ہے سوال بھی ہے

کروں میں کیا وصل میں تعلی طپش کبھی ہے کبھی تسلی

ہے دل میں خوف و رجا کہ اس جا جلال بھی ہے جمال بھی ہے

خدا شناسی و خود شناسی جہاں میں زاہد سے آشنائی

کہ عینیت اور غیریت سے یقین بھی ہے خیال بھی ہے

کبھی ہے ناقص کبھی ہے کامل کبھی کنارے کبھی مقابل

عجب ہے تسلیم حالتِ دل کہ بدر بھی ہے ہلال بھی ہے

ولہ

زلفوں کی مغز سے کبھی خوشبو نہ جائیگی
مر جائیں بھی تو خواہشِ گیسو نہ جائیگی

زلفِ سیاہ بس گئی چشمِ سیاہ میں
باہر مری نظر سے سر مو نہ جائیگی

جائینگی دل سے نزع میں کل خواہشیں مگر
لے آرزوئے وصل کبھی تو نہ جائیگی

کافور سی اڑے گی ہوا کہاکے بوئے عطر
پر آپ کے پسینہ کی خوشبو نہ جائیگی

جنت میں بھی تمہاری شباہت کی روشنی
میری نظر سے لے مرے مہرو نہ جائیگی

سلکِ گہر سے تول تو تسلیم کی غزل
تخمینِ دل سے بیش ترازو نہ جائیگی

ولہ

دل میں آنا ہے تو آزادی کا ساماں کیجئے
دل سے جمعیتِ دنیا کو پریشاں کیجئے

جب سلیماں کی حکومت نہ رہی دنیا میں
پھر تو کیا شوکتِ دنیا تری ارماں کیجئے

ق

زاہد شوق ہے گر رندوں کی ہم بزمی کا
کافرِ نفس کو پہلے تو مسلماں کیجئے

یاں نظر بازی ہے بیچاروں میں ... ہیں سب
آئینۂ شوق سے نظارۂ جاناں کیجئے

منزلِ دل میں کبھی غلِ سگِ نفس ہو
گاہ توحید کو ... ذکر کو درباں کیجئے

جرعۂ شربتِ شیریں سے ہو سیری تسلیم
تلخی ہجر ... زباں کو شکرستاں کیجئے

ولہ

دل ظہورِ تجلیاتی ہے
خاک آلودہ تن صفاتی ہے

ق

جو تجلی بمظہر آتی ہے
ایک ذاتی ہے یک صفاتی ہے

بہر آں آنکھوں کو بمقتضائے بصر
بے بصیرت نظر کب آتی ہے

یادِ حق کی شراب پینے سے
بیخودی بے بلائے آتی ہے

ذکر کیا کیا بہار لاتا ہے
فکر کیا کیا مزے بتاتی ہے

سیر فی اللہ کر۔ بقا ہو جا
ماسوا اللہ کو بے ثباتی ہے

ذات کو فکر سے نہیں نسبت
اہل نسبت کو ذکر ذاتی ہے

تلخ ہوتے ہیں دو جہان کے مزے
روح جسد میں مزے میں آتی ہے

دل میں تنکا سما نہیں سکتا
ذات دیکھو تو کیوں سماتی ہے

صبح سے شام تک ہو ذاکر
دیکھو حاجت بھی بر آتی ہے

پا لیا امتحاں سے تسلیم
اسمِ اعظم یہی اسمِ ذاتی ہے

ولہ

ہیں دو دو پردے مگر ہر پردہ موضوع اک روش کا ہے
ادھر کوشش کا پردہ اور ادھر پردہ کشش کا ہے

یہ در پردے بھی اٹھ سکتے نہیں ہیں اپنی حالت سے
تو مجبوری سے پیر سے دل یہ یک عالم طپش کا ہے
ہے کرتا دل کی تحسین میں حائل نفس امّارہ
نہ موقع نفس امّارہ یہ دل کو سرزنش کا ہے
نہ پھر جا اپنے جادے سے نہ بے پروا طلب میں ہو
کہ جادہ لاابالی دلبر شیریں منش کا ہے
خدا کو جان اپنی پیشتر مرنے کے دے ڈالو
اگر تسلیم تم کو شوق کچھ داد و دہش کا ہے

ولہ

رجعت جو نہایت کو ہدایت کیطرف ہے
کثرت کا سفر کشور وحدت کیطرف ہے
عارف ہیں جو عارف کا عروج از رہ تنزیہ
ہر چند نہ دل اسکا شہادت کیطرف ہے
جبتک ہی یہ زہد اور یہ طاعت یہ عبادت
زاہد تو ابھی اپنی جہالت کیطرف ہے
ہے لطف کہ مصروف لطافت ہے مرا دل
رخ نفس کا ہر چند کثافت کیطرف ہے
جس دن سے کھلا عقدۂ توحید ہے تسلیم
دل شکر کے جانب نہ شکایت کیطرف ہے

ولہ

سب ملتے ہیں دنیا میں محبت نہیں ملتی
ہر ایک طبیعت سے طبیعت نہیں ملتی
چاہوں تو میں ابھی اپنے کو بناؤں
پر کام میں ان کے مجھے فرصت نہیں ملتی
ہیں گرچہ دو عالم میں بہت اہل شباہت
لیکن مرے جاناں کی شباہت نہیں ملتی
تنور قفس سے نہ بپا ہو کہیں طوفاں
صیاد سے رونے کی اجازت نہیں ملتی
آئینہ ہے بے جوہر اگر لاکھ صفا ہو
صورت تجھے اپنی کبھی صورت نہیں ملتی

جبتک کہ بشر نفس کی صحبت کو نہ چھوڑے　　تسلیم خدا والوں کی صحبت نہیں ملتی

ولہ

دشمنی - دشمنی دکھاتی ہے　　دوستی - دوستی نبھاتی ہے
یاد آتا ہے گلبدن میرا　　جب چمن میں بہار آتی ہے
آئیں وہ یا نہ آئیں پر کل سے　　اڑتی اڑتی خبر تو آتی ہے
دیدہ بر راہ شوق ہوں مگر　　دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے
سر دم چشم شوق سے کہدو　　سوتے فتنوں کو کیوں جگاتی ہے
ق شوخ چشمی تری نگاہوں کی　　آنکھ سے آنکھ جب ملاتی ہے
دیکھتے دیکھتے برنگ ہوا　　وحشت آتی ہے عقل جاتی ہے
عاقبت کے خراب کرنے کو　　لت [illegible] بری آتی ہے
یاد میں اس کے دل نہیں لگتا　　کیا پریشاں دلی ستاتی ہے
گالیاں کھانا اور دعا دینا　　یہ بھی صاحب انکی چھاتی ہے
یاد آتی ہے زلف کی خوشبو　　جب نسیم بہار آتی ہے
ق ان دنوں آسماں کی نیرنگی　　کیا تماشے نئے بتاتی ہے
کل جو کھاتا تھا شیرمال و کباب　　آج محتاج یک چپاتی ہے
اور لب نان کا جو تھا بھوکا　　دولت اسکو ضرر سے چکھاتی ہے
چلو تسلیم چھوڑ دو باتیں　　بیخودی آپکو بلاتی ہے

ولہ

دل جو بے پروا ہے دنیا سے وہی آزاد ہے　　جب ہوا آزاد پھر رہا ہے خدا کی یاد ہے
جسم ساقی میں ملا تو کیا لا دوغ رہا　　زاہد و محتسب تھا دی سفر پر باد ہے
جسکو کہتے ہیں فنا اور جسکو کہتے ہیں بقا　　وہ خودی آباد ہے اور یہ خدا آباد ہے

صورت آبادِ دو عالم حرفِ بے معنی نہیں
پر وہی سمجھا ہے جسکو اسکا مطلب یاد ہے
جس چمن میں نغمہ آرائی تھی کل تسلیم آج
شورشِ قلقل ہے نکلا ہے نالہ و فریاد ہے

ولہ

موت سے پہلے ہی دنیا سے گزرنا چاہیے
ست جینا چاہئے تنہا گذرنا چاہئے
راہ سے انفاس کی واقف ہے عرش و فرش تک
سالکوں کو راہ دن مثلِ صبا تیرنا چاہئے
منزل آگے سخت ہے ربط و عبادت کیلئے
پہلی منزل میں مقام البتہ کرنا چاہئے
تیغ سیدھی صاف ہے خنجر کا پہلو ہے برا
نفس و سفاک ہے نزدیک ڈرنا چاہئے
سیر و طیر روح ذکر و فکر سے ہے رات دن
ہم وہ طائر ہیں کہ ہمکو بال و پر نا چاہئے
عاصیو بازارِ رحمت کے اگر ہو مشتری
موتیوں سے اشک کے دامن کو بھرنا چاہئے
چاہتے ہو تم اگر تسلیم رونق روح کی
وسوسوں سے دلکو پہلے پاک کرنا چاہئے

ولہ

جب قاصدِ صبا نے خبر دی بہار کی
کیا خوشدلی سے دیکھو قفس میں ہزار کی
دنیا سے سیر ہو کے کریں فکرِ عاقبت
پر کیا امید زندگی مستعار کی ہے
جسدن سے دل کے ہاتھ میں مضرابِ دید ہے
سنتا ہوں فکر حق میں صدا دم کے تار کی
دیتا ہے نیک بد کے نتیجہ سے آگہی
کیا بات ہے عزیزو دلِ ہوشیار کی
تسلیم تو طریقۂ خلوت در انجمن
منظور گر ہے تمکو خوشی اپنے یار کی

ولہ

دل بیدل سراسر حسن بے صورت کا مائل ہے
کہ صورت صورت آئینہ حیرت سے مقابل ہے
پہنچنا منزلِ مقصود کو پھر کچھ نہیں مشکل
خدا کے راستہ میں گر سفر کا شوق کامل ہے
الجھ کر سطح سے ہو پریشاں تو نہ اے کامل
کہ ہر تہ تیرا شیرازۂ جمعیت دل ہے
کثافت کی لطافت سے بدل دو دید میں جلوہ
اگرچہ جسم ناقص ہے مگر یاں روح کامل ہے

خدا کی راہ دل سے سونچ اے تسلیم ہمت کر
دو عالم جسمیں پیدا ہے وہ پیدا عالم دل ہے

ولہ

میں دراُس خرابات عشق کی ہوس حیرت ہے
سود کو ملک سلیماں کی ہوس حیرت ہے
بے بصیرت کے بصارت یہ تمنا کبتک
کیا ان آنکھوں کو رخ تاباں کی ہوس حیرت ہے
ٹھوکریں کھا کے ہوا مٹے نہ سنبھلنے پائے
لے کتاں پھر مہ تاباں کی ہوس حیرت ہے
شمع عشق سے جبتک نہو گرمی پیدا
طالبو سینۂ سوزاں کی ہوس حیرت ہے
بے محبت کے طلب بوالہوسی ہے تسلیم
لاگ جبتک نہو جاناں کی ہوس حیرت ہے

ولہ

ہوا سفر کی ہے ناموافق وطن کو چلنے کی فکر کیجئے
اُداس منزل ہے دل ہے بیدل یہ گھر بدلنے کی فکر کیجئے
زمین گِل آلود ہے یہاں کی یہ جاے لغزش ہے ہمتاں کی
خوشی خوشی سے چلا تو آئے مگر سنبھلنے کی فکر کیجئے
بلا ہے دنیائے دوں کی الفت نہیں یہ الفت ہے بلکہ کلفت
نہیں یہ ہستی مقام فرحت جو دل بہلنے کی فکر کیجئے
اگر ہو عاصی کرو تلافی طلب خدا سے کرو معافی
گناہ گار و ہے توبہ کافی نہ ہاتھ ملنے کی فکر کیجئے
نہال دل ہے جو سبز و خوشتر ہوا ہے گرچہ بہار آور
نہ پھولو تسلیم پھولنے پر ابھی تو پھلنے کی فکر کیجئے

ولہ

وصل کی تھی جو ہیں دعا میری
بن گئی غیب سے ہوا میری

وہ بلا مجھسے میں بلا اُس سے — وہ کہا اپنی میں کہا میری
میں کمالِ ادب سے پیش آیا — خیریت پوچھا دلربا میری
دل لگی کی جو باتیں ہوتی تھیں — میں سنا اُسکی وہ سنا میری

مطلع دوم

کہا میں نے کہ التجا میری — تم سنوگے۔ کہا بلا میری
کہا میں وائے خوبیٔ قسمت — تم تو سنتے تھے بارہا میری
کہا سن لونگا۔ میں کہا پھر کب — کہا سن لے اگر خدا میری
میں کہا گر خدا اسنے نہ سنے — کہا اپنا زبان ہے کیا میری
کہا میں ہاں۔ کہا نہیں لیکن — یار وہ بات ہے جدا میری
کہا میں نے کہ کچھ تو فرماؤ — کہا سن وہ بات آشنا میری
نہیں وہ بات کہنے سننے کی — رہ گئی ہے زباں بند میری
کہا میں کیوں۔ کہا اِدھر تو آ — دیکھتا سب ہے [illegible] میری
پاس بٹھلایا اور یہ مجھسے کہا — منہ پہ تیری سمجھ ہے یا میری
اب تو تو آپ ہی سمجھ لے گا — ہے غلط تیری یا خطا میری
بولا منھ کھول میں نے کھول دیا — یوں تسلی سنو کیا میری
یعنی تھوڑی سے رکھکے منھ میں نبات — کہا اب بات سن ذرا میری
کھول منھ میں کہو مزا کیا ہے — ہوش باتوں میں کھو دیا میری
میں کہا مصری میٹھی میٹھی ہے — بات یہ سن کے ہنس دیا میری
پھر کہا کیا مزا ہے میٹھے کا — نہ رہی ہوش پھر بجا میری

کہا میں نے کہ کچھ نہیں سکتا / کہا تیری زبان ہے یا میری
میں بھی ایسا ہی کچھ نہیں سکتا / کچھ تو بیجا ہے یا بجا میری
میں کہوں سچ ہے آپ کا کہنا / کہا اب تو سمجھ گیا میری
منہ مرا بند ہو گیا سن کر / کی مسترق مجھے حیا میری
میں بھی اپنا طبیب ہوں تسلیم / درد میرا ہے اور دوا میری

ولہ

نہیں ہیں خاکیو ہم خاک کی صورت کے دیوانے
ہے پردہ ہیں کوئی صورت تو ہیں صورت کے دیوانے

تماشا دیکھتے ہیں صورتوں میں حسن والوں کے
کسی صورت تمہارے حسن بے صورت کے دیوانے

کسیکو دیر اور کعبہ کسیکو ہم کو حق بس ہے
نہ ہم مذہب کے دیوانے نہ ہم ملت کے دیوانے

کوئی مسجد کا اور کوئی محراب ابرو کو
یہ قد قامت کے دیوانے وہ قد قامت کے دیوانے

معطل تا صفت ترزن ہوا ہے قیامت میں
ستم یا مستحب نہ ہو وہ ہیں رحمت کے دیوانے

خوشی بزم میں تنہا ہیں کثرت میں بہر صورت
غرض بازی میں رہتے ہیں تری صورت کے دیوانے

ہے کتنا فرق یارب عارفوں میں زہد والوں میں
یہ دیوانے ترے وہ ہیں تری صنعت کے دیوانے

کسی حالت میں ہوں پر میکدہ میں دیدبازی کے

همیشہ مست رہتے ہیں مےِ الفت کے دیوانے
تجلّی قادرِ مطلق کی تم دیکھا کرو ہر دم
اگر تسلیم ہو اللہ کی قدرت کے دیوانے

ولہ

مرا جب سے دل ذاکرِ اسم ہُو ہے — نہ یہ ہے نہ وہ ہے نہیں میں نہ تو ہے
اگر جستجو ہے تری جستجو ہے — اگر آرزو ہے تری آرزو ہے
مرے سر میں سودا ہے الفت کا لوگو — محبت کی یاد آ رہی گفتگو ہے
بہانہ ہے صورت پرستی کے یارب — تجھے دیکھنے کی مجھے آرزو ہے
وہ اوّل وہ آخر وہ باطن وہ ظاہر — اگر آنکھ ہے دیکھ تو روبرو ہے
ہوں نزدیک یا دور پر مثلِ سایہ — ترے ساتھ میں ہوں مرے ساتھ تو ہے
رہے یار سے نزع میں دید بازی — یہی مدّعا ہے یہی آرزو ہے

ق

تو اور کون کو دے دین و دنیا کہ مجکو — نہ یہ آرزو ہے نہ وہ آرزو ہے
مگر آرزو ہے تو تیری ہے مجکو — کہ دنیا بھی تو اور عقبےٰ بھی تو ہے
بچا میں نہ دریا میں تردامنی سے — ترے ہاتھ تسلیم کی آبرو ہے

ولہ

اے مسیحا دل مرا بیمار ہے — آرزوئے شربتِ دیدار ہے
میں ہوں وہ منصور میرے واسطے — زلف کی پھانسی ہے مژگاں دار ہے
گر ہوا کا رخ پلٹ جائے ادھر — پھر تو اس دریا سے بیڑا پار ہے
گلرخانِ سرو قد کا ہے ہجوم — آج کوچۂ یار کا گلزار ہے
خیر و شر میں ہے تجلّی یار کی — پر بیانِ چشمِ ادب درکار ہے
موتوا قبل ان تموتوا سن چکا — زندگی سے تلخ بھی بیزار ہے

دیکھو تو اللہ کا دربار ہے	عالم دنیا نہیں تسلیم یہ

ولہ

تمام … مسائل ایک ہی ہے یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے
باطن یکی اور ظاہر دوئی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

لب پر ہے ذکر اور جی میں تفکر آنکھوں میں تصویر دل میں تصور
ہے وہ نہاں خفی و جلی ہے یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

حسن حقیقی … صاحب کی سب ہے کارسازی
کوئی قدیم اور کوئی نئی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

حسن اور غمزہ … جلوہ کی آتش شوق اور الفت کی سوزش کی آتش
بھڑکی کہیں اور کہیں دب رہی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

قہر وہ نہایں مہر وہ فنا ہیں … دوائیں غم میں بلائیں
وحشت کہیں اور کہیں دل لگی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

طالب ہے دل اور مطلوب دلبر - کیا کیا بہلنے میں اللہ اکبر
وہ مدعا ہے یہ مدعی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

تسلیم جاناں کی پیاری شباہت - یہ وہ ہے جس کا اپنی شباہت
دل میں بسی اور نظر میں بسی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

ولہ

بہلی ہے دنیا ان عشق بازی ولا حقیقی ہو یا مجازی
کہ حسن والوں سے دید بازی - ہے راہ باطن کی چارہ سازی

ادھر ہنسی ناز و نا ابالی - ادھر نیاز اور زار نالی
نہیں ہے مطلب سے دونو خالی - کہ حسن راکب ہے دید تازی

اگرچہ تم ہم ہیں جسم اور جان - مگر تساوی نہیں ہے شایاں
نیاز زیبا ہے ہمکو جاناں - تمھیں سزاوار ہے بے نیازی

اگر ہو سنتے خدا کی باتیں - تو چھوڑ دو تم ریا کی باتیں
اگر یہی ہیں ہوا کی باتیں - کرینگے ہم بھی زمانہ سازی

اگر محبت کا بھید پاتے - تو کیوں تو لیلوں سے پیش آتے
قسم خدا کی - کبھی نہ کھاتے فریب ابلیس فخر رازی

نہیں ہے جاں کندنی کا کچھ غم - اگر نکل جائے دید میں دم
جمینگے خوان کرم پہ جب ہم - کرے گا خود میہمان نوازی

خودی میں اور بیخودی میں باہم رہی ہے تسلیم جنگ پیہم
ہیں فتح بھی ہم شکست بھی ہم - ہمیں شہید اور ہمیں ہیں غازی

ولہ

پردہ میں ہر اک شے کے تری جلوہ گری ہے
ہر دم میں ہے سیر چمن انفس و آفاق
تاثیر مری آہ کی کیا ہو گئی یارب
آتش مرے سینہ میں ہے ہونٹ ہیں تر و تازہ
تسلیم ہو بیدار کہ تارہ نکل آیا

افسوس کہ غفلت میں ہمیں بے بصری ہے
گو طائر آزادی کو بے بال و پری ہے
یہاں بے جگری ہے تو وہاں بے خبری ہے
باطن میں حنا سرخ ہے ظاہر میں ہری ہے
شب گزری ابھی سوتے ہو کیا بیخبری ہے

ولہ

صاحب کو بھول جانا دنیا نہیں تو کیا ہے
غفلت میں عمر کھونا نیکی سے ہاتھ دھونا
مال حرام لینا جو نفس مانگے دینا
دولت کے غم میں مرنا انصاف سے گزرنا

غیروں سے دل لگانا دنیا نہیں تو کیا ہے
بے یاد پینا کھانا دنیا نہیں تو کیا ہے
پاک اپنے کو کہانا دنیا نہیں تو کیا ہے
حقدار کو ستانا دنیا نہیں تو کیا ہے

رنجیت رہی کجی سے نفرت ہو راستی سے — نفسانیت بڑھانا دنیا نہیں تو کیا ہے
لہو و لعب میں رہنا باطل زباں سے کہنا — حق بات کو چھپانا دنیا نہیں تو کیا ہے
تسلیم غور کیجے کچھ فکر اور کیجے — غم زندگی کا کھانا دنیا نہیں تو کیا ہے

ولہ

مرے دلربا کا بہانہ نیا ہے — بہانہ نیا کارخانہ نیا ہے
عجب بھید ہے دائرہ میں قدم کے — نئے لوگ ہیں اور زمانہ نیا ہے
برائی میں بھی میں خدا کو نہ بھولا — کہا نفس یہ تازیانہ نیا ہے
ق لگی کہنے مشاطۂ عقل یا رب — یہ کاکل نئے ہیں یہ شانہ نیا ہے
کہا جلوۂ دلبرانہ کہیں ہے — کہیں جادۂ عاشقانہ نیا ہے
جب آئی یہ قالب میں رخصت ہو کر — کہی روح یہ تو ٹھکانا نیا ہے
نہ پائی دیکھ اس سفر کی حلاوت — کہ صحبت نئی آب و دانہ نیا ہے
نہیں بلبل ازل کے چمن کا ہوں لیکن — یہ گلشن نیا آشیانہ نیا ہے
یہ محفل ہے وحدت کی آنے ہو آؤ — ترانہ نیا شادیانہ نیا ہے
نہیں شخص اور عکس تسلیم حادث — مگر آئینہ درمیانہ نیا ہے

ولہ

چشمۂ دل جو محبت میں اُبل جاتا ہے — پانی آنکھوں کے دہانہ سے نکل جاتا ہے
صاف سینہ کی کدورت نہیں چھپتی ہرگز — دل بدل جاتے ہی چہرہ بھی بدل جاتا ہے
جائے بد سے سنبھل کر بھی چلیں تو کب تک — پاؤں البتہ گلابہ میں پھسل جاتا ہے
لاکھ آفت ہو بلا ہو نہیں کرتے شکوہ — جنکا دل ذکر الٰہی میں بہل جاتا ہے
دیکھتے دیکھتے ہوتا ہے اندھیرا تسلیم — جبکہ خورشید سر کوہ سے ڈھل جاتا ہے

ولہ

تماشائے دنیائے دوں کچھ نہیں ہے
فقط نور بے چوں ہے چوں کچھ نہیں ہے

بجز جلوۂ نورِ حق دو جہاں میں
درون کچھ نہیں ہے بروں کچھ نہیں ہے

جواہر کا پتلا ہے دل کیونش چاہو
کہ یہ پیکرِ سیم گوں کچھ نہیں ہے

حقیقی مجازی غرض عشق بازی
کوئی ہو پہیلی ہے زبوں کچھ نہیں ہے

سوا دین و دنیا کے مانگا تو بولا
فقط میں ہوں کیا تجھکو دوں کچھ نہیں ہے

سوا روح کے دل کے اور تن کے جاناں
نثار آپ پر کیا کروں کچھ نہیں ہے

محبت کا سودا ہے تسلیم ازل سے
مرے سر میں جوشِ جنوں کچھ نہیں ہے

ولہ

ترے دید میں محو کر دے مجھے
میں دیکھوں تجھے وہ نظر دے مجھے

خبر مل گئی تیری مجھکو مگر
میں ہوں کون میری خبر دے مجھے

اندھیرے میں فرقت کے دل تنگ ہوں میں
ترے نور میں وصل کر دے مجھے

کشش ہے اُدھر اور کوشش اِدھر
اگر روک رکھتے ہیں پر دے مجھے

کروں آرزو سے دوائے وصال
الٰہی وہ دردِ جگر دے مجھے

دعائے شبی ہو مری مستجاب
اثر بخش آہِ سحر دے مجھے

کبوتر بنوں اور گلی میں تری
میں اُڑتا پھروں ایسے پر دے مجھے

ہے کیا بھید سینہ میں تسلیم کے
خبر اے دلِ بے خبر دے مجھے

ولہ

آئینۂ وجودِ خدا کائنات ہے
عین صفت ہے ذات صفت عین ذات ہے

وہ موت ہے کہ جسکو سمجھتے ہیں ہم حیات
اور موت جسکو کہتے ہیں وہ خود حیات ہے

انصاف پر نجات تمھاری ہے زاہدو
رحمت کے ساتھ اہلِ خطا کی برات ہے

ذات و صفت کا فرق مجازی ہے گفتگو
نقشین ذاتِ قدس کے رنگِ صفات ہے

نیرنگ ہو وے نقشۂ بیرنگ دیدہیں   تسلیم حسبِ حال یہ آخرِ نکات ہے

ولہ

زندگی دل کی خدا کی یاد ہے   گر نہ ہو یاد تو برباد ہے
حاضر و غائب خدا کے ہو رہو   حضرت دل کا یہی ارشاد ہے
گو سراپا ہیں خطاوار نہیں ہوں   ق   اے دلِ آشفتہ کیوں ناشاد ہے
ہیں وہی حامی کہ جسکے نور سے   انفس و آفاق کی ایجاد ہے
منحرف تسلیم ہو کر راہ سے   چاہتے ہو داد کیا بیداد ہے

ولہ

جینے پر پریشانی ہے مرنے میں مزا ہے   زلفوں کے سنورنے کا بکھرنے میں مزا ہے
جسوقت اجل آئیگی لے جائیگی لیکن   بیموت کے ہستی سے گذرنے میں مزا ہے
تو دم کا نگہبان رہو دیکھ تماشا   چڑھنے میں حلاوت ہی اترنے میں مزا ہے
ہے لطف کہ دل یاد خدا میں ہے بیخود   اور دید کا آنکھوں کے ٹھہرنے میں مزا ہے
مجذوب ہوں گستاخ تو ہو جائیں فنا ما   سالک کو تو اللہ سے ڈرنے میں مزا ہے
حق والوں سے حق بات کہیں عیب نہیں ہے   نادانوں کے منھ پر تو مکرنے میں مزا ہے
اندیشہ خدا بینی کا خود بینی کا تسلیم   کرنے میں مزا اور نہ کرنے میں مزا ہے

ولہ

غارتگرِ دل عاشقِ بیدل کی خبر لے   سیماب سی حالت ہے مرے دل کی خبر لے
اے قیس تو لیلیٰ کو کہاں ڈھونڈ رہا ہے   سن بات مری پہلے تو محمل کی خبر لے
ہے شخص جہاں عکس ہے پر پہلے تو تسلیم   صیقل سے صفائی ہے مجنجل کی خبر لے

ولہ

خدا ہی سب سے اچھا اور خدا کی ذات اچھی ہے   بشر گو جزو ہے پر فکرِ کلیات اچھی ہے

اگرچہ لَا اِلٰہَ اور اِلّا اللّٰہ کہتے ہیں
نہ بہانے کا بہانہ ہے اگر انصاف سے دیکھو
طبق میں آنکھ کے رکھکر میں لایا ہوں یہ جان و دل
اگر ہے دھوپ کا اندیشہ اور گرمی سے ڈرتے ہو

مگر گل کے لئے اسباب کی اثبات اچھی ہے
تمہاری بات اچھی یا ہماری بات اچھی ہے
قبول اسکو کرو جاناں کہ یہ سوغات اچھی ہے
مسافر کے لئے تسلیم پچھلی رات اچھی ہے

ولہ

خود بخود عشق کا سودا ہے یہ سر میں میرے
یاد ہر دم مجھے آتا ہے مسیحا میرا
فضل کا اور کرم کا ہے بھروسہ مجھکو
دوست جو مجھکو ستاتا ہے تو شکوہ کیا ہے
مدتوں سے میں جسے ڈھونڈ رہا تھا تسلیم

آتش دید سے گرمی ہے جگر میں میرے
کسقدر درد محبت ہے جگر میں میرے
توشۂ راہ نہیں گرچہ سفر میں میرے
کچھ نہ کچھ نفع ہے البتہ ضرر میں میرے
اللہ اللہ وہ مجھے مل گیا گھر میں میرے

ولہ

خدا والوں کی الفت میں رہا کرتے ہیں دل والے
خدا کے آشناؤں سے نہ کیونکر آشنائی ہو
خطا انکی عطا ہے اور عبادت انکی عصیاں ہے
نہ بگڑے کھیل قدرت کا نہ دوزخ کی خرابی ہو
مگر باطن سے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں
ہمیشہ کھاتے پیتے جاگتے سوتے بیٹھتے اٹھتے
تجلی ذات کی جب جلوہ گر تسلیم ہوتی ہے

خود بھی قید سے دلکو رہا کرتے ہیں دل والے
کہ غیروں کو بھی اپنا آشنا کرتے ہیں دل والے
جو کرتے ہیں نہیں بیجا بجا کرتے ہیں دل والے
رموزِ دل اشارہ میں ادا کرتے ہیں دل والے
اگرچہ ظاہر اُسکی سنا کرتے ہیں دل والے
زبانِ روح سے ذکر خدا کرتے ہیں دل والے
خدا پر جان کو اپنی فدا کرتے ہیں دل والے

ولہ

نمونہ ذات کا انسان ہے باقی نمائش ہے
ہے ناقص جوہر صورت مگر آئینۂ دل میں

تنِ انسان میں یک جان ہے باقی نمائش ہے
جو کچھ ہے آبرو ایمان ہے باقی نمائش ہے

نہیں موقوف صورت پر کہ ہر اک دل ہو دیوانہ | حسینوں میں فقط یک آن ہے باقی نمائش ہے
بشر مرد وہ ہے خواہ عابد ہو یا زاہد مگر جس میں | خدا کی آشنائی جان ہے باقی نمائش ہے
اگر تسلیم ہے چشم بصیرت غور سے دیکھو | بشر کیا ہے۔ خدا کی شان ہے باقی نمائش ہے

ولہ

آج تقدیر سے گر یار کی آمد ہو جائے | آرزو ہے کہ زباں صرف خوشامد ہو جائے
چھوڑ دوں چلمنِ مژگاں کو چھپا لوں دل میں | یار گر آنکھوں کے کمرہ میں برآمد ہو جائے
بیخودی میں نظر آئیگا خدا کا جلوہ | دل اگر ساقیِ مستِ مئے سرمد ہو جائے
دیدہ وا دید میں گر روح مری ہو تحلیل | کیا عجب روضۂ رضواں مری مرقد ہو جائے
کثرتِ ذکر سے گر دلکو ہو رحمت تسلیم | روح دنیا کے تعلق سے مجرد ہو جائے

ولہ

شکر ہے آج کہ میں ہوں مرا دلدار بھی ہے | لطفِ گفتار بھی ہے لذتِ دیدار بھی ہے
آشنائی میں بھی عاشق کو ادب ہے ورنہ | یار دلدار بھی ہے اور دل آزار بھی ہے
حق بناحق جو سزا دیتے ہیں خیر آنکی خوشی | ذکر کیوں کرتے ہیں منصور بھی ہے دار بھی ہے
تیز پرواز نہ ہو جائے ادب ہے بلبل | یہ چمن وہ ہے کہ یہاں گل بھی ہے اور خار بھی ہے
مطمئن دل نہیں ہوتا کہ زباں پر اُن کی | کبھی انکار بھی ہے اور کبھی اقرار بھی ہے
یہ وہ آزار نہیں ہے کہ کروں فکرِ علاج | دل مسیحا بھی ہے دارو بھی ہے بیمار بھی ہے
جبتلک تن میں ہے دم نغمہ میں پیدا ہے تسلیم | سازِ دل چھیڑ تو مضراب بھی ہے تار بھی ہے

ولہ

دل میں جب برقِ تجلی خدا آتی ہے | راحت افزائی کو جنت کی ہوا آتی ہے
بیخودی آتی ہے اور دل سے خودی جاتی ہے | مغز میں اِنّی انا اللہ کی صدا آتی ہے
بلبلو شور نہ ہو آ گیا پچھلا پہرا | اب نسیمِ سحری غنچہ کشا آتی ہے

اگرچہ لا اِلٰہ اور اِلّا اللہ کہتے ہیں
نہ بہانے کا بہانہ ہے اگر انصاف دیکھو
طبق میں آنکھ کے رکھکر میں لایا ہوں یہ جان و دل
اگر ہے دھوپ کا اندیشہ اور گرمی سے ڈرتے ہو

مگر گل کے لئے ابیات کی اثبات اچھی ہے
تمہاری بات اچھی یا ہماری بات اچھی ہے
قبول اسکو کرو جاناں کہ یہ سوغات اچھی ہے
مسافر کے لئے تسلیم پچھلی رات اچھی ہے

ولہ

خود بخود عشق کا سودا ہے یہ سر میں میرے
یاد ہر دم مجھے آتا ہے مسیحا میرا
فضل کا اور کرم کا ہے بھروسہ مجھکو
دوست جو مجھکو ستاتا ہے تو شکوہ کیا ہے
مدتوں سے میں جسے ڈھونڈ رہا تھا تسلیم

آتشِ دیدہ سے گرمی ہے جگر میں میرے
کسقدر دردِ محبت ہے جگر میں میرے
توشۂ راہ نہیں گرچہ سفر میں میرے
کچھ نہ کچھ نفع ہے البتہ ضرر میں میرے
اللہ اللہ وہ مجھے مل گیا گھر میں میرے

ولہ

خدا والوں کی الفت میں رہا کرتے ہیں دل والے
خدا کے آشناؤں سے نہ کیونکر آشنائی ہو
خطا انکی عطا ہے اور عبادت انکی عصیاں ہے
نہ بگڑے کھیل قدرت کا نہ دوزخ کی خرابی ہو
مگر باطن سے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں
ہمیشہ کھاتے پیتے جاگتے سوتے بیٹھتے اٹھتے
تجلی ذات کی جب جلوہ گر تسلیم ہوتی ہے

خودی کی قید سے دلکو رہا کرتے ہیں دل والے
کہ غیروں کو بھی اپنا آشنا کرتے ہیں دل والے
جو کرنے میں نہیں بیجا بجا کرتے ہیں دل والے
رموزِ دل اشارہ میں ادا کرتے ہیں دل والے
اگرچہ ظاہر اسکی ثنا کرتے ہیں دل والے
زبانِ روح سے ذکرِ خدا کرتے ہیں دل والے
خدا پر جان کو اپنی فدا کرتے ہیں دل والے

ولہ

نمونہ ذات کا انسان ہے باقی نمائش ہے
ہے ناقص جوہر صورت مگر آئینہ دل میں

تنِ انسان میں یک جان ہے باقی نمائش ہے
جو کچھ ہے آبرو ایمان ہی باقی نمائش ہے

نہیں موقوف صورت پر کہ ہر اک دل ہو دیوانہ
حسینوں میں فقط یک آن ہی باقی نمائش ہے

بشر مُردہ ہے خواہ عابد ہو یا زاہد مگر جس میں
خدا کی آشنائی جان ہے باقی نمائش ہے

اگر تسلیم ہے چشمِ بصیرت غور سے دیکھو
بشر کیا ہے ۔ خدا کی شان ہی باقی نمائش ہے

ولہ

آج تقدیر سے گر یار کی آمد ہو جائے
آرزو ہے کہ زباں صرفِ خوشامد ہو جائے

چھوڑ دوں چلمنِ مژگاں کو چھپا لوں دل میں
یار گر آنکھوں کے کمرہ میں برآمد ہو جائے

بیخودی میں نظر آئیگا خدا کا جلوہ
دل اگر ساقیِ قیامت مئے سرمد ہو جائے

دید وا دید میں گر روح مری ہو تحلیل
کیا عجب روضۂ رضواں مری مرقد ہو جائے

کثرتِ ذکر سے گر دل کو ہو رغبت تسلیم
روح دنیا کے تعلق سے مجرد ہو جائے

ولہ

شکر ہے آج کہ میں محو ہوں مرا دلدار بھی ہے
لطفِ گفتار بھی ہے لذتِ دیدار بھی ہے

آشنائی میں بھی عاشق کو ادب ہے درکار
یار دلدار بھی ہے اور دل آزار بھی ہے

حق بہ ناحق جو سزا دیتے ہیں خیر اُنکی خوشی
دیر کیوں کرتے ہیں منصور بھی ہے دار بھی ہے

تیز پرواز نہ ہو جائے ادب ہے بلبل
یہ چمن وہ ہے کہ یہاں گل بھی ہے اور خار بھی ہے

متحمل دل نہیں ہوتا کہ زباں پر اُن کی
کبھی انکار بھی ہے اور کبھی اقرار بھی ہے

یہ وہ آزار نہیں ہے کہ کروں فکرِ علاج
دل مسیحا بھی ہے دارو بھی ہے بیمار بھی ہے

جب تلک تن میں ہے دم نغمہ میں ہوں اے تسلیم
سازِ دل چھیڑ تو مضراب بھی ہے تار بھی ہے

ولہ

دل میں جب برقِ تجلی خدا آتی ہے
راحت افزائی کو جنت کی ہوا آتی ہے

بیخودی آتی ہے اور دل سے خودی جاتی ہے
مغز میں اِنّی انا اللہ کی صدا آتی ہے

بلبلو شور نہ رہو آگیا پچھلا پہرا
اب نسیمِ سحری غنچہ کشا آتی ہے

ہیں جو دنیا کی محبت میں خدا سے غافل
ایک غضب آتا ہے جب انکی قضا آتی ہے

بیخودی ذکر الٰہی میں جب آتی ہے مجھے
در و دیوار سے ہو ہو کی صدا آتی ہے

وصل کے نسخہ کی تدبیر کرو چارہ گرو
گر تمھیں دردِ جدائی کی دوا آتی ہے

عشق غنچہ ہے جو جنت میں شگفتہ ہوگا
زہد گلدستہ ہے پر بوئی ریا آتی ہے

گر نہ ہو حرفِ شفا صفحۂ قسمت میں لکھا
کچھ دوا آتی ہے کام اور نہ دعا آتی ہے

آزمایش ہے کہ مردانِ الٰہی کے لئے
غیب سے دولتِ تسلیم و رضا آتی ہے

ولہ

آج دلدار کے آنے کی خبر آئی ہے
مرحبا بادِ صبا خوشخبری لائی ہے

یہاں نہ طاعت نہ ریاضت نہ جبین فرسائی
جلسۂ رندوں کا ہے اور محفل صہبائی ہے

روح توحید کا جس روز سے پائی ہے مزا
میں ہوں دلدار ہے اور گوشۂ تنہائی ہے

وہ ترو تازہ ہے گلزار تجلی کی بہار
دیدۂ اہل نظر جس کا تماشائی ہے

دل لگی کی نظر آئی نہیں تصویر اگر
کیوں تمھیں رونے میں تسلیم ہنسی آئی ہے

ولہ

کشیدہ مجھ سے سرِ یار ہے سبب کیا ہے
رکا ہوا مرا دلدار ہے سبب کیا ہے

سزا خطا پہ اگر ہو تو غم نہیں لیکن
وفا جفا کی سزاوار ہے سبب کیا ہے

اگر ہو غیر کا طالب عجب نہیں کہ بشر
خود اپنا طالبِ دیدار ہے سبب کیا ہے

خوشی سے بارِ امانت اٹھا لئے لیکن
وہ آج تم پہ گراں بار ہے سبب کیا ہے

تھا کل تلک تو وہ جلوہ دکھلا دکھلا تسلیم
جو آج پردہ میں دیدار ہے سبب کیا ہے

ولہ

دل آزاری تمھیں آتی ہے دلداری نہیں آتی
ستانا تم کو آتا ہے یہ غمخواری نہیں آتی

ہے کیا خوش خوابئ غفلت کہ بیداری نہیں آتی
عجب دنیا کی مستی ہے کہ ہشیاری نہیں آتی

مثالی ہیں عارف آسمان پر اڑتے پھرتے ہیں
سبک روحی سے آتی ہے گرانباری نہیں آتی

ہیں جنکے سر میں سودا عشق کا جبتک ہے یہ زندہ
سوا بیماری دل اور بیماری نہیں آتی

شریک اپنے کو تم افعال میں کرتے ہو حیرت ہے
سنو تسلیم مجبوروں کو مختاری نہیں آتی

ولہ

اعتبار اسمار کا افعالی ہے فاعل ایک ہے
راستے چھوٹے بڑے ہوں لاکھ منزل ایک ہے

ہے دوئی میں بھی یکی توحید والوں کے لئے
کثرت ظل ہو تو کیا پر منبع اظلال ایک ہے

ہیں مجالی مختلف پر ہے تجلی ایک تو
ہیں بہت پہلو دو عالم میں مگر دل ایک ہے

آب و آتش میں ہے سردی اور گرمی جس طرح
نام کا ہے فرق پر مجہول و جاہل ایک ہے

لازم و ملزوم کی نسبت ضروری ہے مگر
ماسوا اللہ جملہ لا حاصل ہے حاصل ایک ہے

یہ نہیں ممکن کہ معنی میں ہو صورت کا خلاف
دو اگرچہ ہیں پر آواز جلاجل ایک ہے

مانگتے دنیا اِدھر ہیں اور اُدھر مولا کو ہم
دو کو کیونکر دیکھو تسلیم جب دل ایک ہے

ولہ

دل سینے کے پردہ میں ہے پہلو میں جگر ہے
بیتاب ہے سینے میں کہ بجلی ہے شرر ہے

مرقد سے اٹھے حشر میں جوں بادۂ دوشینہ
جس دل میں یہاں فکر خدا آٹھ پہر ہے

دیدار ہے جسکا تجھے منظور وہ دلبر
ہے جلوہ گر آنکھوں میں نظر تیری کدھر ہے

ہے آگ کے جل جاؤ گے مت آگ دکھاؤ
ڈرتے رہو سرد آہ مری گرم اثر ہے

انجام مبارک ہے کہ دلدار ہیں ہم ہیں
آغاز محبت میں اگرچہ کہ ضرر ہے

محفوظ ہوں کیا خوف ہے شمشیر بلا سے
لاحول ولا قوۃ جب میری سپر ہے

اعمال کو ظاہر کو نہیں دیکھتا ہرگز
اللہ کی تسلیم مگر دل پہ نظر ہے

ولہ

میں کس سے کہوں بیکلی اپنے جی کی
کہ پروا نہیں یاں کسیکو کسی کی

مرا کوئی ہمدرد ہو تو کہوں میں — کہ کیا کیا ہے حالت مری بیدلی کی
چلو کیوں تڑپتے ہو گرمی کے مارے — ہے ٹھنڈی ہوا آشنا کی گلی کی
تو شاہد رکھو اللہ کو آتے جاتے — یہی لیئے ہے انفاس کی شاہدی کی
میں روتا ہوں تا دل وفا سے نہ پلٹے — شکایت نہیں یار کی دلبری کی
صفائی کی دل میں تجلی ہو پیدا — یہ لذت ہے باطن میں ذکر خفی کی
جو ہنستے ہو تسلیم تم روتے روتے — نظر آئی شاید ہے صورت کسی کی

ولہ

یاد رکھتے ہیں محبت کو محبت والے — دل کے دامن سے لگے رہتے ہیں الفت والے
چار چشمی نہ سہی لطف تصور ہی سہی — دور کب ہوتے ہیں آنکھوں سے محبت والے
شکر میں شکوہ میں تکلیف میں راحت میں کبھی — اپنے صاحب کو نہیں بھولتے وحدت والے
فضل سے حق کے خدا والوں کے ہیں دین میں شریک — حشر کے روز خدا والوں کی صحبت والے
راحت و رنج میں امید میں نومیدی میں — جو خدا بین ہیں وہی لوگ ہیں جنت والے
سخت دل اہل شقاوت میں گنے جاتے ہیں — نرم دل ہوتے ہیں اللہ کی رحمت والے
دیکھتے ہم ہیں مگر صورت معنی تسلیم — گرچہ صورت کو تکا کرتے ہیں صورت والے

ولہ

نسیم دم سے کلی دل کی پھول ہوتی ہے — کہ جس پہ شبنم رحمت نزول ہوتی ہے
رکھو تم ان سے محبت جو ہیں خدا والے — قدم سے جنکے سعادت حصول ہوتی ہے
سوائے ذکر خدا و رسول دنیا میں — زباں سے بات جو نکلی فضول ہوتی ہے
کسی کے دل کو نہ توڑو ڈرو خدا سے تم — دعا شکستہ دلوں کی قبول ہوتی ہے
خدا کے ذکر میں لذت جو دلکو ملتی ہے — بیاں کروں تو حکایت یہ طول ہوتی ہے
بغیر درد کے زاری کے بیقراری کے — خدا کے پاس یہ دعا کب قبول ہوتی ہے

ضرور ہوتی ہے تسلیم واجب الرحمت
فراق میں جو طبیعت ملول ہوتی ہے

ولہ

ذکرِ صاحب کا راحتِ دل ہے
یاد اسکی فراغتِ دل ہے

ذکرِ حق میں حلاوتِ دل ہے
فکرِ حق میں فراغتِ دل ہے

اللہ اللہ وہ عظمتِ دل ہے
عرشِ اعظم شباہتِ دل ہے

ہم جو سنتے ہیں قصے باتیں
فی الحقیقت حکایتِ دل ہے

صبغۃ اللہ اور وجہ اللہ
رنگ دل ہے وجاہتِ دل ہے

کبھی مذکور اور کبھی ذاکر
رتبۂ لانہایتِ دل ہے

خیر اور شر سے آگہی دنیا
حق ہے اور یہ رسالتِ دل ہے

نحن اقرب سنو تم اے تسلیم
صفتِ پاک حضرتِ دل ہے

ولہ

یا [illegible] غلام کو افسر بنائیں گے
کہتر کو یک نگاہ میں بہتر بنائیں گے

وہ شاہ کو بنائیں گدا اور گدا کو شاہ
پتھر کو لعل - لعل کو پتھر بنائیں گے

تن کے قفس میں نفس اگر پرزنی کرے
مقراضِ لا سے طائرِ بے پر بنائیں گے

ممکن نہیں کہ زر سے کمینہ شریف ہو
زنگار لیکے کیا کوئی جوہر بنائیں گے

ہم ہیں گناہ گار - مگر ہم کو جنتی
روزِ جزا ہمارے پیمبر بنائیں گے

تسلیم رہنے دو جگرِ داغدار کو
ہم عشق کی گواہی کا محضر بنائیں گے

ولہ

ہم انکے ملنے کی شاید نہ آرزو کرتے
اگر وہ ہم سے محبت کی گفتگو کرتے

نہ ہونگے ہم کبھی مایوس انکے ملنے سے
اگرچہ عمر گذر جائے جستجو کرتے

نفس سے موت کے ہوتے اگر فوائد واقف
جنابِ خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

ہمیشہ شوق سے پڑھتے نمازِ شکرِ وجود
شرابِ ریختہ سے زاہد اگر وضو کرتے
نہ کرتے وصل کے بیہودہ معنی کبھی خواہش
دلوں سے کینہ جاتا تو خیالِ خدا کو کرتے
ادب سے آتے فرشتے سجود میں تسلیم
ہم اپنے [illegible] ذکرِ الٰہی سے ورد کرتے

ولہ

اثر بہار کی ہوا کا نہیں تو پھر کیا ہے
یہ تاؤ زلفِ دوتا کا نہیں تو پھر کیا ہے
دہانِ زخم نمکداں جو بن گیا میرا
مزا یہ بانکی ادا کا نہیں تو پھر کیا ہے
چمن میں غنچے کھلیں در و باغ ہو خوشبو
یہ فیض بادِ صبا کا نہیں تو پھر کیا ہے
زباں میں نوش ہے سینہ میں نیش و ابجا
یہ مکر قہرِ خدا کا نہیں تو پھر کیا ہے
لگے جو بھول اَلَستُ بِرَبِّکُم تسلیم
طفیل تھا تو بلیٰ کا نہیں تو پھر کیا ہے

ولہ

صفائی ہے جب دل میں وہ دل بھلا ہے
کدورت میں دل کا یہ برا ہے
کدورت اندھیری ہے غفلت کی بیشک
صفائی تجلّی نورِ خدا ہے
ہے دھوکے میں دنیا نہ یہ ہے نہ وہ ہے
نہ تم ہو نہ ہم ہیں خدا ہی خدا ہے
جو تم دیکھتے ہو جو تم جانتے ہو
خدا ہے سوا اس کے پھر اور کیا ہے
جنہیں غیریت سے ہیں عینیت میں
یہی آرزو ہے یہی مدعا ہے
ق کبھی کوئی شے آپ ہلتی نہیں ہے
سبھی معلوم سب کو ہلاتی ہوا ہے
طریق اہلِ توحید کا بس یہی ہے
متحرک ہیں ہم اور محرک خدا ہے
اَنا کیا ہے تسلیم اَنْتَ کہو تم
نہ یہ ہے نہ وہ ہے خدا ہی خدا ہے

ولہ

گر ہے غم ہے وہ انساں سے مدفن خالی
دل پُر درد سے پیدا ہوا جو تن خالی
جمع ہیں زاغ تو بکروز ہوا کھائیں گے
بلبلوں سے نہ رہیگا کبھی گلشن خالی

جیتے جی سوزشِ فرقت سے مرے جان کو ہے
عاشقو دیکھو پڑا ہے نہیں گلشن خالی

دیکھ لیتے ہیں نظر باز حسینوں کا جمال
اہلِ غفلت کو نظر آتی ہے چلمن خالی

سرنگوں اہلِ امانت ہیں کہ گھر والے ہیں درائ
مرغ سے ہوتا ہے جب شاخِ نشیمن خالی

عشق جبتک نہ ہو ہے روح کا جامہ بیکار
لطف [illegible] بدن خالی

ہوتی دنیا میں ہے گھر والوں سے رونق گھر کی
نہ ہو دلدار تو دکھتا ہے گھر آنگن خالی

نہیں برکت اسے دنیا میں سمجھتے ہیں نجات
ہوا احسان سے [illegible] محسن خالی

نام تو یاد نہیں [illegible] سلیمان [illegible]
پھیرتے رہتے ہیں [illegible] سبحہ و سمرن خالی

نہ ہو الفت جو دلوں میں [illegible]
رشتہ جبتک نہ ہو کس کام کی سوزن خالی

نہیں ممکن نہ ہو نخوت سے [illegible]
سر جو بھر جائے تو ہو جاتی ہے گردن خالی

جس کے سینے میں بھرا ہو وہ حسد اور کینہ
قبر میں جاتا ہے لاشہ بس مُردن خالی

زندگی کی نہیں تسلیم دو رنگی میں لذت
مرد کے شکوہ سے رہتی نہیں مسکن خالی

ولہ

یارب مجھے بچا لے جب جان تن سے نکلے
ترجیع رواں ہیں کلمہ میرے دہن سے نکلے

روشن ہو روح میری یوں تن سے تابدن نکلے
جس طرح ماہ کامل برجِ گہن سے نکلے

ہم بزم میہماں سے لیجائیں کیا یہاں سے
کیا [illegible] وہاں سے جب ہم وطن سے نکلے

کھا کر قبت کا تو غم دنیا کی کر ہوس کم
کھا کر گیہوں کو آدم باغِ عدن سے نکلے

تسلیم یادِ مولا انسب ہے [illegible]
بس جی میں ہے کہ تو لا جو ہو سخن سے نکلے

ولہ

خدا کرے کہ مرے دل کی آرزو نکلے
کہ روح حلق سے اور شعر سے میرے جو نکلے

ہے آرزو کہ تنفس ہیں اے مرے مولا
دلِ رحیل سے اللہ دم سے ہو نکلے

ہے سرخ روئی کے دیدار کی تمنا میں
بجائے اشک مرے آنکھوں سے لہو نکلے

دہن چمن ہے زبان گل ہے [illegible] ہے آرزو کہ صبا لیکے بوئے ہو نکلے

بوقت دفن الٰہی من اللہ [illegible] صدا یہ ذالک فردوس فادخلو نکلے

جسد سے جان مری اور لحد سے تن میرا ہے آرزو کہ خوشی سے [illegible] نکلے

تو کون ہے تو کہوں لا الٰہ الا اللہ یہ کلمہ منہ سے فرشتوں [illegible] نکلے

نکال روح کو یارب تو ایسی نرمی سے کہ بال [illegible] نکلے

گناہ گار تھا تسلیم کو خدا بخشے زبان خلق سے یا رب یہ گفتگو نکلے

تمت

دیوان تسلیم

رباعیات تسلیم

کس حسن پہ دیوانہ ہوا دل میرا
پردہ میں حسینوں کے کسیکا جلوہ
حق ہو گیا اندیشۂ باطل میرا
تبلایا مجھے مرشدِ کامل میرا

کون ایسا بشر ہے کہ جسے دل نہ ملا
پوچھو تو خدا کو کیوں نہیں پائے وہ
چلتے رہے پر سراغِ منزل نہ ملا
کیا پائیں کوئی مرشدِ کامل نہ ملا

تسلیم اُٹھو صبح کا تارہ چمکا
[illegible] بھی جو لوگ سنبھل جاتے ہیں
مشرق کا اُجالے سے کنارہ بھڑکا
سمجھو کہ سعادت کا ستارہ چمکا

آزاد ہے وہ جو حبِ دنیا چھوڑا
ظاہر کی تو لذتیں بہت کچھ پائیں
آزادوں کے واسطے ہے دنیا گھوڑا
باطن کا مزہ بھی دیکھو تھوڑا تھوڑا

اے دردِ تو محبوب کدھر ہے بتلا
لگتا نہیں آجکل کہیں دل میرا
رخ اسکا اِدھر ہے کہ اُدھر ہے بتلا
تسلیم یہ صحرا ہے کہ گھر ہے بتلا

بے تیرے نہیں ہے کوئی والی یا رب
جاؤں میں کدھر کو تو ہی رستہ بتلا
کر نور سے دل میرا اجالی یا رب
فرمائے اگر تو لا اُبالی یا رب

جب دل میں بدی کا تخم بوتا ہے بشر
جب وہ ہی بدی نظر میں آئے تسلیم
سب نیکیاں اپنی صاف کھوتا ہے بشر
عاصی تھا مگر شقی بھی ہوتا ہے بشر

مولا مرے عقدہ ہائے مشکل حل کر
رنجور دوئی کو گر شفا دینی ہے
اور ناخنِ حق سے عقدِ باطل حل کر
وحدت کے کھرل میں لے مرا دل حل کر

زاہد تو خودی سے اپنی ہو جا باہر
آ گھر میں خدا کے چھوڑ صحرا گردی
اسباب دوئی کا دل سے سب لا باہر
بس دل کے سوا تجکو ملے کیا باہر

جبتک رہے یہ جسد عمل میں بہتر
حسنات سے بدخلق کے اور ممسک کے
پیر غیر نہ ہو احد عمل ہیں بہتر
خوش خلق و سخی کے بدعمل ہیں بہتر

میں تو کی سنا کریں کہانی کبتک
برقع سے عبودیت کے باہر نکلو
پردہ میں دوئی کے زندگانی کبتک
تسلیم خدا سے بدگمانی کبتک

لگتا نہیں دل کسی جگے پر تسلیم
ہو روزِ فراق بعد - قدرِ شبِ وصل
مشکل ہے جدائی دل لگے پر تسلیم
جو سونے کی قدر ہو جگے پر تسلیم

ہستی سے کئے ہو گو کنارہ تسلیم
بے تیری محبت کے نہو کوئی خیال
بے اسکے نہیں ہے کوئی چارا تسلیم
یا رب نہ رہی "فرقت" کا ہے یارا تسلیم

تشبیہ میں پابند نہ ہوتے تسلیم
نقطے جو نہ ہوتے ایک عدد پر آتے
[illegible]
[illegible]

اے گر تجھے پر آب سیاہ کرنا ہو تسلیم
بیگانوں میں آشنا بنے رہتے ہو
کس نار سے نور تک گئے ہو تسلیم
تم اچھے مزے میں لگ گئے ہو تسلیم

آنے ہو تو آؤ باہر آؤ تسلیم
دنیا زنِ فاحشہ ہے منہ کی میٹھی
پردے کو اٹھاؤ باہر آؤ تسلیم
یہاں داؤ نہ کھاؤ باہر آؤ تسلیم

ہر حال ہے شکر اسکا واجب تسلیم
جو کچھ تمھیں مانگنا ہے اس سے مانگو
حاضر ہے نہ جان اسکو غائب تسلیم
بر لاتا ہے وہ سبھی مطالب تسلیم

یک دن یہ جہاں کی ہوگئی بستی برباد
شب سوتے کٹی تو صبح روتے تسلیم
سامانِ بلندی اور پستی برباد
غفلت میں ہوئی متاعِ ہستی برباد

ملنے کی گھڑی خدا سے آئی نزدیک
نزدیک جب اپنے آشنا ہے اپنا
ہے دیدِ وصال دلربائی نزدیک
تسلیم خدا کی ہے خدائی نزدیک

تم اپنا کیا ہو کیوں دکھاتے تسلیم
یہ دل کی ہے راہ طے اگر کر دی ہے
کیوں دل کی ہو بات منہ پہ لاتے تسلیم
واقف ہو وہ کے آتے جاتے تسلیم

نقشہ کو دوئی کے تم مٹاؤ تسلیم
منزل ہے دراز تیز گامی کر کر
میں تو کی کہانی بس گھٹاؤ تسلیم
دلدار کے در کو کھٹکھٹاؤ تسلیم

نخوت کو دماغ سے نکالو تسلیم
بہنے دو فساد کی رطوبت ساری
خر زہرہ کو باغ سے نکالو تسلیم
پھاہا یہ سیر داغ سے نکالو تسلیم

تم دل کو کسی پہلو سے پالو تسلیم
یکسوئی کے خنجر کو کرو قبضہ میں
پھر پہلوئے بیدلی میں پالو تسلیم
پہلو کو دوئی کے چیر ڈالو تسلیم

دھوکے کی ہے جا نہ بیٹھ جاؤ تسلیم
جلدی سے چلو کہ دور منزل ہے ابھی
منزل ہے کڑی قدم اٹھاؤ تسلیم
رہزن ہیں بہت نہ دھوکا کھاؤ تسلیم

دنیا کے مزوں کو بھول جاؤ تسلیم
جس حال میں تم رہو رہو یہ دل میں
غم اپنی تم عاقبت کا کھاؤ تسلیم
اندیشۂ غیر حق نہ لاؤ تسلیم

ظاہر کی بہار پر نہ بھولو تسلیم
کیا بیٹھتے اٹھتے کھاتے سوتے جاگتے
باطن کی گلو کی کچھ تو تولو تسلیم
اللہ کے ذکر کو نہ بھولو تسلیم

تجھ سے یہ بشر کی ابتدا ہے تسلیم
گر قلب بشر کو چھیل ڈالے نشتر
جب دو ہوں ضد تو خیر دا ہے تسلیم
دو مشت پہ ہیں دو کہو یہ کیا ہے تسلیم

میں تو کے معاملوں کو چھوڑو تسلیم
جب جزو ہیں کل میں وہ ہے تم پھر کون
رخ اپنا اضافتوں سے موڑو تسلیم
رشتہ کو انانیت کے توڑو تسلیم

جو لوگ ہیں جو بدگہری کرتے ہیں
اٹھینگے قیامت میں زنا کار وہیں
کم ظرف ہیں جو خیرہ سری کرتے ہیں
تسلیم جو یہاں بد نظری کرتے ہیں

میں کس سے کہوں کہ دل نہیں قابو میں
میں تو نہیں عارضی ہے لازم ملزوم
قابو میں ہے لیکن ہے پھنسا گیسو میں
بو گل میں ہے تسلیم تو گل ہے بو میں

یارب بہ طفیل سرور انس و جن
رحمت سے تو اپنی اے خداوند کریم
کر پاک کدورتوں سے میرا باطن
کر عفو تو میری معصیت کو مت گن

دنیا کی ہوا کی جو ہوس کرتے ہیں
کرتے ہیں جو بد عمل جہاں میں تسلیم
قبروں کو معاذ اللہ قفس کرتے ہیں
دوزخ میں وہ جمع خار و خس کرتے ہیں

جاناں تری دوستی میں جیتا ہوں میں
وحشی نہ سمجھو سمجھے کہ رفتہ رفتہ
خون جگر آرزو میں پیتا ہوں میں
دل تیرا ہرن ہے اور چیتا ہوں میں

روز سفر میں دن کھیل ہنسی کو چھوڑو
شب گذری سحر ہو گئی سوتے کیا ہو
گذرے ہے چہل اندیشۂ ہستی کو چھوڑو
تسلیم تم اب بوالہوسی کو چھوڑو

تسلیم گجر بج گئی سوتے کیا ہو
کچھ دل کی سیاہی کی خبر ہے تم کو
پیری کو بھی آرام میں کھوتے کیا ہو
آنسو سے فقط آنکھوں کو دھوتے کیا ہو

دنیا ہے گمان تم گماں کو بھولو
رکھ طاق پہ اندیشۂ زیر و بالا
اٹھ جاؤ دوئی کے این و آں کو بھولو
تسلیم زمین و آسماں کو بھولو

صورت کو نہ دیکھو شکل معنی دیکھو
گر تم کو ہوس ہے حسن دیکھوں اسکا
پردہ میں ہے اپنا یار جانی دیکھو
کرتے رہو دم کی پاسبانی دیکھو

تسلیم رخ برزخ اعلےٰ دیکھو
صورتیں صد ہو ایک ہی بے آٹھ کے جا
دیکھو رخ محبوب تعالےٰ دیکھو
نقطہ کا ہے پھیر زیر و بالا دیکھو

تسلیم ساعت سے گزر کر دیکھو
جینے کا مزہ جینے میں مر کر دیکھو
آنکھ اور زباں کو بند کر کر دیکھو
صاحب کا جمال آنکھ بھر کر دیکھو

صورت پہ نگاہ کو جما کر دیکھو
معشوقوں سے ہے بھرا محلہ سارا
باطن کا مزہ تو دل لگا کر دیکھو
تسلیم تم اس گلی میں آ کر دیکھو

چھوڑی تری برخ دیسے رہی ہے دلکو
بے تیرے ہے جی بیکل اداسی چھائی
پھر وصل کی تیری لو لگی ہے دلکو
پیوند کیے تیرے ملی لگی ہے دلکو

جبتک ہے جسد جسد میں دلکو پالو
گر پانے کا پرورش کا پانا ہے طریق
اور عہد نظر میں طفل جاں کو پالو
بالراس والعین اہل دل کے پالو

پہلے تو پھرا لو نفس سے پہلو کو
ہر حال میں کیا زباں سے دل سے تسلیم
پھر دور کرو وسوسۂ من تو کو
جاری رکھو لا الٰہ الا ہو کو

دلدار نصیبوں سے اگر دلبر ہو
دیکھیں سگ کبھی پاؤں نہ در کے باہر
تسلیم تشفیٔ دل مضطر ہو
دلدار کے دل میں گر ہمارا گھر ہو

دل دم کا ضرہ قدم کو لو اور دیکھو
دل سوزی عشق کا تماشا تسلیم
آنکھوں کو کفِ پا سے ملو اور دیکھو
سایہ میں حسینوں کے چلو اور دیکھو

تسلیم نہ بھکو اب قلم کو رد کو
عاقل ہو تو اصلیت کو سمجھو اپنی
یہ جائے ادب ہے اپنے دم کو رد کو
عارف ہو تو نفس کے ستم کو رد کو

صورت تری آنکھوں میں بسی رہتی ہے
کیا تجھ سے لگن ہے ہائے اے شمع جمال
جاں کاکل پیچاں میں پھنسی رہتی ہے
تو تیری شب و روز لگی رہتی ہے

یا رب تو اٹھا میرے دوئی کے پردے
گر اپنے کرم سے ابر رحمت کو محیط
گم سر [illegible]
معلا مری آرزو کے چشمے بھر دے

ہے ایک دریچہ بائیں جانب دل کے
ہو جسکو ہوس کہ وہ دریچہ دیکھے
آتے ہیں ہمیں سے سارے حاجب دل کے
پکڑے وہ قدم کو کوئی صاحبدل کے

ذکر اپنی جو تم کرتے ہو لایعنی ہے
جب اپنی ہی کسر نفسوں کا تکیہ ہو جائے
پیشانی کی تحریر ہی پیش آئی ہے
تسلیم توکّلوا۔ کے کیا معنی ہے

ہم صورتِ حق ہیں حق کی صورت کیا ہے
پر معنی ہے ناگزیر صورت کے سوا
معنی ہو تو صورت کی ضرورت کیا ہے
تسلیم کہو تو اس میں حکمت کیا ہے

تسلیم چلو کہ قافلہ جاتا ہے
دنیا ہے گزرگاہ ۔ گزر کر یہاں سے
ہر ایک کمر باندھا چلا جاتا ہے
درویش و غنی بُرا بھلا جاتا ہے

مولا مری مشکلوں کو آساں کر دے
کر دفع دماغِ دل سے بُوئے باطل
ہمدوشِ سپاسِ خود اساساں کر دے
ہمرنگِ بہارِ حق شناساں کر دے

عارف کی ثنا کرلے خدا کے بندے
یہ بندۂ رب ہیں تو وہ ہیں بندۂ زہد
زاہد کی ثنا کرلے ریا کے بندے
یہ نفس کے اور وہ کبریا کے بندے

دنیا پئے نفس عدوۃ الدنیا ہے
تسلیم یہ مورچوں سے بچنے کے لئے
عقبیٰ پئے روح عدوۃ القصویٰ ہے
اللہ کی یاد عُروۃ الوثقیٰ ہے

دنیا ہے دروزہ ترکِ دنیا کیجئے
تسلیم جو چاہتے ہو حقیقی عزت
عقبیٰ ہے ہمیشہ فکرِ عقبیٰ کیجئے
دل اور زباں سے یادِ مولا کیجئے

غفلت میں ہم اپنی ابتدا کو بھولے
بے شرط نہیں جزا کو پایہ تسلیم
دنیا سے لگا کے دل خدا کو بھولے
الّا کا نہیں محل جو کلّا کو بھولے

حاسد کا نتیجہ دو جہاں میں بد ہے
حاسد نہیں انسان حقیقت میں کبھی
درگاہِ الٰہی کا تو وہ مرتد ہے
مبدا و معاد میں سراپا رد ہے

صورت تو بتا دور کے جانیوالے
باتوں سے جلانے میں نہیں کچھ حاصل
دل لیکے نہ جا دل کے لگانیوالے
کچھ آگ لگا دل میں جلانیوالے

ایامِ وصالِ یار نزدیک آئے
کیونکر نہ ہو تسلیم اُجالا گھر میں
تقدیر بلندی پہ مری ٹھیک آئے
جب شمس محاذیٔ مشابیک آئے

تمت

رباعیات تسلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فارسی غزلیات

کو صبح تو لاو کجا شامِ تمنا
آن ماه نه در بر نه بلب جامِ تمنا

گفتند به گوشم که ببر نامِ تمنا
افتاده بلند آمده بر بامِ تمنا

در زاویه انداز سر انجامِ تمنا
دیدی که ز آدم چه شد انجامِ تمنا

باشیم دل افسرده بکنجِ قفسِ یاس
زان روز که شد رشتهٔ پا دامِ تمنا

بینیم نه از دور درِ کعبهٔ مقصود
تا عمر به بندیم گر احرامِ تمنا

در عالمِ نیرنگ محاسب شدم اما
خارج ز حساب آمده اقسامِ تمنا

کو تازه دماغی که درین دائره تسلیم
خشکی نکند روغنِ بادامِ تمنا

وله

بامداد آمد به بالین شاهِ بے پروائے ما
خنده زد و نازانه پا بگذشت بر سیمائے ما

گفت ما فوقِ نفوسیم و با فاقِ حدوث
نیست جز او رنگ سیما یا نگاه پائے ما

توبه را صد بشکنیم و توبه از توبه کنیم
واعظا خاموش کین عشق است ماورائے ما

ماورائے خویش سے زلفِ نیاز و روئے ناز
صبح اسلمائے ما شام ما لیلائے ما

بے جمالِ روئے تو بینیم همدوش سقر
دلبر اگر جنت الماوئے شو ماوائے ما

عکس روئے یار می بیند بمرآتِ شهود
هر تجلی را که بیند دیدهٔ بینائے ما

تا درین میخانه ایم از ساغر و مے فارغیم
چشم ما مینائے ما و اشک ما صهبائے ما

چون فنا شد در رخِ آئینه خود بینیم
عکسِ روئے برزخ کبری است سر تا پائے ما

گر چه همجنسیم در سود و زیان این و آن
لیک این سودا سر ما داند و سودائے ما

حسرت برق است باران است رعد است سحاب
چشم ما و اشک ما و آہ ما و غوغاے ما

نازِ ما منظورِ الطاف و نیاز ما قبول
در دلِ جانان اگر تسلیم باشد جاے ما

ولہ

میانِ راہ تو بر پشتِ راہوار مخسپ
سوار تا نہ نشود اسپ لے سوار مخسپ

اگر چو ماہ شدن آرزوست مثلِ چکور
بدیدہ چہرۂ جانان نگاہدار مخسپ

ز تیرہ بختیِ خود گر مکدری اے دل
بہ ماہ روے کہ ہستی در انتظار مخسپ

اگر تو مردہ نمی کالعروس میخواہی
نصیحتے کنمت زندہ در مزار مخسپ

گذشت شب بگران خوابیت سبک برخیز
نمود گشت بہ بین صبح نوروار مخسپ

چو صبح خیریت آمد دلیل بہرِ درستی ات
اگر چہ ہست ترا فکر کار و بار مخسپ

اگر ہست خواہشِ بیدار زندگی تسلیم
بہ اختیار مخسپ و باضطرار مخسپ

ولہ

افلاک سرنگون ز حجابِ گناہ ماست
اعمال نامہ محضرِ قلبِ سیاہ ماست

پوشیدہ کارِ یا نتواں شد بہ ہیچ رو
علمِ خدا کہ حاضر و غائب گواہ ماست

برمی دہد شہادتِ سوزِ تپِ جگر
تبخالہ ہا کہ ثمرۂ گرمیِ آہِ ماست

باشی بہر لباس و کنی جلوہ ہا مگر
دامانِ غمزۂ تو بدستِ نگاہ ماست

علت چو در خودی و خدا شد ابا للہ
تاویلِ استحالۂ بے اشتباہ ماست

ما را چہ خوف لغزشِ ہفوات لاہب
روزِ جزا چو رحمتِ حق دادخواہ ماست

وارد بسے مکارہ و مکرہ بہر قدم
تسلیم سوے منزلِ جانان کہ راہ ماست

ولہ

دارم دلے کہ در دلِ خوبانش منزل است
چون ماہ در مقابلۂ مہر کامل است

شد صرفِ سجدہ ہا کہ جبین داغ شد دلے
رو سوے کعبۂ دل سوے مخلوق مائل است

از عشق پاک چشمهٔ کوثر توان شمرد — وز خبثِ نفس چاہِ ذقن چاہِ بابل است
آئینه بصورت و صورت بآئینه — این نکته لذتے دہد آنرا کہ بیدل است
دریا درونِ قطرہ و در ذرہ آفتاب — ادراکِ ذاتِ خود بخود آنجا مشکل است
صد سال صوم و سجدہ توان کرد زاہدا — اما براہ دل قدمے صد منازل است
با جہل پیشہ نیست ز طوبا ہیچ سود — یک حرف کافی است کسے را کہ عاقل است
سازند از زبانِ نگہ گفتگوئے دل — راہ دلی بہ جذب محبت کہ در دل است
ہر چند نیست فضل خدا را سبب مگر — جرأت بمعصیت کہ کند سخت جاہل است
بینند لا اُبالیِ خلق از متابعت — حرفے اگر زنم ز رموزیکہ در دل است
تسلیم دردِ عشق کہ ہم درد و ہم دوا ست — از جستجوئے نبض شناساں چہ حاصل است

ولہ

در حیرتم کہ این ہمہ بیگانگی زمانہ چیست — واقف نیم کہ غیر کدام و یگانہ چیست
سرد آزمودہ ام ہمہ گرم آزمودہ ام — ہیچ است ہیچ ہیچ ہمہ این کارخانہ چیست
ہر چند ہم نگاہم از آن آشنا مگر — پس بہر وصل این ہمہ طنز و بہانہ چیست
بر عرش جائے دارم و ناز است عرش را — دنیا برائے مرغ دلم آشیانہ چیست
تسلیم غیر عارفِ خودبین و خود شناس — زاہد چہ داند این سخن عارفانہ چیست

ولہ

طائرانِ خستہ بازو را پریدن مشکل است — دست و پا مفلوج را لاف دویدن مشکل است
دل بدنیا و زبان در لافِ توحید خدا — عکس گل افتادہ در آئینہ چیدن مشکل است
پیر گشتی و جوانی در ہوسہا باختی — خشک چوبے را کشیدن نی خمیدن مشکل است
دعوئے الفت بدل غفلت چہا بے نسبتی — دردِ عین آنکس کہ دارد آرمیدن مشکل است
تیرگی در دل تماشائے تجلی زاہدا — بوئے گل مغزِ زکام آگین شمیدن مشکل است

دل بہ غفلت مردہ و نازاں بہ زندگی
بے بصر را روئے در آئینہ دیدن مشکل است

پیروی نفس و لافِ معرفت بیہودگی است
راہ گم کردہ بہ منزل رسیدن مشکل است

صرفِ نا اہلان مکن اسرارِ توحیدِ خدا
سیخِ آہن در دلِ خارا خزیدن مشکل است

گر شود صرفِ زمین آبِ محیطِ آسمان
دانۂ پوسیدہ را رشتہ دویدن مشکل است

طالبِ جمعیتی تسلیم و دل در تفرقہ
گوہرِ ناسفتہ در رشتہ کشیدن مشکل است

ولہ

ناظرِ جلوہ گاہِ شانِ خداست
آنکہ منظورِ دوستانِ خداست

دلِ اہلِ وجودِ حق مشہود
غنچۂ باغِ بے خزانِ خداست

چون نگیرد بہ قلبِ اہلِ نظر
سخنِ شان کہ از زبانِ خداست

عرش فرضیست چون سرائے حرم
دلِ اہلِ صفا مکانِ خداست

چون نگردد عروجِ مشتاقان
آستانِ دل آستانِ خداست

آنکہ در چشم جلوہ ہا دیدہ است
نورِ خورشیدِ آسمانِ خداست

طائرِ روح گشتہ صیدِ نظر
فرجۂ دل کہ دیدبانِ خداست

بیخودی از خصائلِ نفس است
راستی راہِ راستانِ خداست

گشت تسلیم بے خودی غالب
چہ قدر جذبِ سالکانِ خداست

ولہ

تو بکارِ ما و ما بیکار یا رب حیرت است
تو نکوکاری و ما بدکار یا رب حیرت است

شربتِ تسکین و معجونِ شفا داری و لیک
تو طبیبِ ما و ما بیمار یا رب حیرت است

زاہدان مغرور زہد عابدان سر در گریبان
عاشقان مردہ از دیدار یا رب حیرت است

دعوئ تقلید و تحقیق از ازل حتی الابد
البعث فی الابد و الاضمار یا رب حیرت است

گاہ بیگوئی ز بیگو گہ تسلیم را
روح را زین گو لو بیا یا رب حیرت است

ولہ

دل کہ پابند ہوس می گردد — خود بپا مثل جرس می گردد

بسطِ دل قابضِ پای نفس است — قبضِ دل بسط نفس می گردد

ناکسانِ علت را بریا — نفسِ تو این عرس می گردد

دل آسودہ بسر گرمیٔ ذکر — حلقہ ٔ گامِ فرس می گردد

می شود حاجت شانہ تسلیم — سر چو مخشونِ بسبس می گردد

ولہ

گرچہ باظہار حق دل طلبم میکند — لیکہ حیائے مجاز بستہ لبم میکند

عشق با آشفتگی کو بحیا بستگی است — شوخیٔ حسنِ صنم بے ادبم میکند

صورتِ نورانیت شامِ من آرد برون — کاکلِ شبگونِ تو روز شبم میکند

منکہ بصد رنج و غم طالبِ وصل توام — خواہشِ وصلت ز من در عجبم میکند

حق شودش منتقم از رہِ تسلیم من — آنکہ سراسیمہ دل بے سببم میکند

ولہ

عارف از خود گم اسرار الٰہی گردید — بیخبر طالب توقیر و سپاہی گردید

چشمِ عبرت بکشا سوئے خود انداز نظر — کہ چہ بودی چہ شدی بازیچہ خواہی گردید

گرچہ عالم تہِ فرمانِ سلیمان مے بود — لیک غرقاب فنا ز ورقِ شاہی گردید

بسکندر کہ جہان زیرِ نگینِ خود داشت — از غنیم اجل آخر چہ تباہی گردید

میہمانی کہ در آمد بہ سرائے فانی — بسوئے ملکِ عدم کیست نہ راہی گردید

آنکہ از حیزِ تقید بدرون شد مطلق — واقفِ سرِ معرفتِ نا متناہی گردید

حیف بر وقت کہ بگذشت بہ غفلت تسلیم — وائے بر عمر کہ صرفِ مناہی گردید

ولہ

ہر کہ شد از خویشتن آگاہ رب بین است و بس — ہر کہ بیخود شد ز خود در منزلِ [illegible] ہست و بس

نحو جلوه در رو، یا دهد گوید که دامن خشک دار / خشک باشم یا که تر باشم عجب این است و بس

من عرف آیت یا و قد عرف زاید ما / هم سبب این است کافی هم نسب این است و بس

بیخودی و خویشتن بینی بخود ابلیسی بخود / عارفان را ذوق و فرح طرب تعجب این است و بس

بازی لعبت لعبت بازی گو بود شان / خودنمائی را بهر منظر سبب این است و بس

دلق آدم از مقام احدیت پوشیده حق / دالی در دست شد و آدم لقب این است و بس

تا لقای عبدیت حفظ مراتب لازم است / هر که از پرده برون شد محتجب این است و بس

لازم آمد مشرکانه دم زدن بهر حجاب / هر که بی پرده موحد شد غضب این است و بس

دل مرا تسلیم می گوید به تعلیم رموز / تو خدا بین باش و من خود بین ادب این است و بس

وله

از قید دو عالم شوم آزاد بیادش / ویرانهٔ دل را کنم آباد بیادش

چون می دهدم فضل خدا یاد بیادش / شرط است که باشم همه دل شاد بیادش

چون آذکرکم آمده ارشاد بیادش / بر وعده فدائیم که خداداد بیادش

والله نه وارد غم دنیا غم عقبی / آن یار [illegible]

جز فاتحه نامد بزبانش / آدم زده ام عقده چو بگشاد بیادش

گر مصحف دل نرم شود هیچ عجب نیست / سخت است که نرم آمده فولاد بیادش

دانی که بیک چشم زدن تخت سلیمان را / برباد همی رفت به از باد بیادش

گفتن یاد که بر دوش همه اهل ولایت / آن رشته قدم را بنه بغداد بیادش

آنرا که بود سکه بود شش غمها / جان و جگر و جسم و دل آباد بیادش

گر دیده ز مردان و سگان راشد مسرور / بر سنگ نظر بخت جم افتاد بیادش

تا عمر تو الله کهی یاد نیاید / خاصان خدا را خم اولاد بیادش

یاد آوری چون من ناچیز چه نیز است / جان و دل تسلیم فدا باد بیادش

ولہ

نصیحتے کہ بہ تسلیم از ندائے سروش
رسید از دلِ پُر درد، نگومت کن گوش

گرت بہ عشق نصیب است۔ تا بقیدِ حیات
دلا بہ فکرِ حصولِ حضورِ حق درکوش

بسینہ کہ چکد قطرۂ سحابِ حضور
بحالتِ صدف بہ گہر بود خاموش

درین حباب گرے بے بقا دمے نشود
بہ موجِ نفع و مضرت چہ فائدت در جوش

بجوشِ معرفتش عارفانِ قربِ حضور
زنند بر سرِ دنیائے فانیہ پاپوش

تو غافلی زہے حیرت کہ خوشش بذکرِ جلی
بہ آبِ غوک کند غُل بکوہ کہ یک خروش

برانچہ در نظر آید اسے حضور طلب
زدیدہ دیدہ عبث میپوشی چو خرگوش

برائے عیشِ دمِ چند خود درین بازار
متاعِ دین تو با نقدِ دنیوی مفروش

ق

بگوش می شنوی و بچشم مے بینی
بزیرِ گنبدِ مینائی نیلی منقوش

ہزارہا کہ سلاطین شدند مے ہوش
کنوز و حشمت و امصار و ملک و جاہ و جیوش

قضائے شاں کہ در آمد۔ چو مفلسِ بیکس
سوارِ تختۂ تابوت گشتہ دوش بدوش

چناں شدند تہی دست و عاجز و تنہا
کہ تخت و قصر نہ ہمراہِ شاں نہ تارِ فروش

بہ قصرِ قبر و بہ فرشِ کفن چناں خفتند
کہ خاک شد ہمہ و زخاک خاکہ تن و توش

بجامِ گاہِ فنا حیف بے خدا باشی
بکیفِ جرعۂ صہبائے دنیوی مدہوش

اگر بہ لشکرِ وہم دید پاسباں نشوی
بہ ملکِ قلبِ تو پیدا شود شہر از خلوش

ولہ

دیدند نیست خسروِ خوباں سوائے دل
گردند جلوہ گاہ دو عالم برائے دل

آمد کلیدِ قفلِ ولایت ولائے دل
گر دید آشنائی خدا آشنائے دل

اے دلبراں ز دلبریِ خود تہی شوید
ہرغیر مبتلا نہ شود مبتلائے دل

زاں دل کہ قصرِ عرشِ معلی نمونہ ایست
گر تو بیاں کنند ہمیشہ ثنائے دل

گر آرزوے دیدنِ آن دل کند کسے
پہلوئے دوستانِ خدا ہست جائے دل

بیخود شو از خودی کہ خودی خود بجا نیست
گر ہست آرزوئے ورا را الورائے دل

تسلیم تا بہ وسوسہ باشی تو غافلی
حاصل نمی شود ز کدورت صفائے دل

ولہ

گرچہ از گلشنِ عمر ہست بہارے حاصل
لیک روزے بود از مرگ تو خارے حاصل

از زیست چو کنی چشم قرارے حاصل
شود از رحمتِ حق قربِ جوارے حاصل

گرد بادے شدم و گردشِ گیتی کردم
نشد افسوس بجز گرد و غبارے حاصل

دوختم وائے ہمہ عمر قبائے ہوسے
غیر حسرت نشد ازان شد سرِ تارے حاصل

گرچہ امروز تو بر تخت نشینی خرم
مگر آخر شودت غارِ مزارے حاصل

چون بخواہی بدمے ضربِ عالم سوزی
گر ز وحدت شودت نیم شرارے حاصل

تیرِ دم تو بزن قدم ہر کہ بدارد تسلیم
شود از طائرِ دیدار شکارے حاصل

ولہ

تسک وحی، روحِ خوش ابحانِ نظر بندم
دم تسلیم تسلیم ودیعت را کمر بندم

نمیگویم کہ یم من کہ نمیداند چہ می بیند
بزندانِ جسد با آنکہ باب ہست در بندم

برحلِ زانوئے کنود واز گون قرآن کشیدم
بہ ترتیلِ آیۂ احد نظر و ربوع سر بندم

نشانِ سرخ زدی زین شعر و بید آکہ در فق
بہ سنگِ ضبطِ دم سر چشمۂ خونِ جگر بندم

بلند آہنگیم وقت شانے چسان گردد
ز روزِ آفرینش در قفس چون مرغِ پر بندم

رہائی نیست از زیر ستائیم ز مجبوری
کنون کز فکر ہو ہر چند در بندِ اثر بندم

تمنا دارم از امرِ نفخت فیہ من روحی
نظر بر وجہِ حق تسلیم وقت مختصر بندم

ولہ

قصۂ جوہرِ اول کہ مسلسل دارم
از کہ اظہار کنم رازے کہ در دل دارم

پیشِ ناقه نگهانم چو زمامِ ناقه
پیشِ مجنون صفتان لیلیِ محمل دارم

چون ندارم مَی و مینا و سبو و ساغر
ساقیِ میکده ام رونقِ محفل دارم

عقدهٔ وا میکنم و عقده گرمی افتد
تنگم از رشتهٔ دم عقدهٔ مشکل دارم

چه عجب وا نکند عقده کُهِ دشواریِ من
ناخنِ کج نظرِ چشمِ خوشِ دل دارم

نه مرا خواهش و کاهش نه مسلمان نه هنود
زانکه من مذهبِ حق و رہِ حق باطل دارم

تر و تازه است بهارِ سخنِ من تسلیم
زانکه ابرے ز تو آرد و همه باطل دارم

ولہ

دلِ مشتاق میگوید که یا از چشم سر سازم
به سوئے کشورِ دلدارِ خود در دوئے سفر سازم

بیانِ روحِ مشتاق اینکه با مرغِ نسیم اینک
سبک رحیِ خود وقفِ هوائے بال و پر سازم

شود عشاق را آویزهٔ طوقِ محبت ها
اگر از زرد روئی ملامت قرصِ زر سازم

نوشته از خطِ جفّ القلم با سکّهٔ تقدیرِ بن
زمین و آسمان را گر ورق زیر و زبر سازم

باد او نسیمِ باغِ دل هم رنگِ بوئے گل
سراپا بے پر و پا سیر و طیرِ بحر و بر سازم

برنگِ آب محفوظ از هوا دل شد چو بخطره
در آئینه عکسِ برزخِ کبریٰ نظر سازم

زنِ بد رو چو نیکو شد ز اشکِ می و مه شب
سیاه کاره رخ ذرا شک ندامت چون شفق تر سازم

به غفلت اہلِ صورت میکنند این زندگی ورنه
با سینهٔ سپرِ از رازِ نخفی بے خبر سازم

هوس میدارم اے تسلیم تا قیدِ نفس بیجا
برسے وصلِ هر قطرے که سازم چشم تر سازم

ولہ

بر زمین پایهٔ تن هست و بر فلاک پائے دلم
عرشِ اعظم صورتِ کرسی است بر جائے دلم

در ببین هفت آئینه بیند فریبِ چشمِ خویش
دیدِ من از گردِ دوربین و هم تماشائے دلم

ساغرِ ظرفِ علی را کو در بزم ذوق نیست
گرچه مملو از مئے عشق است مینائے دلم

مشتری کو تا بحق نقدِ خودی خود دهد
می فروشد بخودی [illegible] صهبائے دلم

بے سبب در نجد چون ناقہ سلیما خطر زن
پردہ کش و محمل جسم است لیلائے دلم

عرش زیرِ قلب و زیرِ عرش افلاک و زمین
نیست جز ذاتِ احد تسلیم بالائے دلم

ولہ

لوحِ محفوظ شد از سایۂ سیمائے دلم
عرش کرسی است بکان معلائے دلم

صورتِ عکس کہ از شخص در آئینہ فتد
ہست ہم قامتِ لدا سراپائے دلم

سخنش می شنود جلوۂ او می بیند
گوش شنوائے دلم دیدہ بینائے دلم

صورتِ نخلچہ عطرِ معطر گردد
بدماغے کہ رسد نکہت گلہائے دلم

نتواں دید بجز چشمِ بصیرت تسلیم
زانکہ در پردۂ خاک است تماشائے دلم

ولہ

فخر در وحدتم آن بود کہ نازے دارم
حیف در عالمِ کثرت بہ نیازے دارم

گرم جوشی وطن چوں دہدم یاد وطن
ز آتشِ ہجر جگر را بگداز دارم

روزے آن بود کہ مسجود ملائک بودم
حالیا ساجدم و شغلِ نمازے دارم

گوش کن گوش کن کہ از فرقتِ جانانۂ من
در سمع خانۂ الفت چہ چہ سازے دارم

وطنِ خویش ازاں باز کہ بگذاشتہ ام
بسکہ در فسحتِ شوقش تگ و تازے دارم

بہ جہاں گرچہ بایوانِ جسد پا بندم
لیک از ذاتِ احد رنگ و طرازے دارم

حاشا للہ بجز طالبِ وحدت تسلیم
کہ شناسد کہ بہ سینہ چہ چہ رازے دارم

ولہ

بیا بہ مذہب ما و نظر گشادہ ببین
بکوہ و کاہ یکے بے کم و زیادہ ببین

تجلیاتِ جمالِ صبیح و سادہ ببین
نتیجہ ہائے کمال بلا اعادہ ببین

شریک سلسلۂ عالی شہِ جیلاں شو
بشرطِ صدق شو و حاصل ارادہ ببین

ز عرشِ پاک بلند است لامکاں پیوند
بیا بخانۂ محبوب و خانوادہ ببین

بیا و میکدهٔ ما خلاف سلسلها	بغیر خمکده و کدو و سبو و باده ببین
بدست خویش بصدق طلب بلا کش باش	نعیم دست بدست آمده نهاده ببین
بغیر لشکر و کشور بلا وزیر فنا میسر	نظام سلطنت این فقیر زاده ببین
بدست سلسلهٔ ما که فخر سلسله هاست	زخ متاصد کونین دست داده ببین
بلا مبالغه گوییم که لاابالی ما	بر آستانهٔ تسلیم سر نهاده ببین

وله

ولائے جاناں بلائے جاں شد بلائے جاں شد ولائے جاناں
به فرش چشمم است پائے جاناں ہزار جانم فدائے جاناں

بیاض دیده سواد دیده فراز دیده کشاده دیده
نگاه دیده سراد دیده بچشم دارم برائے جاناں

چه نقد عالم چه جوہر دم چه دام عالم چه جان آدم
چه عرش اعظم چه ہر دو عالم نیامده در بہائے جاناں

به تیغ غمزه به تیر مژگاں به قہر دیده به قتل حیراں
به برق دنداں به زہر خنداں دو دا اگر جان ضائے جاناں

رسد بلا گر ز غرب و شرقم نهند آره اگر به فرقم
کشند در بحر خون غرقم پناه نیارم سوائے جاناں

قیاس بستم کمر شکستم خیال بردم تلاش کردم
نیافتم ابتدائے جاناں نیافتم انتہائے جاناں

نهد به غمزه چو یار دلبر گلوئے تسلیم زیر خنجر
بخون محاسن اگر شود تر زباں نگوید که ہائے جاناں

وله

خوشا دولت خدا را بنده بودن ‌‌ ‌برسم بندگی پاینده بودن
چرا جرأت بہ عصیاں می نمائی ‌ چو دانی پیش حق شرمنده بودن
دل شب را ز بیداری بدست آر ‌ اگر خواهی چو مه تابنده بودن
بود موصوف وصف لایموت آں ‌ بہ تهذیب حقیقی زنده بودن
وگرنه این هم از اکسیر کم نیست ‌ بہ تهذیب مجاز آگنده بودن
مباش آں خنده خیزد گریه گردد ‌ مبارک گریه در خنده بودن
خداوندان دولت را نه زیبد ‌ بہ نخوت گردن افرازنده بودن
اگر تسلیم خواهی خواجگی را ‌ بہست از خواجه بودن بنده بودن

ولہ

بہ تحریر حرف غم اے نور دیده ‌ قلم است مژگان دوات است دیده
بصحرا لشکر وحشت دویده دو دیده ‌ ز دست جنونم گریباں دریده
ز باغ تنم طائر جاں پریده ‌ غزال دل از کوه پہلو رمیده
بپہلوے دلم خار مژگاں خلیده ‌ جگر شد ز شمشیر ابرو بریده
ز بس اشک گلگوں ز دیده چکیده ‌ کہ مرجاں بہر تار دامن کشیده
بہ عشق تو راحت بہ ہجر تو دیت ‌ دل و دیده تسلیم گاہے ندیده

ولہ

اے دل چه شد کہ توبہ ز غفلت نمی کنی ‌ تر چشم دل ز اشک ندامت نمی کنی
گاہے شمیم نکہت زلفت نمی کنی ‌ گاہے نگاه بر گل رویت نمی کنی
عمر تو رائگاں بشقاوت ہمی رود ‌ افسوس فکر کسب سعادت نمی کنی
قول تو عکس فعل تو فعل تو عکس قول ‌ با وسعت عقل ترک جہالت نمی کنی
تا کے حیات خود بضلالت بسر بری ‌ مرگ است پیش لد بہ ہدایت نمی کنی

حسرتِ حوری بحالتِ مشتاق ز انزواست ق — گر شکرِ تندرستی و فرصت نمی کنی
مقصودِ عاشقان بدو عالم که هست او — با وصفِ چشم خواهشِ رویت نمی کنی
میکن هر آنچه خواهشِ مولائے کبریاست — گر فکر و ذکر و خلوت و طاعت نمی کنی
تسلیم چون خلیفهٔ خلاقِ اکبری — صد حیف پاسِ شرفِ خلافت نمی کنی

ولہ

دلِ کشاده دلان را اگر بدست آری — ز آبِ نقره و از خاکِ زر بدست آری
بجنگِ نفس نشانِ ظفر بدست آری — اگر ز قلبِ صنوبر بسیر بدست آری
حیات دائمی [illegible] تربیت آری — اگر [illegible]
بر آستانهٔ دولت سرا رسی چه عجب — ز بارگاه چو زنجیرِ در بدست آری
تو باش بے خبر از خویش بیدہم مژده — که رفته رفته دلِ باخبر بدست آری
خدائے پاک دلِ [illegible] تو بدست آید — اگر دلِ شب و وقتِ سحر بدست آری
بخانوادهٔ پر فیضِ شاه جیلانی [illegible] — بیا که سلطنتِ بحر و بر بدست آری
[illegible] بنام همه خانوادها تسلیم — ز فیضِ قادریہ گر نظر بدست آری

ولہ

نیست در میخانهٔ ما نام جام و نام مے — هست خونِ ما مے ما و دلِ ما جامِ مے
چون بخودی کفر مے آمد بخودی اسلام مے — بهتر است اے زاهدا ما آغازِ مے انجامِ مے
سبحه و سجاده خود را نهد بالائے طاق — شیخ گر بیند تماشائے رخِ گلفامِ مے
بیند از میخانه اش آن مے که [illegible] — در سرِ کعبه شود پیدا اسرارِ احرامِ مے
[illegible] — نوبتِ دیدار بعد آید نخستین جامِ مے
ق
زاهدا [illegible] گرچه نیک نامی در جهان — ما گنهگاریم و بدناميم از الزامِ مے
[illegible] قیس — زاهدا نامِ خودی و بیخودی را نامِ مے

وصلِ حق یار او ہمہ وحشت لما دری ترا — آن زبان ظاہر شود انجام زہد انجام ہے
کردہ ام تسلیم قولِ حافظِ شیراز را — دیدیم زہد است نہ ماہ و اشارہ بہ ہنگام ہے

ولہ

تا جہر زن نفس و قلب نکرد جرسے — گوشِ جان بہرہ نگیرد بہ طنینِ جرسے
تا کجا محوِ تماشائے تغافل باشی — ہست این شعبدہ بازی ہوا و ہوسے
مژدہ خوانند ورا ساکنِ ملکِ ملکوت — گر شود صرف بجز یادِ خدا یک نفسے
غفلت از یادِ خدا ورزد و می ہشیاری — غافلان است کہ دیدیم دہرے
اللہ اللہ علاجِ مرضِ دل نہ شدہ — تا نہ رفتیم بہ حضوریِ کسی یا نفسے
عرشِ اعظم کہ محیط است بر افلاک و زمین — پیشِ دل ہست بدریا صفتِ برگ و خسے
بدماغِ نظر از گلشنِ عالم تسلیم — می رسد نکہتِ دیدار تجلّی کسے

ولہ

اے قطب دو عالم توئی غوث الثقلینی — اولادِ حسن رض ابن علی آلِ حسینی رضی اللہ
از نسبتِ سبطین نجیب الطرفینی — از نسلِ شریفین شریف النسبینی
لختِ جگرِ فاطمہ رض جانِ اسد اللہ — نور البصرِ غزوہ کنِ بدر و حنینی
آئی کہ تہِ عرشِ معلّیٰ شبِ معراج — ہمدوشِ کفِ پائے نبیِ الحرمینی
داند کہ یکو نیند بہائے شرفت را — چون درِ گرانمایہ درجِ حسنینی
نازت ہمہ حکم است و نیازت ہمہ حکمت — ہم طالب و مطلوبِ خدا بیشک و شینی
تسلیم سگِ درگہِ تست اے شہِ جیلان — تو بادشہِ مملکتِ عونی و عینی

ولہ

اے دل تو چرا فکر کنی اینی و آنی — این جلوہ گہِ حسن کدام است ندانی
آنی کہ تو بے حدث شدہ مسجودِ ملائک — تا ہم بجدا قدرِ خود اے خواجہ ندانی

اے بہ لب بنشستہ دیشنہ ... ؟ | از هوس ... نسبِ حق کہ ازانی

وله

از صدائی چه بری بدل ... | جلوه گر هست از پرده بحالِ ...
منعقد گشته و گوهر شده و در ... آمد | در نیساں چو ... صدف از جنت ...

هر که شد محو تجلیِ جمالِ ... | ... تا سد ز حق و باطل ...
سالکا گر هوسِ سیر دو عالم داری | باز بیں چشمِ تصور بہ شوت قلب رمے
دفتر شکر و شکایت نگشاید عارف | رسد از دورِ فلک گر ستمے ور کرمے

آشنا دید چو از چشم دم از اسم شود | یافتی ثمرهٔ سیر چمن دم قدمے
فائز منزلِ مقصود نگردی حاشا | نروی تا زپئے رہبر عالی ہممے
تا کجا وا اسے ز غفلت به تمنائی تسلیم | چشم را سیر ز خواب و ز تنا دل ستمے

تمت

فارسی غزلیات

تاریخات طبع دیوان تسلیم

قطعہ تاریخ مترشدہ سالک الی اللہ عارف باللہ عمّم معظم و مکرم عُمدۃ الحاج مولانا حضرت سید محمد معروف الحسینی قادری البختی مدظلہ العالی المتخلص بہ معروف مشائخ قصبہ تیکمال ضلع بیدر

بمدحِ شاہ جیلانیٔ تسلیم
نظم فرسا شوم از راہ تعظیم

زہے ساقیٔ رندانِ معانی
خُمِ صہبائے ارشادات و تعلیم

قبولِ خلق مقبولِ الٰہی
مُقیم روضۂ فردوس و تسنیم

صدورِ بزم اربابِ حقائق
سراپا عاشقِ یسین و حامیم

چہ گویم وصفِ آن قطبِ زمانہ
کہ بودہ واجب التعظیم و تکریم

رساں یارب ثواب قُل ہو روحش
بحقِ شاہ یوم الحشر والبیم

کلامِ یادگارِ خویش بگذاشت
گراں تر از دُر و لعل و زر و سیم

ز جہدِ شاہ ولی اللہ صاحب
مدوّن شد بخوش ترتیب و ترمیم

پئے تاریخ سالِ طبع دیوان
ز دل شد سیدِ معروف تفہیم

بطرحِ شش عدد فرمود ہاتف
زہے گلدستۂ گلزار تسلیم

۱۳۳۹×۶ = ۱۳۳۳ھ

بگیری از سرِ ہر مصرعہ اعداد
بدین سال ہم شدہ تاریخ ترقیم

قطعہ اُردو

تھے جو حضرت شاہ جیلانی بختی قادری
آنکے تھے دل سے عقیدتمند ہر یک کہ و مہ

کچھ عجب تھی عظمت و شانِ فقیری آپکی
آستاں پر رہتے حاضر حاکمانِ شہر و دہ

شاہ روح اللہ صاحب اور ولی اللہ شاہ　　　ہیں جو دو روشن گہر ممدوح کے فرزندہ
انکی کوشش سے مرتب ہوگیا یہ بحر فیض　　　دے خدا انکو ترقی مدارج روز بہ
سید معروف دیوان حضرت تسلیم کا　　　چھپ گیا در یکہزار و سہ صد و ہم سی و سہ

قطعہ تاریخ چکیدہ قلم اعجاز رقم ناظم بے عدیل ناثر بے نظیر حقیقت آگاہ معرفت پناہ عمدۃ الحاج مولانا حضرت سید محمد حسینی بادشاہ صاحب قبلہ قادری الجشتی مدظلہ العالی المتخلص بہ عقیل سجادہ درگاہ شریف ٹیکمال

آن قبلہ و کعبہ امم جناب تسلیم　　　کس نیست کہ نیست فیضیاب تسلیم
محروم کسے نہ رفتہ از درگاہش　　　مفتوح بہ فیض عام باب تسلیم
از حسن سعادت و ساعئی ادیب　　　شد جمع کلام لاجواب تسلیم
صد شکر کہ دیوان شدہ اینک طبع　　　سرمایۂ جہد و اکتساب تسلیم
گفتیم عقیل سال طبع دیوان　　　دیوانِ محققاں کتاب تسلیم

۱۳۳۳ھ

دیگر

شاہ جیلانی تسلیم آنکہ داشت　　　مخزنِ ابیات و ہم اشعار حق
شہ ولی اللہ عزیزم ذی کمال　　　سالکِ رہ موردِ انوار حق
جمع کرد یک یک از اں از بہر طبع　　　شد دیوان تا شود اظہار حق
بے گماں ہر رہرو صدق و صفا　　　مے شناسد لطفِ حق اسرار حق
سال طبعش ہم ہمین گفتہ عقیل　　　ہست دیوان لطفِ حق اسرار حق

۱۳۳۳ھ

دیگر

صد شکر کہ چھپ گیا مقدس دیوان
پر فیض و کرامت ہے کلام تسلیم

سالِ فصلی یہ ہے و تاریخ عقیل
انوار ہدایت ہے کلام تسلیم

۱۳۲۴ ف

قطعہ تاریخ از حضرت اخوی صاحب قبلہ حضرت شاہ محمد روح اللہ صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی المتخلص بہ روح سجادہ درگاہ شریف حضرت تسلیم قدس سرہ العزیز۔

قبلہ گاہم حضرت تسلیم کا دیوان ہے یہ
تھے جو فخر عارفاں اور سالکوں کے پیشوا

گو بظاہر ہیں یہ غزلیں پر محقق کے لئے
درج ہیں سب اُن میں ارشادات اسرار خدا

اسکے پڑھنے سے حلاوت دلکو ملتی ہے عجیب
آتا ہے ہر حرف سے یکسر باطن کا مزا

ایک عرصہ سے تھے یہ اشعار جملہ منتشر
جمع اسکو شہ ولی اللہ عزیزم نے کیا

فضل حق سے ہو گیا مطبوع یہ دیوان جب
سوچا میں نے شوق سے مصرعہ یک تاریخ کا

منتہو سے ہاتف کے یہ نکلا مصرعۂ تاریخ بحج
دیکھئے کیا خوب یہ دیوانِ تسلیم اب چھپا

۱۳۲۸ + ۵ = ۱۳۳۳

تعریظ و تاریخ مشفقی مکرمی جناب محمد عبد الکریم صاحب طالب مرید صادق حضرت موصوف

پیر و مرشد حضرت تسلیم صاحب قادری
مظہر حق مصدر سر جناب کردگار

شیخ کامل پیر رہبر رہنمائے راہِ حق
پیشوائے عارفاں و واصلِ پروردگار

شیخ مقبول خدا و مرجعِ عالم صفت
جنکے در پر سر رگڑتے نامدار و تاجدار

پیر وہ کامل تھے جسکے آستاں پر صبح و شام　　استفاضہ کے لئے رہتے تھے اہل افتخار
خاکِ پا کحل البصر کرنیکی رکھکر آرزو　　ہوتے حاضر خدمتِ اقدس میں اکثر رازدار
آپ وہ پیر مغاں تھے جسکے میخانہ سے مے　　پیکے ہوتے مست وحدت میکشان بادہ خوار
سیکھنے آتے سواری آپ سے کتنی یکہ تاز　　وہ تھے میدانِ ولایت کے یگانہ شہسوار
وہ علو پرواز تھے یکتا یگانہ شاہباز　　جاتے آتے لامکاں تک پل میں جو لیل و نہار
راہ و رسم عشق سے واقف ہیں تا اہل سلوک　　آپ نے دیوان یک چھوڑا ہے بہر یادگار
تھا پراگندہ وہ دیوان شہ ولی اللہ نے　　نور عین حضرت تسلیم ہیں جو نامدار
جہد و کوشش سے اُسے یکجا کیا چھپوا دیا　　تا رہے دنیا میں حضرت کا ہمیشہ یادگار
حرف ہر یک اسکا ہے دریائے وحدت سے بھرا　　گوہر یکتا ہے ہر یک نقطہ اسکا نور بار
ہے حلاوت بخش ہر یک مصرعہ دیوان عجیب　　رمز والا اس میں ہے لطف محبت خوشگوار
شہسوار دشت پیما ہو گا وہ طالب ضرور　　سمجھے تسلیم صاحب کا بنا جو کوئی غبار

قطعہ

خدا کے فضل سے اور شہ ولی اللہ کی کوشش سے　　چھپا دیوان رمزِ حال و قال نغز کیا لکھ
سنِ تاریخ اسکا طالب تسلیم کہتا ہے　　چھپا دیوانِ رمز وحدت تسلیم بیدل لکھ

۱۳۳۳ھ

قطعہ تاریخ شفقی مکرمی جناب محمد عبداللہ صاحب ٹیکمالی مرید صادق حضرت موصوف

حضرت تسلیم کا دیواں ہے یہ　　رمز وحدت کا ہے جس میں برملا
کہدو تم الفاظ میں تاریخ یوں　　تیرہ سو تینتیس میں دیواں چھپا

قطعہ تاریخ گفتہ مکرمی جناب غلام رسول صاحب جنیدی نائب ...

ہوا فضل خالق سے مطبوع دیوان
جو تسلیم کی کو ہاتف نے آ ندا دی

[illegible] سراپا [illegible]
چھپا نیک ساعت میں دیوان تسلیم

۱۳۳۴ھ

قطعۂ تاریخ گفتۂ برادر عزیزم محمد ولی الرحمن صاحب نائب مددگار بندوبست

بہ فضل خداوند کون و مکاں
پئے سال یوں ہاتف غیب نے

ہوا طبع دیوان جو ہے دلپذیر
ندا دی ہے دیوان عجب بے نظیر

۱۳۳۴ھ

قطعۂ تاریخ گفتۂ برادر [illegible] سید [illegible] صاحب نائب مددگار بندوبست

فضل خالق سے چھپا دیوان عجیب
بس دل خوش سے کہا ہاتف نے یوں

بلبل باغ قدس کا گلشن ہے یہ
[illegible] دل تسلیم کا مخزن ہے یہ

۱۳۲۷ + ۶ = ۱۳۳۳ھ

قطعۂ تاریخ گفتۂ اخوی مکرم جناب [illegible] صاحب شکیب صیغہ دار تحصیل

ہوا طبع دیوان تسلیم خوب
حقائق کا دریا ہے یک موج زن
ہے ارشاد [illegible] کا بحر فیض

ہے جمع اس میں کلام
[illegible]
ہے مہبط خاص و عام

ہوا سر [illegible] لی شکیب [illegible]	کلاماتِ تسلیم عالی مقام ۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ منجانب خاکسار شاہ محمد ولی اللہ [illegible] ہی شرتب کیا ہے

طبع دیوان ہوا [illegible]
شاہ جیلانی [illegible]
غور سے دیکھے [illegible]
تشنگان [illegible]
فکر تاریخ سے [illegible]

سب کو [illegible] تسلیم
[illegible] تسلیم
[illegible] تسلیم
[illegible] جام تسلیم
[illegible] کلام تسلیم

۱۳۲۴ھ

مادۂ تاریخ در نثر گفتہ نکرمی قلمی جناب مولوی محمد [illegible] صاحب سررشتہ دار
مال ضلع بیدر

[illegible] تسلیم مزین بہ زیور طبع ست

۱۳۲۴ھ

تمت
تاریخات

صحت تسلیم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
	۵	درگاہ سکے	درگاہ کہ	۴۰	۱۰	ہوس ہے	
	۱۶	اوتار ہو	روتا رہو	″	۱۶	بہ دل	بے دل
	۷	اجر	اخیر	۴۱	۶	احرام	اجرام
	۱۷	جس یہ	جب یہ	″	۱۸	ڈر	ڈر
	۴	میں وہ	میں ہو	۴۳	۱۴	رہبر	راہبر
	۹	اپنا یہاں	اپنا مہمان	۴۴	۴	بدی سے	نہ بدی سے
	۱۲	پینا پنے کا	میں پینے کا	″	۷	تو	تو
	۱۱	سایۂ دیوار	سایۂ دیوا	۴۵	۱	دوا	سودا
	۷	لے وانہ	لے آوانہ	″	۲	سرسک	سرشک
	۱۰	دل میرا	دل اپنا	″	۶	بہول جاؤں	بہول جاؤ
	۱۱	پہ ہے	یہ ہے	۴۶	۱۴	پیر پانی کا	یہ پانی کا
	۵	گزرادن	گزراغزرودن	″	۱۶	لیکے	لیے لیکے
″	۱۵	خوش ہے	ہے خوش	۴۷	۱۶	خود سے	خودی سے
۳۷	۲	کہتے ہیں	کھلتے ہیں	۴۸	۳	مختار کا	مختار کار
″	۱۷	نقش	نفس	″	۸	باطل میں	باطل میں ہے
۳۹	۵	قصور	تصور	۴۹	۱۰	پسدی	پسندی
۴۰	۶	لے ہوا کی	لئے ہوا کی	۵۶	۷	اے مسیحا	اے میرے مسیحا

۵۶	۱۸	مانا	پانا	،	۱۱	نظریں	نظریں کی
۵۹	۱۰	کرنی	کر		۱۶	ابر	اے ابر
۶۱	۱	بنگر		۴۲	۱۲	نظاہر	ظاہر
ر	۱۸		اٹھاتی جیب	۴۱		بتہر	
۶۲		سانت	کسافت	۷۵	۳	توی	
	۷	جیسا	جیسا ہو	۷۹	۷	مختق ہیں	
ر	۱۵	آتش کو	آتش کو تھا	۸۰	۱۴	الہی	
ر	۱۷	وفاعل	وہ فاعل	۸۱	۱۶	ہر ایک سے	
۶۳	۱	آئے محبوس	آئے کو محبوس	۸۳	۲	بیے یار	بے یار
۶۴	۲	چل	تو چل	۸۵	۱۳	ہوں	ہوں میں
۶۵	۴	ہرایک	ہریک	~~۸۵~~	~~۲۲~~	~~الکانالت~~	بازار
ر	۶	ہے بھی	ہے یہی	۹۹	۸	ہور	ہور
	۸	عارف باطن	عارف بطن باطن	۱۱۸	۶		ا دو
ر	۱۵	اقادر	اقادر	۱۲۳	۱۰	ں	
ر	۲۰	سب کو	لب کو	۱۲۸	۵	اہل سنت	اہل سنت
۶۹	۱	دودن	تو دودن	ر	۹	شیدہ	
ر	۲	سب	لب	۱۳۹	۱۲	دیکھا	دکھا
ر	۳	جاناں سے	جایاں سے				
۷۰	۲	اپنے	سب اپنے				
ر	۳	جنت میں	جنت میں بھی				
ر	۸	تجکو	جو تجکو				

تمت

اعلان

الحمد للہ والمنۃ ایک مدت آرزو کے بعد دیوان تسلیم جو وصل الی اللہ حقائق آگاہ
حضرت شاہ غلام جیلانی بادشاہ صاحب قبلہ قادری قدس سرہٗ العزیز مشائخ
قصبہ گلشن آباد مسیدک کے تمام اردو و فارسی غزلیات رباعیات کا
مجموعہ ہے طبع ہو کر ہدیۂ ناظرین ہے۔ بالخصوص اردو غزلیات میں
حضرت نے جس صوفیانہ مذاق اور فقیرانہ بول چال کا استعمال فرمایا ہے
وہ قابل دید ہے۔ درحقیقت غزلیات کے پیرایہ میں حضرت نے
ایسے ایسے باطنی رشادات پرنور تو نکتے بیان فرمایا ہے جو غور کرنے
اور سمجھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ عموماً ہر باذوق انسان اور خصوصاً
حضرت کے مریدین معتقدین کو لازم ہے کہ بہت جلد اس نادر کتاب کو
خرید فرما کر سعادت دارین حاصل کریں۔ اگرچہ اس دیوان کا حجم قریباً
ڈھائی سو صفحہ کے ہے اور اس میں (۵۴۸) غزلیات ہیں لیکن باوجود
اسکے صرف ۹ ر قیمت علاوہ خرچ ڈاک رکھی گئی ہے۔ خریدار کو چاہئے
کہ مطبع محبوب لنظائر مال حیدرآباد واقع دبیرپورہ دہلی پی الاوہ یا بمقام
مسیدک حضرت شاہ محمد روح اللہ صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی
سجادہ درگاہ حضرت ممدوح قدس سرہٗ العزیز سے طلب فرمائیں فقط
المشتہر مہتمم مطبع محبوب لنظائر مال۔ جملہ حقوق محفوظ ہیں۔